اپریل، مئی ۸۳ء

ماہنامہ

خالد

ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۳۰ شمارہ ۳

ماہنامہ خالد ربوہ

جنوری ۱۹۸۳ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

نائب ایڈیٹر
منیر احمد جاوید

معاون ایڈیٹر
مبشر احمد ایاز

قیمت سالانہ : ۱۸ روپے

قیمت پرچہ ہذا ۶/- چھ روپے

ترتیب

پبلشر : مبارک احمد خالد ÷ پرنٹر : سید عبدالحی ÷ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ÷ مقام اشاعت : دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

کتابت : نورالدین خوشنویس ربوہ —— رجسٹرڈ نمبر ایل : ۵۸۲۰

اداریہ — وہ اعلیٰ درجہ کا نور . . . .

-:- ظلمت و تاریکی کی شب تار !
: جہالت و ضلالت کے دبیز پردے !
: ابر تثلیث کی گھنگھور گھٹا !
: کفر و شرک کا بحر تلاطم خیز !
: مادیت کی تند و تیز باد مخالف !

ایسے مایوسیت اور قنوطیت زدہ ماحول میں افق مشرق کے ایک زاویۂ خمول سے ٹمٹماتی قندیل ظاہر ہوئی ۔ چشم حقیقت بیں ! اسمیں جہاں عہد رفتہ کی عظمتوں کی امیں ہونے کی جھلک مشاہدہ کر رہی تھی وہاں اسے زمن مستقبل میں سینکڑوں انقلابات ارضی و سماوی کا پیش خیمہ محسوس کر رہی تھی ۔

اس انقلاب آفریں قندیل کا شعلہ گو اپنی ذات میں ضئیل و کمزور تھا لیکن "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" کے مصداق اسمیں عالمگیر تنویر و ضیا پاشی کے عزم صمیم کے آثار جھلکنے کے باعث ۔

—: ہر ہوا کا جھونکا اسے بجھانے کیلئے بیتاب تھا ۔
—: ہر قطرۂ ابر اسکے انطفاء کیلئے مثل سیماب تھا ۔
—: ہر تند موج کیلئے اسے گل کرنا موجب اضطراب تھا ۔

مخالفت نے جلتی پر تیل کا کام کیا ۔ اس شعلہ کی تمازت محسوس ہونے لگی ۔ دیپ سے دیپ جلنے لگا ۔ روشن اور چقماق صفت قلوب اسکے قریب آنے سے بھڑک اٹھے اور روشنی کا ہالہ شب تاریک و تار میں بڑھتا رہا ۔ زجاجۂ خلافت نے اس شعلہ کے نور میں اور وسعت پیدا کی ۔ اور اسکا نور جہاں سطح ارضی کے سفید خطوں پر ضوء فگن ہے وہاں وہ اپنی نورانی کرنوں سے سیاہ خطوں کو بھی منور کر رہا ہے ایک طرف اہل مغرب پر "طَلَعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا" کی صورت میں جلوہ آراء ہے تو دوسری طرف اہل مشرق کیلئے مینارۂ بیضاء کا روپ دھار کر انتشار نورانی کا ایمان افروز اور روح پرور نظارہ، پیش کر رہا ہے ۔

اب یہ لمعاتِ نور اتنی تیزی سے اکنافِ عالم میں پھیل رہے ہیں کہ شپرہ چشم اسکی روشنی کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن اس نور کا پھیلنا خدا تعالیٰ کی ان تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت پورا ہونے سے نہیں روک سکتی! کیونکہ یہ نور اس عظیم الشان نور کا پرتو ہے۔ جس کے بارہ میں سیدنا حضرت (اقدس ...... ناقل) نے فرمایا :۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی، نہیں تھا، غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء، سید الاحیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

اداره جلسالانہ پر تشریف لانے والے مہمانانِ کرام کی خدمت میں اھلاً و سھلاً و مرحباً کا تحفہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مرکز سلسلہ میں تشریف لانا ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ یہ ایام سعد برکتوں اور رحمتوں کے نزول کے ہیں۔ انابت الی اللہ اور دعاؤں کا موسم ہے۔

بڑا ہی خوش بخت اور سعادتمند وہ وجود ہے جو ان ایام سے کماحقہٗ استفادہ کرکے انوار و افضال الٰہیہ کو اپنے اندر جذب کرتا ہے اور پیارے آقا کے شیریں جواہرِ کلمات سے اپنے باطنی حسن کو آراستہ کرتا ہے۔

مرزا احمد الدین

کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دُنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمّت اور تمام خیالات سے دُنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدّت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے...... یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے، میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھوگے۔ اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہُوں۔ وہ واحدِ یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا، مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پُورے ہوتے۔ .....

..... خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی، اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

آخر وہ دُولہا جس کی تم کو انتظار تھی آگیا

ستمبر ۱۹۲۴ء میں لندن میں ویمبلے نمائش منعقد ہوئی۔ اس کے منتظمین نے نمائش کے پروگراموں میں "مذاہبِ عالم کی کانفرنس" کا پروگرام بھی رکھا اور دُنیا کے مختلف مذاہب کے لیڈروں کو اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی۔ مدعوین میں ہمارے پیارے آقا حضرت مصلح موعود بھی تھے۔ اس موقع پر حضور نے جو معرکہ آرا خطاب فرمایا تھا اُس کا آخری حصہ جس میں آپ نے ساری دُنیا کو مخاطب فرمایا۔ ہدیۂ قارئین ہے ——— (ادارہ)

"اے امریکہ اور یورپ کے لوگو! اے آسٹریلیا اور افریقہ کے لوگو! اے ایشیا کے باشندو! خوابِ غفلت کو ترک کرو اور آنکھیں کھولو۔ خدا کی محبت کا سورج قادیان کی گمنام سرزمین سے چڑھا ہے تا ہر اک کو اس ازلی بادشاہ کے پیار کی یاد دلائے جو اُسے اپنے بندوں سے ہے۔ تا شکوک و شبہات کی تاریکیاں مٹ جاویں۔ تا غفلت اور بے پرواہی کی سردیاں دُور ہو جائیں۔ تا فسق اور فجور اور ظلم اور خونریزی اور فساد اور ہر قسم کی بدیوں کے راہزن جو انسان کے متاعِ ایمان اور دولتِ امن کو ہر وقت لُوٹنے کی فکر میں رہتے تھے بھاگ جائیں اور تاریک غاروں میں جا چھپیں جو اُن کی اصلی جگہ

ہے تا پاک دل اور پاک نفس بندے جو دُنیا میں بمنزلہ فرشتوں کے ہیں۔ اس کی روشنی کی مدد سے اس سانپ کا سر کچلیں جس نے حوّا اور آدم کی ایڑی کو ڈسا تھا اور شیطان کی زہریلی کُچلیوں کو توڑ دیں اور اس کے شر سے دُنیا کو ہمیشہ کے لیئے بچا لیں۔

ہاں اے مشرق و مغرب کی سرزمینوں کے بسنے والو! سب خوش ہو جاؤ اور افسردگی کو دلوں سے نکال دو کہ آخر وہ دولھا جس کی تم کو انتظار تھی آ گیا۔ آج تمہارے لیئے غم اور فکر جائز نہیں۔ آج تمہارے لیئے حسرت و اندوہ کا موقع نہیں بلکہ خرّمی و شادمانی کا زمانہ ہے۔ مایوسی کا وقت نہیں بلکہ اُمیدوں اور آرزوؤں کی گھڑیاں ہیں۔ پس تقدیس کے سنگھار سے اپنے آپ کو زینت دو اور پاکیزگی کے زیوروں سے اپنے آپ کو سجاؤ کہ تمہاری دیرینہ آرزوئیں بر آئیں اور تمہاری صدیوں کی خواہشیں پوری ہوئیں۔ تمہارا رب خود چل کر تمہارے گھروں میں آ گیا اور تمہارا مالک آپ تمہاری رضامندی کا طالب ہوا۔ آؤ آؤ! کہ ہم سب اپنے بچوّں والے تنازعات کو بھول کر اُسکے فرستادہ کے ہاتھ پر جمع ہو جاویں۔ اور اُس کی حمد کے ترانے گائیں اور ثناء کے قصیدے پڑھیں اور اس کے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑ لیں کہ پھر وہ یارِ یگانہ کبھی ہم سے جُدا نہ ہو۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام ص۲۷۱-۲۷۲)

یورپ کب اسلام قبول کرے گا؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۴ اگست ۱۹۸۰ء کو لندن میں ایک پریس کانفرنس کے دوران، اس سوال کے جواب میں کہ "یورپ کب اسلام قبول کرے گا؟" ارشاد فرمایا :-

"تم لوگ مہلک ہتھیار ہی جمع نہیں کر رہے بلکہ مسائل کے انبار بھی لگا رہے ہو۔ تمہارے مسائل بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں اور تمہیں ان کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ ایک وقت آئے گا کہ تم مسائل کے حل کی تلاش میں اندھیرے میں ٹکریں مار رہے ہوگے اور ہر طرف راستہ مسدود پاؤ گے۔ وہ وقت **اسلام** کا وقت ہوگا اور میرے لئے موقع ہوگا کہ میں **اسلام کی روشنی** تمہارے سامنے پیش کروں۔ اُس وقت تم خود بخود اسلام کی طرف کھنچے چلے آؤ گے۔ میں اُس وقت کا منتظر ہوں اور وہ وقت ضرور آئے گا۔"

(دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ صفحہ ۲۸۷)

غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے
۲۴ر جولائی ۱۹۸۰ء کو مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں احمدی احباب سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"۹۰ سال پہلے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک ایسا فرد تھا جسے اُس کا خاندان بھی نہیں پہچانتا تھا۔ اُس کے اپنے قریبی رشتہ دار بھی بھول جاتے تھے کہ وہ بھی اُن کے خاندان کا ایک فرد ہے۔ اُس کی چچیاں اور پھوپھیاں اُسے کھانا دینا بھول جاتی تھیں اور جب انہیں یاد آتا تو بچے ہوئے ٹکڑے اکٹھے کر کے اُس کے لئے کھانے کا انتظام کر دیتیں۔ جب تلاوتِ قرآن میں مستغرق رہتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا تو خدا تعالیٰ نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اُٹھ اور دین کی خدمت کر۔ میں نے تیرے ذریعہ اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(دَورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ صفحہ ۱۷)

اسلامی مؤاخات کی ایک جھلک

"مسجد بشارت سپین کی افتتاحی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل ایک نہایت ہی پیاری تقریب عمل میں آئی جو اسلامی مؤاخات کی آئینہ دار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل کی ایک دلیل تھی۔ اور وہ تقریب یہ تھی کہ:-

"حضور کی دو نوعمر بچیاں عزیزہ یاسمین رحمان سلمہا اور عزیزہ عطیۃ الجیب سلمہا اپنی دو ہم عمر سپینش احمدی بچیوں کی بہنیں بنی ہیں۔ عزیزہ یاسمین رحمان سلمہا نے اسٹیج پر آ کر اپنی مُنہ بولی بہن "مرسی ڈیز اسکوبار پرکیو" بنت برادرم مکرم عبدالرحمان کلیمنتے اسکوبار" سے ہاتھ ملا کر اُسے تحفہ دیا۔ اسی طرح عزیزہ عطیۃ الجیب سلمہا نے اپنی مُنہ بولی بہن سے ہاتھ ملایا اور اُسے تحفہ پیش کیا۔ فوٹو گرافروں نے اس تقریب کے فوٹو اُتارے اور سپینش مہمانوں نے بھی اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔" (الفضل ۶ر اکتوبر ۱۹۸۲ء)

حضور انور سفرِ یورپ پر روانگی سے قبل کراچی میں رونق افروز ہیں

ناروے میں استقبالیہ

ناروے میں شمعِ احمدیت کے پروانوں کی تجدیدِ بیعت کا رُوح پرور منظر

خالی کی صحبت سے فیض یابی

جرمنی میں ایک میئر کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

ہالینڈ میں احباب سے ملاقات

ارضِ طارق پر تجدیدِ اسلام کی نوید ——— مسجد بشارت

مسجد بشارت کے افتتاح کے موقعہ پر اُمّتِ واحدہ کی ایک جھلک

مجلسِ شوریٰ لندن
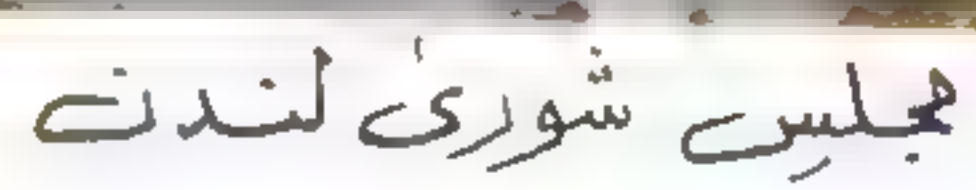
حضور کے پہلے دورۂ یورپ میں ہمرکابی کا شرف پانے والے خوش نصیب

سفرِ یورپ سے
کامیاب مراجعت
پر
امرائے اضلاع
پنجاب کی
جانب سے
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
کی خدمت اقدس میں
دی گئی
دعوتِ استقبالیہ
کا
ایک منظر

مرتبہ منیر احمد جاوید
نائب مدیر

حضور انور ایدہ اللہ الودود کے عہدِ خلافت میں حضور کے پہلے

دَورۂ یورپ پر ایک طائرانہ نظر!

"دَورۂ یورپ پر ایک طائرانہ نظر" مکرم و محترم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مکرم ناصر احمد صاحب بہادر شیر کے تعاون سے قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ ادارہ ان کا شکرگزار ہے اور قارئین سے ان کے لئے پُرخلوص دُعا کا خواستگار۔　　(ادارہ)

- اِستقبالیہ تقاریب
- مجالسِ شُوریٰ
- محافلِ سوال وجواب
- مجالسِ ارشاد
- پریس کانفرنسز
- انٹرویوز
- احباب سے مُلاقاتیں
- دستی بیعت
- غیر مُسلموں کو تبلیغ
- مجالسِ خدام الاحمدیہ و انصار اللہ ولجنہ اماء اللہ سے خطابات

۲۸ جولائی:۔ صبح ۵ بجے ربوہ سے روانگی اور لاہور میں ورود اور احبابِ جماعت سے خطاب۔ اسی روز

کراچی کو روانگی۔ اور ایک بجے دوپہر کراچی میں ورودِ مسعود۔ احباب سے ملاقات۔ رات ۹-۳۰ تک مجلس ارشاد۔

۲۹ر جولائی:۔ کراچی میں قیام۔ صبح دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ احباب سے ملاقات، لجنہ سے خطاب، رات ۱۰ بجے تک مجلس ارشاد۔

۳۰ر جولائی:۔ کراچی میں قیام۔ صبح دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ عام ملاقات۔ نمازِ جمعہ مسجد مارٹن روڈ میں ادا فرمائی اور اس کے بعد بیعت لی۔ شام کو انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ سے خطاب۔ رات ۱۰-۳۰ تک مجلس ارشاد۔

۳۰-۳۱ر جولائی:۔ درمیانی شب کراچی سے ناروے کو روانگی۔

۳۱ر جولائی:۔ اوسلو (ناروے) میں ورودِ مسعود۔ ایئرپورٹ پر احباب سے ملاقات۔ رات مجلس ارشاد۔
اسی روز پورے دورہ یورپ کے دوران ہر ملک میں مجالس شوریٰ کے انعقاد کا پروگرام تجویز فرمایا۔

یکم اگست:۔ صبح ۹ بجے تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ بعد نمازِ عصر مجلس ارشاد۔ اجتماعی بیعت۔ عام ملاقات۔

۲ر اگست:۔ مجلس ارشاد۔ ناروے میں اندرونِ ملک سفر پر روانگی۔

۳ر اگست:۔ اندرونِ ملک سفر۔

۴ر اگست:۔ اندرونِ ملک سفر اور پھر رات مغرب کے وقت واپس مشن ہاؤس میں ورودِ مسعود۔

۵ر اگست:۔ پریس کانفرنس۔ جماعت کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت۔ میئر بھی تشریف لائے۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن مجید تحفۃً عطا فرمایا۔

۶ر اگست:۔ دفتر تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ نمازِ جمعہ، جماعتِ ناروے کی پہلی مجلس شوریٰ، بعد نمازِ عصر خدام سے خطاب، انصار اللہ سے خطاب، لجنہ سے خطاب۔

۷ر اگست:۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ دفتری، انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں۔ احبابِ جماعت کے ساتھ فوٹو۔ مجلس سوال و جواب۔

۸ر اگست:۔ ہالڈن (ناروے) میں ورود۔ شام ۴ بجے سویڈن کو روانگی اور گوٹن برگ میں ورودِ مسعود۔ احباب سے ملاقات۔ رات مجلس ارشاد۔

۹ر اگست:۔ پریس کانفرنس۔ عصر کے بعد مجلس ارشاد۔ مجلس شوریٰ۔

۱۰ اگست :۔ مالمو (سویڈن) میں ورُود ۔ احباب سے ملاقات ۔ ڈنمارک کو روانگی اور ورود مسعود ۔ احباب سے ملاقات ۔ رات ۳۰-۱۱ تک مجلس ارشاد ۔

۱۱ اگست :۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی ۔ مجلس مشاورت ، مجلس ارشاد ، بعد نماز مغرب وعشاء دستی بیعت ۔

۱۲ اگست :۔ پریس کانفرنس ۔ عام ملاقات ۔ مجلس ارشاد ۔ جماعت کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت ۔

۱۳ اگست :۔ ڈنمارک سے بذریعہ کار مغربی جرمنی کو روانگی ۔ ۳۰-۶ بجے جرمنی بارڈر پر آمد اور موجود احباب سے ملاقات ۔ ۳۰-۹ بجے ہمبرگ مشن ہاؤس میں ورُود مسعود اور احباب سے ملاقات ۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد مجلس ارشاد ۔

۱۴ اگست :۔ صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی ۔ احباب سے انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں ۔ نماز ظہر و عصر کے بعد خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ ۔ رات ۱۲ بجے تک مجلس ارشاد ۔

۱۵ اگست :۔ صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دیگر دفتری امور سرانجام دیئے ۔ احباب سے ملاقاتیں مجلس سوال و جواب ۔ احباب جماعت ہمبرگ کی دستی بیعت ۔ لجنہ سے خطاب ۔

۱۶ اگست :۔ صبح ۳۰-۹ بجے دفتر میں تشریف لائے ۔ ملاقاتیں ، پریس کانفرنس ۔
۳۰-۲ بجے سہ پہر فرینکفرٹ کو روانگی اور ۳۰-۸ بجے رات مشن ہاؤس میں ورود مسعود ۔ احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا ۔ مجلس ارشاد ۔

۱۷ اگست :۔ ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی ۔ ظہر کے بعد مجلس ارشاد ۔ پھر نماز مغرب و عشاء کے بعد دوبارہ مجلس ارشاد ، جو رات ۱۲ بجے تک جاری رہی ۔

۱۸ اگست :۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لائے ۔ احباب سے ملاقاتیں ۔ فرینکفرٹ کے میئر نے ملاقات کا شرف حاصل کیا ۔ اس موقعہ پر اخبارات کے نمائندے بھی موجود تھے ۔ ان کے ساتھ سوال و جواب ہوئے ۔ نماز عصر کے بعد مجلس ارشاد ۔ پھر ملاقاتیں جو کہ ۳۰-۶ بجے سے ۹ بجے رات تک جاری رہیں ۔ رات ۳۰-۱۲ تک مجلس ارشاد ۔

۱۹ اگست :۔ ۹ بجے دفتر میں تشریف لائے ۔ عام ملاقات ۔ ۴۰-۱۱ دوپہر سے ایک بجے تک FRANKFURT HOP ہوٹل میں پریس کانفرنس ۔ بعد نماز عصر مجلس ارشاد ۔ ۳۰-۶ بجے شام اسی ہوٹل میں جرمنوں سے تبلیغی ملاقات ۔ ۱۲ بجے رات تک مجلس ارشاد ۔

۲۰ اگست :۔ صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لائے عام ملاقاتیں ۔ نماز جمعہ ۔ نماز عصر کے بعد دوبارہ ملاقاتیں ۔ مجلس

سوال وجواب (یہ مجلس ۷ بجے رات سے ۳۰-۱۱ بجے تک جاری رہی - اس میں بکثرت جرمن احباب کو مدعو کیا گیا تھا)۔

۲۱ راگست :- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لائے ۔ عام ملاقاتیں ۔ مجلس سوال وجواب - احبابِ جماعت سے خطاب اور بیعت - عام ملاقات - ۳۰-۱۲ بجے رات تک مجلسِ ارشاد۔

۲۲ راگست :- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی - عام ملاقاتیں - نمازوں اور کھانے کے وقفے کے ساتھ ۱۱ بجے سے ۳۰-۸ بجے رات تک مجلس شوریٰ۔

۲۳ راگست :- انفرادی ملاقاتیں - نمازِ عصر کے بعد کارکنان کے ساتھ چائے میں شرکت اور پھر حضور ایک ماڈل فارم دیکھنے گئے - نمازِ مغرب وعشاء کے بعد مجلس ارشاد منعقد ہوئی جو کہ رات ۳۰-۱۱ بجے تک جاری رہی۔

۲۴ راگست :- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی - بعدہٗ احباب سے ملاقات فرمائی - ہائیڈل برگ کو روانگی اور ورود - ایک قدیمی قلعہ کی سیر - ہائیڈل برگ سے سوابن میں آمد - اور رات ایک ہوٹل میں قیام۔

۲۵ راگست :- سوابن سے روانگی اور جرمنی کا بارڈر کراس کر کے آسٹریا کے شہر انس برگ کے قریب iGLS نامی قصبہ میں ورود اور قصبہ کے ٹریولرہوفس ہوٹل میں دو روز قیام۔

۲۶ راگست :- iGLS میں قیام - اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

۲۷ راگست :- آسٹریا سے بذریعہ کار زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں ورود مسعود - احباب سے ملاقاتیں - مجلسِ ارشاد۔

۲۸ راگست :- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور احباب سے ملاقاتیں کیں - مجلسِ سوال وجواب - رات ۳۰-۱۰ بجے تک مجلسِ ارشاد۔

۲۹ راگست :- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی - احباب سے ملاقاتیں - دستی بیعت - مجلس سوال وجواب - بعد نمازِ عصر مجلسِ شوریٰ جو کہ رات ۳۰-۱۰ بجے تک جاری رہی۔

۳۰ راگست :- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی - زیورک کے نووا پارک (NOVAPARK) ہوٹل کے کائرو (CAIRO) ہال میں پریس کانفرنس۔

۳۱ راگست :- صبح ۳۰-۹ بجے دفتر میں تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی - جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت فرمائی جس میں امریکہ، جرمنی، آسٹریا اور کئی دیگر ممالک

کے قونصلروں اور دیگر کئی طبقہ ہائے فکر کے افراد کو مدعو کیا گیا تھا۔

رات ۸ بجے "انسانیت کا مستقبل" کے عنوان پر انگریزی میں خطاب فرمایا جس کا ترجمہ ساتھ کے ساتھ جرمن زبان میں کیا گیا۔

یکم ستمبر:۔ زیورک سے روانگی براستہ انٹرلاکن جنیوا میں ورود مسعود، احباب سے ملاقات مجلس سوال و جواب۔

۲ ستمبر:۔ جنیوا سے بذریعہ کار فرانس کو روانگی اور فرانس سے ہوتے ہوئے لکسمبرگ میں آمد اور رات ایک ہوٹل میں قیام۔

۳ ستمبر:۔ لکسمبرگ سے روانگی اور آخن (جرمنی) میں ورود۔ یہیں نماز جمعہ پڑھائی۔ احباب سے ملاقات۔ مجلس سوال و جواب۔

۴ ستمبر:۔ آخن سے ہالینڈ کو روانگی۔ ہالینڈ میں ورود مسعود۔ احباب سے مصافحہ۔ اسی روز ۱۱ بجے پریس کانفرنس۔ بعد ازاں مجلس سوال و جواب اور نماز عصر کے بعد مجلس ارشاد۔

۵ ستمبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لائے۔ انفرادی ملاقاتیں، مجلس شوریٰ۔

۶ ستمبر:۔ ہالینڈ سے میدرڈ (سپین) کو روانگی۔ ۱/۲ ۱ بجے میڈرڈ میں ورود مسعود۔ ائیرپورٹ پر احباب جماعت سے ملاقات۔ ۳ بجے مالاگا کو روانگی۔ ۴ بجے مالاگا میں ورود مسعود۔ ائیرپورٹ پر اخبارنویسوں کے ساتھ انٹرویو۔ مالاگا سے غرناطہ کو روانگی اور غرناطہ میں آمد۔ غرناطہ میں حضور نے اُس ہوٹل میں قیام فرمایا جس ہوٹل میں دو سال قبل ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیام فرمایا تھا۔ غرناطہ پہنچنے کے معاً بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور اخباری نمائندوں کے سوالات کے جواب دیئے۔

۷ ستمبر:۔ الحمرا کی سیر۔ اس کے بعد اخباری نمائندوں کے ساتھ انٹرویو۔

۸ ستمبر:۔ ۱/۲ ۹ بجے صبح غرناطہ سے روانہ ہو کر ۱۲.۳۰ بجے قرطبہ میں ورود۔ جامع مسجد قرطبہ کی زیارت۔ ۳ بجے سہ پہر پیڈرو آباد کو روانگی اور ۴.۳۰ بجے پیڈرو آباد میں ورود مسعود۔ پیڈرو آباد پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مسجد بشارت میں تشریف لا کر دو نفل ادا فرمائے۔ مجلس ارشاد، ملاقاتیں، دفتر میں تشریف لا کر ضروری امور سرانجام دیئے۔

۹ ستمبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لا کر ضروری کام سرانجام دیئے۔ انفرادی ملاقاتیں، نماز ظہر کے بعد مجلس ارشاد، نماز عصر کے بعد ملاقاتیں۔

۱۰ ستمبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف آوری۔ احباب سے ملاقات۔ نماز و خطبہ جمعہ۔ نماز جمعہ کے بعد مکرم محمود احمد صاحب

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے والد محترم کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اجتماعی بیعت ہوئی۔
نماز عصر کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب جس میں مختلف ذرائع ابلاغ کے ۵۰ صحافی شریک ہوئے۔
۷ بجے شام مسجد بشارت کی افتتاحی تقریب سے خطاب۔ بعدہٗ ضیافت، جس میں میئر، پولیس اور ملٹری کے آفیسرز شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ الودود نے معزز مہمانوں کو خوب تبلیغ فرمائی اور تمام سپینش احباب سے فرداً فرداً ملاقات فرمائی۔ اس کے بعد نمازیں ادا فرمائیں اور پھر عام ملاقاتیں، جو ۱۱-۳۰ بجے تک جاری رہیں۔

۱۱ ستمبر:- صبح دفتر میں تشریف لاکر کئی اہم امور سرانجام دیئے۔ ایک گھنٹہ بعد چند ملاقاتیں۔ مجلس مشاورت، جو تقریباً رات ۱۰-۳۰ بجے تک جاری رہی۔

۱۲ ستمبر:- ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لاکر پہلے ڈاک ملاحظہ فرمائی پھر مجلس مشاورت شروع ہوئی جو کہ ۲-۳۰ بجے دوپہر تک جاری رہی۔ عصر کی نماز کے بعد دوبارہ مجلس مشاورت شروع ہوئی اور رات ۹ بجے تک جاری رہی۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد ۱۲ بجے رات تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

۱۳ ستمبر:- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف آوری۔ آتے ہی ملاقاتیں شروع ہوگئیں جو کہ ۲-۳۰ بجے دوپہر تک جاری رہیں۔ نماز عصر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض سپینش خاندانوں کے اعزاز میں ایک ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ مدعووین کے ساتھ ملاقات اور تبلیغ نیز محفل سوال و جواب۔ مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کے بچے کی شادی میں شمولیت اور دعا۔ رات ۱۲ بجے تک ملاقاتیں۔

۱۴ ستمبر:- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پھر ۱-۳۰ بجے دوپہر تک ملاقاتیں۔ پیڈرو آباد کی سیر۔ ۴-۳۰ بجے دعاؤں کے جلو میں پیڈرو آباد سے مالاگا کو روانگی۔ رات یہیں ایک ہوٹل میں قیام فرمایا۔

۱۵ ستمبر:- مالاگا سے میڈرڈ (سپین) اور ایمسٹرڈم (ہالینڈ) ہوتے ہوئے ہیتھرو ایئرپورٹ لندن کے فضائی مستقر پر ورود مسعود۔ ایئرپورٹ پر موجود احباب سے ملاقات۔ شام ۶ بجے مشن ہاؤس میں تشریف آوری اور موجود ہزاروں احمدی احباب سے مصافحہ، بعد میں لجنہ سے ملاقات۔

۱۶ ستمبر:- ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لاتے ہی ملاقاتیں۔ پھر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ نماز عصر کے بعد محمود ہال لندن میں مجلس ارشاد، جو کہ رات ۱۰-۳۰ تک جاری رہی۔ حضور نے اردو سوالات کے اردو میں اور انگریزی سوالات کے انگریزی میں جوابات دیئے۔

۱۷ ستمبر:- صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پھر ۱۲-۳۰ تک دفتری ملاقاتیں فرمائیں۔ مسجد فضل لندن میں نماز و خطبہ جمعہ۔ عصر کے بعد اور پھر مغرب کے بعد احباب سے ملاقاتیں۔ رات مجلس ارشاد۔

۱۸ ستمبر:- صبح ۹ بجے دفتر تشریف لاکر پہلے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پھر احباب کو شرفِ ملاقات سے نوازا۔ شام کو ساؤتھ آل تشریف لے گئے جہاں پر مقامی جماعت کی طرف سے حضور ایدہ اللہ کے اعزاز میں استقبالیہ کا اہتمام تھا۔ لندن برو آف ایلنگ کے ڈپٹی میئر نے حضور کا استقبال کیا۔ اور اس امر پہ خوشی کا اظہار فرمایا کہ اُن کے علاقہ میں اتنی اہم شخصیت کا ورودِ مسعود ہوا ہے۔ حضور نے ڈپٹی میئر کے استقبالیہ ریمارکس کا انگریزی میں جواب دیا۔ پروگرام کے دوسرے حصہ میں مڈل سیکس کی جماعتوں کی طرف سے پیش کئے گئے استقبالیہ ایڈریس کے جواب میں حضور نے اُردو میں احباب سے خطاب فرمایا۔

۱۹ ستمبر:- صبح ۹ بجے دفتر تشریف لاکر پہلے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پھر احباب سے ملاقاتیں شروع ہوئیں، جو ۲۰-۲ بجے سہ پہر تک جاری رہیں۔ نمازِ عصر کے بعد دوبارہ احباب کو شرفِ ملاقات سے نوازا۔ جو رات ۹ بجے تک جاری رہیں۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد اجتماعی بیعت۔

۲۰ ستمبر:- حضور برطانیہ کے شمالی علاقوں کے دَورہ پر لندن سے باہر تشریف لے گئے۔ شام ۶ بجے ہڈرز فیلڈ میں ورودِ مسعود۔ مشن ہاؤس سے باہر شہر کے میئر نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے سب کو شرفِ مصافحہ سے نوازا۔ پریس کانفرنس سے خطاب۔ مغرب و عشاء کے بعد اجتماعی بیعت ہوئی اور اس کے بعد مجلسِ ارشاد منعقد ہوئی جو ۳۰-۱۰ بجے رات تک جاری رہی۔

۲۱ ستمبر:- ہڈرس فیلڈ سے روانگی اور لیک ڈسٹرکٹ میں ورود۔ نماز ظہر و عصر کے بعد ہارٹلے پول تشریف لے گئے۔ شام کو ۳۰-۷ کے قریب انگریز خواتین کے اجتماع سے خطاب اور سوالات کے جواب دیئے۔

۲۲ ستمبر:- ہارٹلے پول سے ایڈنبرا سکاٹ لینڈ تشریف لے گئے۔ تین بجے بعد دوپہر مشہور یورپین مستشرق منٹگمری واٹ سے ملاقات اور ایک گھنٹہ تک اسلام کے بارہ میں گفتگو۔ ۳۰-۵ بجے شام سکاٹ لینڈ کے احباب میں تشریف فرما ہوئے۔ اس دَوران بعض غیر از جماعت احباب بھی حضور سے مسائل دریافت کرتے رہے۔

۲۳ ستمبر:- سکاٹ لینڈ کے شمالی علاقے کا دَورہ فرمایا اور اسٹرلنگ میں ورودِ مسعود و قیام۔

۲۴ ستمبر:- اسٹرلنگ سے روانگی اور گلاسکو میں ورودِ مسعود اور پریس کانفرنس سے خطاب۔ کلائیڈ ریڈیو کے نمائندہ نے حضور کا انٹرویو لیا جو آدھ گھنٹہ کے بعد نشر ہوا۔ نماز جمعہ گلاسکو مشن میں پڑھائی شام کو بریڈ فورڈ تشریف لائے اور ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب کے گھر قیام فرمایا۔

۲۵ ستمبر:- صبح ۱۱ بجے بیت الحمد مشن میں تشریف لائے اور پریس کانفرنس سے خطاب اور احباب سے گفتگو نیز سوالات کے جوابات دیئے۔ شام چھ بجے دوبارہ مشن ہاؤس تشریف لاکر عورتوں کے اجتماع سے

خطاب فرمایا۔ جماعت کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کی جس میں بریڈ فورڈ کے ڈپٹی میئر بھی شریک ہوئے۔ مغرب وعشاء کے بعد اجتماعی بیعت۔ رات جماعت کی طرف سے دیئے گئے ڈنر میں شرکت۔

۲۶ ستمبر:۔ مانچسٹر کو روانگی اور مانچسٹر میں ایک گھنٹہ قیام کے دوران احباب سے ملاقات۔ پھر مانچسٹر سے برمنگھم میں ورود۔ احباب سے خطاب، اجتماعی بیعت۔ شام کو ایک ہوٹل میں جماعت احمدیہ برمنگھم کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت فرمائی جس میں بکثرت انگریز اور غیر از جماعت دوست تشریف لائے۔ حضور نے اس موقعہ پر سوالات کے جواب بھی دیئے۔ رات ۱۱ بجے واپس لندن تشریف لے آئے۔

۲۷ ستمبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ احباب سے ملاقات۔

۲۸ ستمبر:۔ کرین فورڈ پارک ہنسلو میں صبح ۱۰ بجے عید الاضحیہ کی نماز پڑھائی۔ اور خطبہ میں قربانی کے فلسفہ پر روشنی ڈالی۔ خطبہ کے بعد احباب کو شرفِ مصافحہ و معانقہ بخشا۔ پھر مستورات کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں بابرکت کلمات اور دعاؤں سے نوازا۔

عید سے فارغ ہو کر افرادِ قافلہ اور مبلغین انگلستان کے ہمراہ بروآف ہنسلو تشریف لے گئے جہاں میئر آف ہنسلو کی طرف سے حضور کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت فرمائی۔

۲۹ ستمبر:۔ صبح ۹ بجے دفتر تشریف لا کر مختلف دفتری کام سرانجام دیئے، پھر احباب سے ملاقاتیں کیں۔ نمازِ مغرب وعشاء کے بعد رات ۱۲ بجے تک احباب جماعت سے ملاقاتیں۔

۳۰ ستمبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی، مجلسِ ارشاد۔

یکم اکتوبر:۔ صبح ۹ بجے دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ احباب سے ملاقاتیں، نماز وخطبہ جمعہ۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت اور لجنہ سے خطاب۔ رات مجلسِ ارشاد۔

۲ اکتوبر:۔ صبح ۹ بجے دفتر تشریف لائے۔ آتے ہی احباب سے ملاقاتیں شروع فرمائیں جو کہ ۲½ بجے بعد دوپہر تک جاری رہیں۔ نمازِ ظہر کے بعد دوبارہ دفتر تشریف لائے اور احباب سے ملاقاتیں فرمائیں۔

حضور انور اپنے ایک دوست سے ملاقات کے لئے جلنگھم تشریف لے گئے۔ اور ۸½ بجے شب واپس تشریف لائے۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلسِ ارشاد۔

۳ اکتوبر:۔ صبح ۹ بجے دفتر تشریف لائے۔ احباب سے ملاقات محمود ہال میں مجلسِ شوریٰ، جو کھانے

اور نمازوں کے وقفہ کے ساتھ صبح ½ ۱۰ بجے سے لے کر رات ۸ بجے تک جاری رہی۔

۴ر اکتوبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر تشریف لائے۔ احباب سے ملاقات، T.V کو انٹرویو۔

۵ر اکتوبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر میں تشریف آوری۔ تقریباً سوا تین بجے بعد دوپہر جلنگھم مشن کے افتتاح کیلئے تشریف لے گئے۔ جلنگھم مشن ہاؤس کے باہر شہر کے میئر نے حضور کا استقبال کیا۔ تقریبِ افتتاح میں تلاوت و نظم کے بعد پہلے میئر نے استقبالیہ تقریر کی جس کے بعد حضور نے خطاب فرمایا۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے مسجد اور مشن ہاؤس کی مختصر تاریخ بیان کی۔ پھر حضور نے خطاب سے نوازا اور موجود احباب کو شرفِ مصافحہ و معانقہ سے مشرف فرمایا۔

B.B.C کے نمائندہ نے حضور کا انٹرویو لیا۔ برو آف جلنگھم ٹاؤن ہال میں میئر آف راچسٹر اور میئر آف جلنگھم نے استقبالیہ دیا اور ایڈریس پیش کیا۔ حضور نے ایڈریس کے جواب میں خطاب فرمایا۔ اور اسلام و احمدیت کی طرف سے اتمامِ حجت کیا۔ اس محفل میں تقریباً ۲ صد غیر مسلم (انگریز اور سکھ) شامل ہوئے۔

۶ر اکتوبر:۔ ۹ بجے صبح دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔ رات مجلسِ ارشاد ہوئی جس میں چند ایک عرب بھی موجود تھے۔ خوب سوال و جواب ہوئے۔

۷ر اکتوبر:۔ کرائیڈن مشن ہاؤس کا افتتاح عمل میں آیا۔ حضور تقریباً ½ ۵ بجے شام کرائیڈن پہنچے۔ احبابِ جماعت نے والہانہ استقبال کیا۔ وہیں اخباری نمائندے بھی موجود تھے۔ حضور نے انہیں انٹرویو دیا اور مشن ہاؤس تشریف لے گئے۔ افتتاحی تقریب میں تلاوت و نظم کے بعد محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے مشن ہاؤس کی مختصر تاریخ بیان کی۔ بعدہٗ صدر جماعت احمدیہ کرائیڈن نے حضور کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا اور پھر حضور نے افتتاح کے ضمن میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل خطاب فرمایا۔ رات دس بجے کے قریب واپس لندن تشریف لے آئے۔

۸ر اکتوبر:۔ مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز پڑھائی۔

۹ر اکتوبر:۔ سیکرٹری ضیافت مکرم سید ولی شاہ صاحب کے بیٹے کی "آمین" محمود ہال میں منعقد ہوئی۔ حضور انور تشریف لائے۔ تلاوت و نظم کے بعد بچے سے قرآن کریم سنا اور بعد میں خطاب فرمایا۔

۱۰ر اکتوبر:۔ مسجد فضل لندن کے بالمقابل واقع مکان کا معائنہ فرمایا۔ جو کہ جماعت نے گیسٹ ہاؤس کے طور پر خریدا ہے۔ سنڈے سکول کا معائنہ فرمایا۔ اس موقعہ پر بچوں کے نمائندہ ندیم میاں نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس کے بعد حضور نے بچوں کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

۱۱/ اکتوبر:۔ تقریباً ½ ۶ بجے صبح مسجد فضل لندن سے یورپ کا پہلا تبلیغی و تربیتی دورہ مکمل کر کے ربوہ کے لئے رختِ سفر باندھا۔ احبابِ جماعت نے ہیتھرو ائیرپورٹ پر حاضر ہو کر اپنے محبوب آقا کو الوداع کہا اور اپنی دُعاؤں سے رخصت کیا۔

۱۲/ اکتوبر:۔ صبح ½ ۲ بجے کراچی میں ورودِ مسعود۔ ائیرپورٹ پر احبابِ جماعت نے حضور کا استقبال کیا۔ احباب سے ملاقات۔ ائیرپورٹ سے گیسٹ ہاؤس تشریف لائے۔ صبح ۱۰ بجے لجنہ سے خطاب۔ کراچی سے روانگی اور لاہور میں ۱۵-۳ بجے شام ورودِ مسعود۔ احباب سے ملاقات — محترم بریگیڈیر وقیع الزمان صاحب کی کوٹھی پر احباب سے خطاب۔ لاہور سے ۵ بجے شام ربوہ کو روانگی۔ ربوہ میں ورودِ مسعود اور اپنے امام کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب اور منتظر احباب سے ملاقات اور شرفِ مصافحہ۔

SISTER CITIES

"۱۰/ ستمبر کو مسجد بشارت کے افتتاح کی دلچسپ تقریب کے بعد حضور نے یہ اعلان فرمایا کہ پیدرو آباد کے میئر (جناب میغل گارسیا) کی اجازت سے آج ہم پیدرو آباد اور ربوہ کو جڑواں شہر (SISTER CITIES) قرار دیتے ہیں۔ اس اعلان کا ہونا تھا کہ فضا نعرہ ہائے تکبیر نیز ربوہ زندہ باد، پیدرو آباد زندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ ہزاروں سپینش باشندوں نے اپنی زبان میں "ویوا ربوہ، ویوا پیدرو آباد" کے پُرجوش نعرے لگائے جس کے معنے ہیں "ربوہ زندہ باد، پیدرو آباد زندہ باد"۔ . . . حضور نے اس موقعہ پر پیدرو آباد کے میئر موصوف کو تحفہ کے طور پر بڑے سائز کے فریم کئے ہوئے دو نہایت خوبصورت طغرے بھی دیئے۔ ایک پر بہت جلی اور خوبصورت حروف میں کلمہ طیبہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا اور دوسرے پر دھات میں مسجد بشارت پیدرو آباد کی تصویر نقش کی ہوئی تھی۔ میئر موصوف نے یہ دونوں تحفے شکریہ کے ساتھ قبول کئے اور فضا دیر تک سپینش باشندوں کے نعروں اور ان کی تالیوں سے گونجتی رہی۔"

(الفضل ۶/ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

مجلسِ خدّام الاحمدیّہ مرکزیّہ کے سالانہ اجتماع سے

اِختتامی خطاب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو جو اختتامی خطاب فرمایا تھا اُس کا مکمّل متن افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ خطاب شعبہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

(مرتّبہ:۔ یوسف سلیم ملک ایم۔اے انچارج شعبہ زود نویسی)

- ہم نے اللہ تعالیٰ کے تصرّفات کے عجیب نظارے دیکھے۔ وہ آنکھیں جو شروع میں خشونت رکھتی تھیں، وہ نگاہیں جو شک سے دیکھ رہی تھیں ان کے اندر بڑی تیزی کے ساتھ تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ دشمنی کی نگاہیں دوستی میں بدلیں، دوستی کی نگاہیں محبّت میں بدلیں۔
- کروڑ ہا یورپ کے بسنے والوں نے اس آنکھ سے اِسلام کو دیکھا جو حضرت (اقدس۔ ۔۔۔ناقل) کی محبّت کی آنکھ تھی اُس آنکھ سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کا نظارہ کیا جو عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد کی آنکھ تھی اور اُس حُسن

کو محسوس کیا اور اس کی تپش اپنے سینے میں محسوس کی۔ یہی تو فضل ہیں اللہ تعالےٰ کے جن پر آپ کروڑوں اربوں روپے بھی خرچ کرتے تو اپنی قوّتِ بازو سے اس کو حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

- سپینش رومن کیتھولک بچوں کے مُنہ سے جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز آتی تھی تو ایسا سرور آتا تھا، ایسا دِل کُھل جاتا تھا نشے میں کہ اس کا کوئی تصوّر نہیں کر سکتا۔
- سپین نے اِسلام کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں۔
- جو چیز اہلِ سپین نے اِسلام سے تلوار کے زور سے چھینی تھی ہم محبّت کے زور سے دوبارہ فتح کرنے کے لئے آ گئے ہیں۔
- یہ اُسی رَبّ کے جلوے تھے جس نے دِلوں میں یہ پاک تبدیلی پَیدا کی۔ اُسی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن تھا جس نے دِل جِیتے ہیں۔
- مجھے یُوں محسوس ہوتا تھا کہ ساری دُنیا میں احمدی خدا کی راہ میں آنسو بہا رہے ہیں ہر قطرہ جو گرتا ہے بھاپ بن کر آسمان پر اُٹھتا ہے وہ فضلوں کی بارش بن کر دوبارہ ہم پر برسنے لگتا ہے۔
- آپ بھی اُسی طرح شُکرانہ ادا کریں کہ آسمان یہ ترانے گانے لگے

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

اَے میرے بندو! تم شُکر سے میرے حضور جُھک رہے ہو مَیں تمہیں بڑھاتا چلا جاؤں گا ۞

تقسیم انعامات کے بعد اور تقریر سے قبل حضور نے یہ اعلان فرمایا کہ ایک انعام مَیں اپنی طرف سے دینا چاہتا ہوں۔

" حیدر آباد ڈویژن کی کبڈی کی ٹیم کے ایک نوجوان کھلاڑی تھے۔ جن سے ریفری نے پوچھا تھا کہ تمہیں ہاتھ لگا ہے یا نہیں اور اُنہوں نے بتایا تھا کہ ہاں مجھے ہاتھ لگا ہے۔ وہ کہاں ہیں۔ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو سٹیج پر آ جائیں۔ اُن کا نیلا جانگیا تھا۔ قائد ضلع حیدر آباد اُن کو بُلائیں۔ جب تک وہ سٹیج پر آتے ہیں میں وجہ بتا دیتا ہوں کہ مَیں اُن کو کیوں بُلا رہا ہوں۔

کبڈی کے میچ کا ویسے تو بڑا لطف آ رہا تھا لیکن وہاں اخلاقی امتحان کا ایک ایسا میچ ہُوا کہ مجھے ایسا مزہ آیا کہ مَیں کبڈی کا دوسرا سارا مزہ بھُول گیا۔ ہمارے ربوہ کا ایک کھلاڑی آیا حیدر آباد ڈویژن کی طرف اور اُس وقت برابر کے پوائنٹس (POINTS) چل رہے تھے۔ ایک دو پوائنٹس سے بھی پانسہ پلٹ سکتا تھا۔ اُس نے ہاتھ لگانے کی کوشش کی۔ ایک لڑکے کو بہت خفیف سا ہاتھ لگا۔ مَیں نے محسوس کیا کہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ لیکن مشکوک تھا۔ اتنے میں ایک اَور آدمی نے اُسے پکڑ لیا۔ اُس نے کہا میرا ہاتھ لگ گیا تھا دوسرے کو۔ ساری ٹیم کے چہرہ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ بالکل گپ مار رہا ہے کوئی ہاتھ نہیں لگا۔ ریفری نے بڑے متردّد رنگ میں فرضًا اس نوجوان سے پوچھا کہ تمہیں ہاتھ لگا تھا؟ اُس نے بڑی جرأت سے کہا۔ ہاں لگا تھا۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ ہمارے اصل مقابلے اخلاقی میدان کے مقابلے ہیں۔ کھیل کے میدان میں انہی کی تربیت دی جاتی ہے۔ اگر وہ کہتا نہیں لگا تھا تو کوئی آدمی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ لگا ہے۔ اِس کے بعد ایک اَور نظارہ دیکھا۔ وہیں ایک نوجوان اَور تھے جن سے جب تعارف ہُوا تو مجھے خیال ہُوا کہ شاید یہ احمدی نہیں ہیں۔ چنانچہ مَیں نے اُن سے پُوچھا۔ یہ احمدی ہیں تو پتہ لگا کہ ابھی ایک مہینہ ہُوا ہے انہوں نے بیعت کی ہے۔

غرض کبڈی کے اس واقعہ کے بعد وہ اُن سے لڑنے لگے کہ تم نے سچ بولا کیوں ہے اور اُن پر ناراض ہو رہے تھے۔ لیکن انہوں نے بڑی متانت سے کہا کہ مَیں نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ مجھے ہاتھ لگا تھا۔ مَیں نے یہی کہنا تھا۔ آواز تو مجھے پُوری نہیں پہنچ رہی تھی۔ ہلکی آواز میں گفتگو ہو رہی تھی۔ لیکن چہرہ کے آثار اور متانت سے جواب مجھے بہت پسند آیا اِسلئے ان کو مَیں اپنی طرف سے انعام دینا چاہتا ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ آئندہ کے لیئے آپ یہ سمجھ لیں کہ سچ بولنے کا انعام ہوتا ہے۔ سچ بولنے کا انعام تو اللہ دیتا ہے۔ صرف اِس بات کو نمایاں کرنے کے لیئے مَیں انعام دے رہا ہوں کہ ہمارے اصل مقابلے رُوحانی اور اخلاقی میدان کے مقابلے ہیں اور کھیلوں میں بھی ہمیشہ اِس چیز کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے "۔

پھر تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ کا بے انتہاء احسان ہے کہ اُس نے مسجد بسپین کے افتتاح کو ہر لحاظ سے انتہائی بابرکت فرمایا اور مختلف رنگ میں اپنے افضال کی بارش نازل فرمائی۔ اور اس سارے سفر میں ہم نے اُس کی رحمتوں کے اور نصرتوں کے نشان دیکھے اور ہماری رُوحیں اُس کی نصرت کے قدم چومتی رہیں۔

آپ خُدام، خُدّامِ احمدیت بے قرار ہوں گے کہ اِس سلسلہ میں کچھ بیان کروں۔ کیونکہ محض یہ کہنا تو کافی نہیں کہ فضلوں کی بارش نازل ہوئی۔ کیسے ہوئی۔ کچھ دل کو اطمینان بھی تو ہو کہ واقعۃً بارش ہی تھی۔ کوئی مبالغہ آمیزی نہیں تھی۔ میرا فرض ہے کہ میں آپ کو بتاؤں۔ آپ کے ذہن کو بھی تسلّی دوں اور آپ کے دِل کو بھی تسلّی دوں تاکہ جب آپ واپس جاکر ان یادوں میں کھو کر اپنے رب کی حمد کریں تو دِل کی گہرائیوں سے آپ کی حمد اُٹھے۔ ایک عارف کے دِل کی طرح آپ کا دِل حمد میں محو ہو جائے۔ محض ایک نظریاتی حمد نہ ہو بلکہ قلبی واردات سے تعلق رکھنے والی حمد ہو۔

لیکن اِس سے پہلے کہ میں آگے کچھ بڑھوں میرا یہ مشورہ ہے کہ جو دوست کھڑے ہیں جہاں تک ممکن ہو وہ بیٹھ جائیں۔ سوائے اِس کے کہ کوئی جگہ ایسی ہے جہاں بیٹھنا ناممکن ہو وہ بیٹھنے کی کوشش کریں۔ قناتیں اِسی لئے ہٹائی گئی تھیں تاکہ جو بڑی دیر سے آکر اندر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پہنچیں۔ بہت گرمی ہے اِس لئے کنارے کے دوست اوّل تو ویسے ہی نسبتاً ٹھنڈی جگہ کھڑے ہیں اُوپر سے گھیر کر وہ اندر والوں کو گرمی پہنچائیں یہ ٹھیک نہیں۔ دوست تشریف رکھیں اور اطمینان سے تقریر سُنیں۔

یہ سارا سفر مختلف رنگ میں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا مظہر رہا۔ بارش، موسلا دھار بارش کی علامت کیا ہوتی ہے۔ وہ جل تھل کو بھر دیتی ہے خشکی کو بھی اور تری کو بھی۔ اور مذہبی اصطلاح میں خشکی سے مراد غیر مذہبی دُنیا ہوتی ہے اور تری سے مراد مذہبی دُنیا ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اِس محاورہ کو استعمال کرتے ہوئے فرمایا :۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم آیت: ۴۲)

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آنے سے پہلے خشکی بھی فسق و فجور اور عصیان اور بدیوں سے بھر گئی تھی اور تری بھی بھر گئی تھی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ معنے سمجھائے کہ خشکی سے مراد غیر مذہبی دُنیا ہے اور تری سے مراد مذہبی دُنیا ہے۔ کُل عالم ہی گندہ ہو چکا تھا جب حضرت اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ تو ان معنوں میں میں یہ استعمال کر رہا ہوں بقیہ آئی

محاورہ میں حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے فضلوں نے خشکی کو بھی بھر دیا اور تری کو بھی۔

خدا کے فضل حقیقت میں دلوں پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ قلب سے تعلق رکھنے والا محاورہ ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے دلوں میں بھی ہم نے غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضلوں کی بارش برستے دیکھی اور غیر مذہبی دُنیا جو بظاہر مذہب کی طرف منسوب ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اُن کی بھاری اکثریت خدا کی بھی قائل نہیں رہی۔ اُن کے دلوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص قدرت کے ساتھ فرشتے نازل ہوتے دیکھے جنہوں نے اُن دلوں کو اسلام کے حق میں مائل کیا۔ اور خوب کثرت کے ساتھ اور اس شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوئی ہے کہ آنکھیں اِس نظارہ کو دیکھتی تھیں تو نمناک ہو جاتی تھیں۔ دِل خدا کی حمد کے گیت گاتا تھا۔

یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ یورپ کی جو جماعتیں ہیں، وہ اِن حالات میں سے گزری ہیں۔ اُن کو علم ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ اُن کے دلوں کو مربوط فرمایا اور دیکھتے دیکھتے اُن کے اخلاص میں ترقی دی۔ وہ چہرے جو پہلے خاموش خاموش چہرے تھے اُن پر روحانیت کی نئی چمک آنی شروع ہوئی۔ وہ آنکھیں جو خشک آنکھیں تھیں اللہ کی یاد سے تر ہونے لگیں اور خدا کی یاد میں آنسو بہانے لگیں۔ ایک ایسا عجیب نظارہ تھا، خدا کے فضلوں سے دلوں کے بھرنے اور پھر اُن کے چھلک جانے کا کہ وہی لوگ اس سے پوری طرح لذت یاب ہو سکتے ہیں جو اُن واردات میں سے گزرے ہوں اور جنہوں نے یہ واردات اپنے سامنے گزرتی دیکھی ہوں۔ اس کی تفصیلات یہاں بیان کرنے کا وقت نہیں۔ نمونۃً وہ لوگ جو اعداد و شمار میں جانچنا جانتے ہیں اُن کے لئے مثال کے طور پر یہ بات رکھتا ہوں کہ بعض ملکوں میں جہاں جماعت خود کفیل نہیں تھی بلکہ تقریباً نصف کے قریب اُن کو بیرونی دُنیا سے مالی مدد دی جاتی تھی، دو یا تین دن کے اندر اندر خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس قدر قربانی کی طرف وہ لوگ مائل ہوئے کہ ہم ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچتے تھے تو پیچھے سے مبلغ کی اطلاع آجاتی تھی کہ یہ جماعت اب خود کفیل ہو چکی ہے۔ اب کسی بیرونی مدد کی ضرورت نہیں رہی۔

پس یہ ہیں اللہ کے فضل جو قطروں کی طرح نہیں یقیناً بارش کی طرح نازل ہوئے ہیں۔ غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ نے ہر جہت سے، ہر رُوحانی جہت سے جماعت پر اپنے فضل فرمائے۔ اور اُن کے اخلاص میں غیر معمولی ترقی عطا فرمائی۔ یہ ایک بہت لمبی داستان ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا مجھے سپین کی باتیں کرنی ہیں اس لئے مَیں اس کو فی الحال چھوڑتا ہوں۔

ضمناً یہ بیان کر دوں کہ اِس سارے سفر کے دَوران غیر مذہبی دُنیا میں بھی ہم نے اللہ تعالیٰ کے

تصرفات کے عجیب نظارے دیکھے۔ وہ آنکھیں جو شروع میں خشونت رکھتی تھیں، وہ نگاہیں جو شک سے دیکھ رہی تھیں اُن کے اندر بڑی تیزی کے ساتھ تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ دشمنی کی نگاہیں دوستی میں بدلیں۔ دوستی کی نگاہیں محبّت میں بدلیں اور پریس کانفرنس کے موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف فرمایا کہ ہر پریس کانفرنس ایک مذہبی تبلیغ کا ذریعہ بن گئی۔ اور پھر اس تبلیغ کو بہت سے اخبارات نے اپنے صفحات میں شائع بھی کیا۔ یہاں تک کہ بعض ایسے اخبارات نے بھی جو عیسائیت کے نمائندہ تھے جن کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ یہ تو آئے ہیں صرف حاضری دینے کے لیے چونکہ عیسائی دُنیا کے نمائندہ ہیں اس لیئے مذہبی باتیں اسلام کے حق میں تو یہ شائع کر ہی نہیں سکتے۔ اس لیے ان سے توقع نہ رکھی جائے۔ ایک ایسے ہی اخبار نے سب سے زیادہ شاندار الفاظ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ کی ہے اور ایسا بھرپور پُر مغز مقالہ لکھا اور احمدیت کی طرف سے دلائل اس رنگ میں پیش کئے کہ جس سے لکھوکھا غیروں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک احسن رنگ میں اسلام کا پیغام ملا۔

اب آپ کہیں اور ذرا سوچیں کیا اس میں مبالغہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام اور اسلام کا پیغام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن کی جھلکیاں عیسائی اخبار کے ذریعہ لکھوکھا انسانوں تک پہنچ رہی ہوں۔ اسی کا نام تو بارش ہے۔ صرف اس پہلو سے آپ دیکھیں تو کروڑہا یورپ کے بسنے والوں نے اُس آنکھ سے اسلام کو دیکھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبّت کی آنکھ تھی۔ اُس آنکھ سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن کا نظارہ کیا جو عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد کی آنکھ تھی اور اُس حُسن کو محسوس کیا اور اُس کی تپش اپنے سینے میں محسوس کی۔ یہی تو فضل ہیں اللہ تعالیٰ کے جن پر آپ کروڑوں اربوں روپے بھی خرچ کرتے تو اپنی قوّتِ بازو سے اس کو حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

دُنیا میں ایسے مُلک بھی ہیں جن میں جماعت ہزارہا بلکہ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بطور اشتہار ہی یہ بات شائع کروانا چاہتی تھی کہ آپ ہمدردی میں نہ سہی پیسے لیجئے اور اشتہار کی قیمت سے دس گُنا زیادہ پیسے لیجئے لیکن شائع تو کر دیں کہ سپین میں خدا کا ایک گھر بنایا جا رہا ہے سات آٹھ سو سال کے توقّف کے بعد۔ لیکن وہ اس کے لیئے بھی تیار نہ ہوئے۔ اور کہاں یہ کہ بعض ایسے اخبارات جن کے چھپنے کی اتنی تعداد ہے کہ بعض بڑے بڑے پسماندہ مُلکوں کے سارے اخباروں سے زیادہ اُس ایک اخبار کی اشاعت ہوتی ہے۔ اُنہوں نے تمام اہلِ یورپ میں بڑی فراخدلی کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کی ہے بلکہ بعض اخبار تو ایسے تھے جو ساری دُنیا میں جاتے ہیں۔ صرف یورپ میں نہیں بلکہ امریکہ میں بھی پڑھے جاتے ہیں۔ اور بہت سی ایسی چیزیں تھیں جن کے نتیجہ میں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل بارش کے قطروں کی طرح بلکہ مُوسلا دھار بارش کے

قطروں کی طرح برسے ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔

اب میں سپین کی طرف آتا ہوں۔ سپین وہ مُلک ہے جہاں آٹھ سَو سال تک مسلمانوں نے حکومت کی۔ آٹھ سَو سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں ہوتا۔ اور ایسی شاندار حکومت کی کہ اُس حکومت کے نتیجہ میں تمام سپین تمام مغرب کے لیئے روشنی کا مینار بن گیا۔ عدل و انصاف کو قائم کیا۔ انسانی حقوق کو ادا کیا۔ مذاہب کے درمیان عدل اور توازن کو قائم کیا۔ اور ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوُا کہ تلوار کے زور سے کسی کو مسلمان بنایا ہو۔ اخلاقِ حسنہ کے نتیجہ میں اور حسنِ اخلاق کے نتیجہ میں وہاں قبائل کے قبائل مسلمان ہو گئے۔ آٹھ سَو سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں۔ اس عرصہ میں تو قوموں کی تاریخ بنتی بھی ہے، بگڑتی بھی ہے۔ پھر بنتی ہے اور پھر بگڑ جایا کرتی ہے۔ آپ ہندوستان کی گزشتہ آٹھ سَو سال کی تاریخ کا مطالعہ کریں، کتنی حکومتیں آئیں۔ اُنہوں نے عروج پکڑا۔ پھر وہ مٹ گئیں پھر اُن کی جگہ دوسری آئیں۔ پھر اُنہوں نے عروج پکڑا اور مٹ گئیں۔ اور یادگار کے طور پر اپنے کھنڈر چھوڑ گئیں۔ ایک کے بعد دوسری لہر آتی ہے اور انگریز نے جب حکومت کی ہے تو یوں لگتا تھا جس طرح ہزاروں سال سے یہ قوم ہم پر مسلط ہے حالانکہ اُن کے پہلے دن کا آنا اور آخری دن کا جانا حکومت کا عرصہ نہیں۔ آغاز میں اُن کا ادخال اور آخری انجام تین سَو سال کے اندر اندر ختم ہو گیا۔ اس لئے آٹھ سَو سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں ہے۔

لیکن پھر سپین پر ایک ایسی ہیبت ناک رات طاری ہوئی ہے کہ سات ساڑھے سات سَو سال تک اسلام کا نشان کُلیتہً وہاں سے مٹا دیا گیا۔ نومسلموں پر اتنے شدید مظالم توڑے گئے اور باہر سے آنے والوں پر کہ کچھ کو تو دھکیل کر سمندر سے باہر یہ کہہ کر بھجوایا گیا کہ سمندر کے رستے جہاں سے تم لوگ آئے تھے وہاں واپس چلے جاؤ اور اُن جہازوں کو عین وسط سمندر میں ڈبو دیا گیا اور ایک بھی اُن میں سے بچ کر اپنے وطن کو واپس نہیں جا سکا۔ اور پھر جو پیچھے تھے اُن کو گھیر کر جس طرح پُرانے زمانہ میں بادشاہ شکار کیا کرتے تھے ہرنوں کا، یا جس طرح بابر نے شکار کیا۔ تزکِ بابری میں لکھا ہوُا ہے۔ اور بھی ایسی کتابوں میں پُرانے زمانہ کے شکار کا ذکر ملتا ہے کہ فوج گھیرا ڈال کر ایسے کونوں میں شکار کو اکٹھا کر دیا کرتی تھی جہاں سے آگے نکل بھاگنے کا کوئی رستہ نہیں ہوتا تھا۔ پھر اچھے شکاری کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرف بھی گولی چلتی تھی کوئی نہ کوئی شکار اس کے نتیجہ میں پھڑک رہا ہوتا تھا۔ ویسا ہی حال مسلمانوں کا کیا گیا۔ مختلف قصبوں سے گھیر گھیر کر اُن پر اُنکی زمین تنگ کرتے چلے گئے اور ہر جگہ جہاں اُن کا قبضہ ہوُا وہاں سے انتہائی مظالم کے ساتھ مسلمانوں کو نکال کر دوسرے قصبوں میں دھکیلا گیا یہاں تک کہ جب وہ گھیرا مکمل ہو گیا اور سمندر کی لہروں کے سوا اور کوئی چیز اُن کی نجات کے طور پر نہ رہی اُس وقت انہوں نے اُن کے ساتھ یہ دھوکا کیا کہ جو لڑنے والے بیرونی سپاہی تھے اُن سے تو یہ کہا کہ ہم تمہیں جان کی امان دیتے ہیں۔ یہ جہاز لو اور یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔ اور جو بقیہ اُن کی قوموں کے نومسلم لوگ تھے اُن کو قتل و غارت

کے ذریعہ بہیمانہ طریق پر اس طرح ختم کیا گیا کہ ایک بھی اسلام کا نام لینے والا نہیں رہا۔ ہزارہا مساجد یا اُن کے کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں۔ اُن میں سے کچھ گرجوں بلکہ بیشتر گرجوں میں تبدیل ہو گئیں۔ اس کے باوجود آج تک مسلمانوں کی سینکڑوں مساجد پھیلی پڑی ہیں سینکڑوں قلعے پھیلے پڑے ہیں جو خالی اور ویران ہیں اور کھنڈروں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

غرناطہ کے قلعہ کی سیر کی جائے جس کا نام الحمراء ہے تو ایک ایک قدم پر دُکھ ہوتا ہے۔ اس طرح وہ پُرانی یادوں سے بھرا پڑا ہے کہ وحشت ہونے لگتی ہے اُسے دیکھ کر۔ ایک طرف اُس میں بے پناہ حُسن ہے جو نظر کو کھینچتا ہے اور دل کو جذب کرتا ہے۔ دوسری طرف اتنا دُکھ اور درد ہے کہ اس سے انسان کا انگ انگ دُکھنے لگتا ہے صنعت کاری کے حیرت انگیز نمونے ہیں۔ اتنا عظیم الشان قلعہ ہے۔ اور اتنی حیرت انگیز محنت کے ساتھ ایسی باریک نظر سے صنعت کاری کی گئی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اُن لوگوں کو جرأت کیسے ہوئی کہ اتنے باریک کام کو ہاتھ میں لیں اور اتنے عظیم الشان قلعے کی دیواروں کو ہر طرف سے ان عبارتوں سے سجا دیں۔ باریک ہاتھ سے لکھی ہوئی عبارتیں ہیں جو کلیۃً اللہ کے نام پر مبنی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر مبنی ہیں۔ کوئی اور ذکر وہاں نہیں ملتا سوائے اس کے کہ وہاں بعض بادشاہوں کا نام ملتا ہے کہ اُن کے زمانہ میں یہ لکھا گیا۔ القُدرۃُ لِلّٰہ، العِزّۃُ لِلّٰہ۔ قلعہ کی دیواروں کے چاروں طرف ارب با ارب دفعہ پتھروں میں باریک ہاتھوں سے یہ کھُدائی کی گئی ہے اور ایسے خوبصورت رنگ جمائے گئے ہیں کہ آج تک امتدادِ زمانہ کے باوجود مٹے نہیں۔ وہاں مسلمانوں کے لئے دُکھ کی یادیں ہیں اور اہلِ سپین کے لئے یہ خطرات کہ یہ یادیں کہیں دوبارہ عالَمِ اسلام کو اِس طرح نہ کھینچیں کہ یہ ہم سے انتقام لیں اور دوبارہ ہمیں فتح کرنے کے منصوبے بنائیں۔

پس جہاں وہ یادیں ایک طرف مسلمانوں کو کھینچتی ہیں وہاں مسلمانوں کو ردّ کرنے کے لئے ایک مقابلانہ لہر بھی اہلِ سپین کے دل میں پیدا کر رہی ہیں۔ خوف پیدا کر رہی ہیں۔ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کیوں آتے ہیں۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ سپین کو دوبارہ فتح کرنے کا منصوبہ بنا کر اہلِ اسلام چلے آئیں۔ ایک یہ پس منظر ہے۔

ایک اور پس منظر یہ ہے کہ سپین عیسائی دُنیا میں سب سے زیادہ متعصب فرقہ سے تعلق رکھنے والا ملک ہے۔ رومن کیتھولک عیسائی فرقہ نہایت متعصب فرقوں میں شمار ہوتا ہے یعنی ویسے تو رومن کیتھولکس سب سے زیادہ کٹڑ اور آرتھوڈوکس عیسائی ہیں لیکن سپین کے رومن کیتھولکس پر بعینہٖ وہ مثال صادق آتی ہے کریلا اور نیم چڑھا سپین وہ مُلک ہے جہاں مذہبی تعصّب نے اتنی شدّت اختیار کی کہ دُنیا میں سب سے زیادہ مذہب کے نام پر جہاں مظالم توڑے گئے ہیں وہ مُلک سپین ہے۔ INQUISITION کی انسٹی ٹیوشن یعنی مذہب کی بناء پر مظالم توڑنے

کا کارخانہ قائم کرنا۔! یہ سپین کی ایجاد ہے اور سپین کی یہ ایجاد غیر مذاہب کے لئے نہیں تھی خود عیسائیوں کے لئے تھی۔ یعنی مذہب میں اُن کی شدّت کا اندازہ کریں اور سخت دلی کے حال کا اندازہ کریں کہ جن یہود کو وہ ظالم کہا کرتے تھے اُن سے اپنے مظالم میں کئی گُنا زیادہ بڑھ گئے۔ یہود نے تو ایک صلیب دی تھی یہاں و زانہ ہزاروں صلیبیں اور اس سے بڑھ کر تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ یہاں تک کیفیت تھی کہ جب میں انگلینڈ میں پڑھا کرتا تھا ہم نے مادام توسو میں سپین کی INQUISITION کے وہ آلات دیکھے جن کے ذریعہ وہ عیسائیوں کو دُکھ دیا کرتے تھے اِس جُرم میں کہ اُنہوں نے مذہب کے خلاف یا کسی پادری کے خلاف یا کسی ظالم بشپ کے خلاف اظہارِ رائے کیا ہے۔ ایسے ایسے خوفناک آلے ایجاد ہو گئے تھے کہ اُن آلوں کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ کئی عورتیں اور بچے جو دیکھتے تھے اُن کی چیخیں نکل جاتی تھیں۔ اُن کی راتوں کی نیند حرام ہو جاتی تھی۔ اتنا زور پڑا اس ادارے پر جس نے وہ آلے رکھے ہوئے تھے کہ آخر اُن کو وہ آلے وہاں سے اُٹھانے پڑے۔ اور اُوپر بڑے بڑے بورڈ لگے ہوئے تھے کہ کمزور دل عورتیں اور بچّے وہاں نہ جائیں۔ وہ اِس قسم کے خوفناک آلے تھے۔ وہ تو لمبی کہانی ہے مثلاً آنکڑے کا پہیہ ہوتا تھا جس طرح ہمارے ہاں پُرانے زمانہ میں کنوؤں سے پانی نکالنے کا انتظام ہوتا تھا ٹنڈیں لگی ہوئی ہوتی تھیں۔ اُس طرح اس کے اُوپر آنکڑے لگے ہوئے ہوتے تھے۔ اُن کے اُوپر انسان کو اُلٹا کر کے کس دیا جاتا تھا اور اُس کو آہستہ آہستہ اِس طرح گھماتے تھے کہ وہ جب دائیں یا بائیں یا نیچے جاتے تھے تو سارا بوجھ اُس آنکڑے کا جلد پڑ جاتا تھا۔ وہ اَور اندر گھُستے تھے اور زخمی جسم کو اَور تکلیف پہنچاتے تھے اور مسلسل اِس حالت میں وہ چکر دیتے چلے جاتے تھے اور اگر وہ دیکھتے تھے کہ غنودگی آگئی ہے، بے ہوشی طاری ہونے لگی ہے تو کوڑے مارنے والے ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔ بڑی بڑی بوتلوں میں اِس طرح بند کر دیا جاتا تھا کہ وہ ہاتھ اور پاؤں ٹیڑھا کرنے کی بھی گنجائش نہیں پاتے تھے۔ صرف سانس کے لئے کارک میں سوراخ رکھا جاتا تھا تاکہ مر نہ جائے۔ اور انتہائی اذیت میں وہاں وہ آدمی اسی طرح کھڑا رہتا تھا اور سسک سسک کر مدّتوں کے بعد جان دیتا تھا اور جب تک وہ اُس جُرم کا اقرار نہیں کر لیتا تھا جو جُرم اُس نے نہیں کیا ہوتا تھا اُس وقت تک اُسے یہ سزا اِس لئے ملتی تھی کہ CONFESS کرے۔ یعنی اقرارِ جُرم کرے۔ اور جب وہ CONFESS کر لیتا تھا تو کہتے تھے دیکھا جھُوٹے اب سمجھ آئی تمہیں۔ اب تمہیں اِس کی سزا ملے گی۔ یعنی پہلے زبردستی جھُوٹ بُلوا کر اُس سے اُس جُرم کا اقرار کروایا جاتا تھا جو اُس نے کیا ہی نہیں تھا۔ پھر اس کے بعد اُس جُرم کی سزا دی جاتی تھی جو اُس بیچارے نے اُس پہلے ظلم سے تنگ آکر مان لیا ہوتا تھا۔

یہ وہ مُلک تھا جہاں مسجد احمدیہ یا اسلامی مسجد بنانے کے لئے پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تشریف لے گئے۔ جب حضور پہلی دفعہ وہاں گئے تو اُس وقت بھی ابھی سپین میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔ ایسی شدید

مذہبی حکومت وہاں قائم تھی کہ جس کے نتیجہ میں غیر عیسائی فرقوں کو بھی وہاں چرچ بنانے کی اجازت نہیں تھی۔ جہاں تک میرا علم ہے ابھی تک غالباً رومن کیتھولکس کے سوا اور دوسرے چرچ وہاں نہیں ملیں گے۔ وہاں حضور نے دُعائیں کیں، وہاں گریہ وزاری کی، اللہ تعالیٰ سے التجائیں کیں کہ اے اللہ تعالیٰ! وہ پاک تبدیلی پیدا فرما دے کہ ہماری دیرینہ تمنائیں برآئیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے چند سال کے اندر اندر حکومت میں انقلاب آیا اور پہلی دفعہ وہاں جمہوری حکومت قائم ہوئی جس نے مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا۔ ان حالات میں وہاں سپین کی مسجد بنی لیکن جو لوگ صدیوں سے مذہبی تعصبات کا شکار ہوں وہ ایک یا دو دن میں یا ایک یا دو سال میں تو نہیں بدل جایا کرتے۔ چنانچہ جب ہم وہاں مسجد کے افتتاح کے لئے گئے تو ہمارے یورپین احمدی بڑے فکرمند تھے۔ وہ کہتے تھے حکومت نے اجازت تو دے دی ہے۔ افتتاح بھی ہوگا۔ لیکن اہل سپین کو ہم جانتے ہیں۔ ہم یورپین ہیں ہمیں اُن کے مزاج کا پتہ ہے۔ وہ اسلام کے لئے اپنا دل نہیں کھول سکتے۔ یہ ماہرانسانوں کی رائے تھی۔ لیکن جب ہم وہاں گئے ہیں تو حیرت انگیز انقلاب دیکھا ہے۔ اتنا عظیم الشان استقبال ہوا ہے احمدیت کا کہ آپ کے یعنی اُن کے تصور میں بھی نہیں آسکتا جو وہاں نہیں گئے۔ ہر احمدی جو وہاں جاتا تھا خواہ وہ امریکہ سے آیا ہو یا انڈونیشیا سے یا جاپان سے یا کسی اَور مُلک سے۔ اُس کا چہرہ دیکھ کر پہچان لیتے تھے کہ یہ کس لئے آیا ہے۔ اور بڑی خوشی سے اُس سے ملتے تھے اور کہتے تھے تم پیدرو آباد ماسکیتا (MAZ QuiTA) جانے کے لئے آئے ہو۔ اور اس کے بعد وہ خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ جب ہمارے دوست سپینش بچوں کے پاس سے گزرتے تھے تو بچے محبت کے اظہار کے طور پر لا إلٰہ إلّا اللہ۔ لا إلٰہ إلّا اللہ پڑھنے لگ جاتے تھے۔ لا إلٰہ إلّا اللہ کی آواز بڑی پیاری ہے۔ لیکن عیسائی مشرکین اور پھر رومن کیتھولک مشرکین پھر سپینش رومن کیتھولک بچوں کے مُنہ سے جب لا إلٰہ إلّا اللہ کی آواز آتی تھی تو ایسا سرور آتا تھا، ایسا دل گُھل جاتا تھا نشے میں کہ اُس کا کوئی تصوّر نہیں کر سکتا جس نے وہ آواز خود اپنے کانوں سے نہ سُنی ہو۔

ہم تھوڑی دیر کے لیے وہاں ساتھ کا گاؤں پیدرو آباد ہے وہ دیکھنے کے لئے گئے۔ چند منٹ کے لئے خیال تھا کہ نظر ڈال لیں وہ گاؤں کیسا ہے۔ تو وہاں ایک میلہ سا لگا ہوا تھا۔ جب ہم داخل ہوئے ہیں تو بہت سارے بچے جو زرق برق لباس میں ملبوس تھے اُنہوں نے ہمیں دیکھا اور سوال نہیں کیا۔ اُنہیں تو ہماری زبان آتی نہیں تھی۔ صرف ایک کلمہ لا إلٰہ إلّا اللہ سیکھا ہوا تھا۔ تو اُنہوں نے کہا لا إلٰہ إلّا اللہ۔؟ یعنی تم وہی ہو لا إلٰہ إلّا اللہ والے۔ ہم نے کہا ہاں لا إلٰہ إلّا اللہ۔ اس پر اُنہوں نے بڑی خوشی سے کہنا شروع کر دیا لا إلٰہ إلّا اللہ۔ لا إلٰہ إلّا اللہ۔ عجیب کیفیت تھی۔ لیکن پیدرو آباد ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اس کے اِردگرد کے ماحول میں معمولی سی تبدیلی آنا تو آپ سمجھتے ہوں گے کہ تعجب کی بات نہیں۔ مگر سارے سپین میں سارے اندلس میں یہ تبدیلی

تھی۔ اندلس کے ہر شعبۂ زندگی میں یہ تبدیلی تھی۔

سپین کی پولیس کسی زمانہ میں اپنی سختی میں مشہور تھی۔ اور مجھے بھی اس کا تجربہ ہوا ہے۔ مَیں جب ۱۹۵۷ء میں پہلی دفعہ غرناطہ میں الحمراء دیکھنے گیا تو وہاں کے مبلغ نے مجھے اتنا ڈرایا ہوا تھا کہ یہاں جیب کترے ہیں جیبیں کاٹی جاتی ہیں، ڈاکومنٹس (DOCUMENTS) چوری ہو جاتے ہیں کہ مَیں اپنا پاس پورٹ گھر جان کر چھوڑ کے آیا۔ انہوں نے ڈرا تو دیا یہ بتانا بھول گئے کہ یہاں پولیس اتنی سخت ہے کہ اگر پاس پورٹ کے بغیر پکڑا جائے تو اُسی وقت اُس کو قید کر دیتے ہیں۔ چنانچہ مَیں گاڑی میں ابھی بیٹھا ہی تھا میر محمود احمد صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ تو پولیس والا آیا ہمیں اُس کی زبان تو آتی نہیں تھی۔ اُس نے کہا کارڈ۔ کارڈ دکھاؤ۔ مَیں نے کہا میرے پاس تو کوئی نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ اچھا آجاؤ پھر میرے ساتھ۔ اب اُس بیچارے کو قید خانہ کوئی ملے نہ گاڑی میں۔ اور چھ سات گھنٹے کا سفر تھا۔ اب وہ میرے ساتھ بیٹھ کر یہ سارا عرصہ خود پابند ہو کر نہیں گذارنا چاہتا تھا۔ وہ ذرا آرام طلب لوگ ہیں۔ ہم تو تھرڈ کلاس میں تھے۔ اُس کو فرسٹ کلاس کا ایک خالی ڈبہ ملا۔ اُسی میں اُس نے مجھے قید کر دیا۔ مَیں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بڑی اچھی قید ہے فرسٹ کلاس کی سیٹ پر مَیں نے بڑے مزہ سے سفر طے کیا۔ وہاں جا کر تھانے میں جا کر بیٹھ گئے۔ اُس کو مَیں نے پھر آخر کہا بلاؤ تو کسی ترجمان کو۔ اُنہوں نے ایک ترجمان بلایا۔ ایک امریکن ہوٹل میں کام کرتا تھا۔ اُس کو مَیں نے کہا تم لوگ بڑے عجیب ہو۔ ہم تو سمجھتے تھے بڑے مہمان نواز لوگ ہیں۔ اچھا تم نے ہمیں الحمراء دکھایا ہے کہ تھانے لا کر بٹھا دیا۔ تو تھانے دار نے یہ شفقت کی کہ میر محمود احمد صاحب سے کہا کہ تم اپنا پاسپورٹ چھوڑ جاؤ اور تم دونوں جا کر سیر کرو۔ اور ہماری نگرانی بھی ہوتی اور ہم نے اُسی نگرانی میں سیر کی۔ واپس آتے تک معاملہ صاف ہو گیا تھا۔ کرم الٰہی صاحب ظفر کو ہم نے پیغام بھیجا تھا اُنہوں نے وہاں منسٹری میں جا کر شور ڈالا۔ تو بڑی سختی سے وہاں سے تھانیدار کو فون آیا۔ اور چونکہ پولیس سٹیٹ تھی۔ پولیس کے افسروں سے خود پولیس بڑا سخت ڈرتی تھی۔ تو مَیں نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ فون پر اُدھر سے کوئی افسر بڑی تیزی سے بول رہا تھا اور وہ تھانیدار صاحب ڈر کے مارے بار بار مجھے سلیوٹ کرتے جا رہے تھے۔

خیر ایک وہ وقت بھی تھا۔ ایک یہ وقت آیا کہ سپین کی پولیس کو ہم نے ایک اور رُوپ میں دیکھا اور سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے دلوں میں وہ تبدیلی پیدا کی ہو یہ ناممکن ہے کہ ایک حکومت کی پولیس اس طرح غیر معمولی طور پر محبت کا اظہار کرے۔ جس وقت ہم وہاں پہنچے ہیں اُس وقت سے لے کر آخر وقت تک پولیس کے افسران ہماری حفاظت کے لیئے آگے بھی چل رہے تھے پیچھے بھی چل رہے تھے اور ایسا عجیب انتظام تھا کہ ایک پاسرت سے جب دوسری میں جاتے تھے تو وہاں آگے پولیس کی کاریں کھڑی ہمارا انتظار کر رہی ہوتی تھیں۔ اور وہ TAKE OVER (ٹیک اوور) کرتی تھیں اور سلام کرکے پھر پہلی پارٹی اجازت لیتی تھی اور ایک مستقل پارٹی ساتھ

رہتی تھی۔ صرف یہ حفاظت نہیں کر رہے تھے۔ حیرت انگیز محبت کا اظہار تھا۔

جب ہم غرناطہ پہنچے ہیں تو دو واقعات ایسے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں کیسی تبدیلی پیدا کر دی۔ ایک پولیس آفیسر صاحب جو ہمارے ساتھ تھے وہ موٹروں کے دروازے کھولتے تھے جس طرح ڈرائیور کھولتے ہیں۔ اور رات کو جب ہم جدا ہوتے تقریباً بارہ ایک بج گئے تھے غالباً ایک بجے کی بات ہے۔ پریس کانفرنس بھی ہوئی لمبا عرصہ ہو گیا تھا۔ وہ صاحب ہٹتے ہی نہیں تھے میرے دروازے کے سامنے سے میں نے اپنے ترجمان دوست کے ذریعہ اُس کو کہلوایا کہ آپ تھک گئے ہوں گے۔ آپ واپس چلے جائیں۔ انہوں نے کہا نہیں اس طرح نہیں جاؤں گا۔ پہلے مجھ سے وعدہ کریں کہ صبح الحمرا دیکھنے کے لئے اپنے کمرہ سے نہیں نکلیں گے جب تک میں نہ آجاؤں۔ اور مجھے وقت بتا دیں میں اُسی وقت پہنچ جاؤں گا۔ میں نے وقت بتایا۔ اگلے روز دروازہ کھولا تو وہ باہر کھڑے تھے۔ ایسی حیرت انگیز محبت کا اظہار تھا۔ میں نے سمجھا یہ کوئی معمولی آدمی ہو گا۔ چھوٹے افسر بھی ہوتے ہیں۔ اُس بیچارے کو شاید ہدایت ہو اس طرح کی۔ بعد میں پتہ لگا کہ اُس شہر کے وہ اسسٹنٹ پولیس کمشنر تھے۔ آخر پر جب ہم جدا ہونے لگے اور پریس والوں نے میرے تاثرات پوچھے تو میں نے اُن سے کہا کہ اس شہر کو میں نے دو دفعہ دیکھا ہے۔ دونوں دفعہ پولیس کسٹڈی (POLICE CUSTODY) میں دیکھا ہے۔ ایک دفعہ اس طرح دیکھا کہ پولیس مجھے مجرم سمجھ کر بیرونی دُنیا کی مجھ سے حفاظت کر رہی تھی۔ اور آج اللہ کے فضل سے اس طرح دیکھا ہے کہ دُنیا کو مجرم سمجھ کر میری حفاظت ہو رہی تھی اُن سے۔ میں نے کہا میں تو بحیثیت انسان وہی شخص ہوں۔ اُسی طرح کا انسان ہوں۔ کوئی تبدیلی میرے اندر پیدا نہیں ہوئی یعنی میرا نام بھی وہی۔ ذات بھی وہی۔ مزاج بھی وہی تعلیم بھی وہی۔ کیا فرق پڑا ہے۔ صرف اور صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں کی برکت ہے کہ جن کی نمائندگی میں میں اس دفعہ سپین گیا تھا اور ایسی حیرت انگیز طور پہ کایا پلٹ گئی۔

وہاں جب ہم غرناطہ پہنچے ہیں تو پریس کا حال یہ تھا کہ جاتے ہی پہلے ہمیں ہوٹل میں داخل ہوتے ہی ایک آواز آئی ـــ اھلاً وّ سھلاً وّ مرحبا ـــ ہم نے حیرت سے پوچھا کہ یہ اھلاً وّ سھلاً کہنے والے کون ہیں۔ تو پتہ لگا کہ پریس کے نمائندے انتظار کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے یہ الفاظ سیکھے ہیں آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے۔ جب پریس انٹرویو شروع ہوا تو جس طرح ہمیں باقی پریس کے ساتھ واسطہ پڑتا رہا ہے اور مختلف ملکوں میں پریس کا تصوّر مختلف ہے۔ بعض جگہ اچھے پریس کی علامت یہ ہے کہ سَو فی صدی جھوٹ بولا جائے۔ اور یہ علامتیں اور یہ تعریفیں بدلتی جاتی ہیں کہیں نوّے فیصدی جھوٹ آجاتا ہے کہیں اسّی فیصدی آجاتا ہے کہیں ستّر فیصدی۔ چنانچہ سپین میں جو دوسرا پریس انٹرویو ہوا اُس میں اُنہوں نے ہمارے متعلق ایک لفظ جھوٹ نہیں

بولا۔ ہر وہ بات نمایاں طور پر بیان کی جو کہ اسلام کی تائید میں تھی اور دوسرے دن کے پرچے دیکھ کر ہم حیران رہ گئے کہ اگر کوئی احمدی پریس نمائندہ ہوتا تو اس سے بہتر وہ ہمارے انٹرویو کو شائع نہیں کر سکتا تھا۔ غرناطہ سے لاکھوں کی تعداد میں شائع ہونے والے اخباروں نے ہمارا چرچا کیا اور اس اعلان کی سرخیاں لگائیں کہ سپین نے اسلام کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جب وہ انٹرویو لے کر رخصت ہوئے تو ضمناً انہوں نے ہم سے پوچھا کہ آپ کا پروگرام کیا ہے۔ آپ نے الحمراء بھی دیکھنا ہوگا۔ ہم نے کہا ہاں ضرور دیکھنا ہے۔ انہوں نے کہا اندازاً آپ کس وقت جائینگے۔ ہم نے بتایا کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک وہاں ہوں گے۔ وہ پریس کے نمائندے پھر وہاں بھی پہنچے ہوئے تھے۔ اور اس طرح ساتھ ساتھ پھرتے رہے کہ ہمیں دیکھنے کے لیئے جو ہجوم اکٹھے ہوجاتے تھے اُن کو وہ ہماری تبلیغ کرتے رہے۔ وہ اپنی زبان میں اُن کو بتاتے رہتے یہ کیا ہے۔ اسلام کیا ہے۔ اور یہ کیا کہنے آئے ہیں اور کیا لے کر آئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے فضل کیا پہلے تو ہمارے پاس صرف ایک دو مترجم تھے یہ دو چار مترجم بھی ساتھ شامل ہوگئے۔ آخر پر جب ہم جُدا ہونے لگے تو وہ کہنے لگے ہمیں بتائیں۔ آخری پیغام دیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کوئی ایک فقرہ بتائیں جس میں یہاں آنے کی غرض کا خلاصہ آجائے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ ایک فقرہ تو پھر میرے دل میں یہ آرہا ہے کہ جو چیز اہلِ سپین نے اسلام سے تلوار کے زور سے چھینی تھی ہم محبّت کے زور سے دوبارہ فتح کرنے کے لیئے آگئے ہیں۔ چنانچہ دوسرے دن کے اخباروں میں یہی عنوان لگا ہوا تھا۔ انہوں نے نمایاں کر کے یہ اعلان لگایا کہ اہلِ سپین نے اسلام سے جو تلوار کے زور سے چھینا تھا آج اسلام کے نمائندے محبّت کے زور سے دوبارہ اس کو واپس لینے کے لیئے آگئے ہیں۔

دوسرے دن جب ہم واپس روانہ ہونے لگے تو ہمارا پروگرام یہ تھا کہ صبح جلدی روانہ ہوں گے۔ خیال یہ تھا کہ گیارہ ساڑھے گیارہ بجے تک قرطبہ پہنچ جائیں۔ وہاں مسجد بھی دیکھنی تھی۔ اس کے بعد تو پھر اتنی مصروفیت تھی ناممکن تھا باہر نکل کر ہم کوئی چیز دیکھ سکتے۔ تو خیال یہی تھا کہ پہلے دن غرناطہ دوسرے دن واپسی پر قرطبہ کی مسجد دیکھیں گے اور اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار وہاں کام تھے جو کرنے والے تھے لیکن روانگی میں دیر ہو رہی تھی۔ مَیں نے پتہ کیا یہ دیر کیوں ہو رہی ہے تو مجھے یہ بتایا گیا کہ پولیس کہتی ہے کہ جس رستہ سے آپ نے گزرنا ہے اُس رستہ پر رش بڑا ہوتا ہے اِس لیئے جب تک ہم وہاں کی ساری ٹریفک بند نہ کرا لیں اور رستہ خالی نہ کرالیں ہم آپ کو لے کر نہیں چلیں گے۔

پس یہ جو حالات ہیں عقل میں آ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ہر جگہ ہم نے انتہائی سچائی کے ساتھ اپنی حقیقت سے اُن کو آگاہ کر دیا۔ کوئی چیز چھُپا کر نہیں رکھی۔ ہر جگہ جاتے ہی جو پریس انٹرویو ہوا اُس میں ہم نے اہلِ سپین کو بتایا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو اپنے ملک کے نزدیک بھی مسلمان نہیں کہلاتے۔ ہم آئے تو ہیں اسلام کی نمائندگی میں لیکن کوئی

لگی لپٹی نہیں رکھنا چاہتے۔ تمہارا سلوک ہم سے کیا ہو یہ تمہاری مرضی ہے لیکن ہم سچائی کے اظہار سے باز نہیں آئیں گے۔ ہم وہ کمزور جماعت ہیں، اتنی کمزور جماعت کہ جن کو اپنے ملک میں بھی آزادیٔ ضمیر کا حق نہیں ہے ہمیں اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا حق نہیں دیا جا رہا۔ یہ نہ سمجھنا کہ بڑے بڑے اسلامی ممالک اور بڑے بڑے طاقتور ممالک کے نمائندے بن کر آئے ہیں اس لئے تم عزّت کا سلوک کرو۔ ہم تو خاکسار لوگ ہیں۔ ہماری کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ ہم تو بے بس اور بے چارے لوگ ہیں۔ اس لئے یہ سمجھ کر ہم سے جو سلوک کرنا ہے وہ کرو۔ لیکن دنیاوی حکومتوں کا نمائندہ سمجھ کر کوئی سلوک نہ کرنا۔ ہم صرف اور صرف اپنے ربّ کے نمائندے ہیں۔ اور صرف اور صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نمائندے ہیں۔

پس یہ اسی رب کے جلوے تھے جس نے دلوں میں یہ پاک تبدیلی پیدا کی۔ اسی محمد مصطفےٰ کا حُسن تھا جس نے دل چھینے ہیں۔ ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں۔ ہر جگہ پیار اور محبت کے آثار حیرت انگیز طور پر دیکھنے میں آئے یہاں تک کہ جو احمدی باہر سے ملنے آتے تھے وہ حیران اور ہکا بکا رہ جاتے تھے۔ اور بیان کرتے کرتے بعض دفعہ درد کی وجہ سے اُن کی آوازیں روندھی جاتی تھیں کہ ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ہم سے ہو کیا رہا ہے۔ افریقنوں نے یہی کہانی بیان کی۔ انڈونیشینز نے یہی کہانی بیان کی۔ جرمنوں نے یہی کہانی بیان کی۔ اور انگلستان سے آنے والوں نے یہی کہانی بیان کی۔ امریکہ سے آنے والوں نے۔ کینیڈا سے آنے والوں نے بھی۔ غرض جس نے بیان کیا یہی بیان کیا کہ جب سے ہم پہنچے ہیں ایسی محبت کا سلوک ہو رہا ہے کہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم سے ہُوا کیا ہے۔ گویا کہ ہم شاہی مہمان ہیں۔ ایک ہوٹل میں احمدی ٹھہرے ہوئے تھے وہاں کے دوست آئے۔ انہوں نے کہا ہمیں تو سمجھ نہیں آتی ہُوا کیا ہے۔ ہوٹل والے نے اپنا سارا ساز و سامان نکال کر ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ نہ کچن نہ اپنے کمرے رکھے۔ سب کچھ دے دیا ہے کہ تم مزے سے رہو۔ اپنا گھر سمجھ کر رہو۔

تقریبات کا جو منظر ہے وہ تو ناقابلِ بیان ہے۔ خاصا گرم مُلک ہے۔ اور اُوپر سے شامیانے اور وہ دن خاص طور پر تھا بھی گرم۔ بے حد تکلیف میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُوپر سے ایک لمبا پروگرام جس میں چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کی تقریر اور پھر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی تقریر۔ اس سے پہلے لمبی تلاوت اور ایک لمبی نظم۔ اور پھر ساتھ ساتھ ان کے ترجمے۔ یعنی جو دو گھنٹے کا پروگرام ہو وہ چار گھنٹے میں جا کر ختم ہو۔ اور پھر بیچ میں کرم الٰہی صاحب کی بھی تقریر۔ پھر آخر پر میری تقریر تھی۔ مجھ پر یہ تاثر تھا کہ جب تک میرے کچھ کہنے کی باری آئے گی صرف احمدی بیٹھے رہ جائیں گے باقی سب جا چکے ہوں گے۔ حقیقتاً مَیں یہی سمجھ رہا تھا لیکن مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مَیں نے کہا اے خدا! ان کو پیغام پہنچنا ہے خواہ ظفراللہ خاں کی زبان سے پہنچے یا ڈاکٹر سلام کی زبان سے پہنچے پیغام اسلام تو پہنچ رہا ہے۔ مَیں اس پر بڑا راضی ہوں۔ لیکن حیرت کی انتہا نہ رہی جب دیکھا کہ آخر وقت تک سب

لوگ بیٹھے رہے اور اہل سپین کے مزاج کو جو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ بے انتہا باتیں کرنے والی قوم ہے اور زیادہ دیر بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ وہ اِدھر اُدھر پھرنے لگ جاتے ہیں۔ خوب باتیں کرتے ہیں۔ پھر وہ بہت بیج کھاتے ہیں اور ہر وقت خربوزوں یا تربوز کے بیج کھاتے رہتے ہیں۔ اُن کی توجہ زیادہ بیج کی طرف ہی رہتی ہے وہاں سارے ہزاروں کے مجمع میں کسی نے بیج نہیں کھایا کسی نے باتیں نہیں کیں۔ اور اس خاموشی سے تقریر سنی ہے کہ تقریر کے دوران اگر کوئی بچہ بھی بولتا تھا تو ساتھ بیٹھا ہوا آدمی اُس کو خاموش کرا دیتا تھا۔ اور مسجد کا صحن بھر گیا۔ اس سے باہر شاہراہ تھی اس سے باہر لوگ کھڑے تھے۔ گاؤں اُمڈ آیا تھا۔ اور بہت دُور دُور سے بعض لوگ پہنچے ہوئے تھے۔ بعد میں جب ہم نے اُن سے پُوچھا کہ یہ کیا بات ہوئی ہے۔ آپ کس طرح تشریف لائے یعنی بعض احمدی دوستوں نے اُن سے مل کر سوال کئے تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے تو ریڈیو پر اور ٹیلی ویژن پہ یہ خبریں سُنی تھیں۔ ہمیں تو کوئی دعوت نامہ نہیں پہنچا۔ یعنی ریڈیو کا نظام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلسل پروپیگنڈا کر رہا تھا۔ باوجود اس کے کہ ہم اُن کو یہ بتا چکے تھے کہ یہاں ہماری کُل تعداد تیس ہے۔ آپ اندازہ کریں ایک غیر ملک ہیں، ایک عیسائی ملک میں تیس کی تعداد کا کوئی دعویدار ہو اس کے ساتھ یہ سلوک کہ مسجد بشارت سپین کی افتتاحی تقریب کو تقریباً ایک ہفتہ تک سپینش ٹیلی ویژن دن میں تین تین بار دکھاتی رہی ہے۔ اپنے ہی خرچ پر انہوں نے باقی جو نظام ہیں یعنی دُنیا کے ٹیلی ویژن کے نظام ہیں اُن کو بھی بھجوائی۔

اس سے پہلے سوئٹزرلینڈ کے ایک احمدی نے مجھے یہ کہا کہ آپ کو پبلسٹی پر خرچ کرنا پڑے گا ورنہ ہماری تقریب کا کسی کو پتہ بھی نہیں لگنا۔ مَیں نے کہا ہمارے پاس کوپیسے نہیں ہیں۔ پہلے ہی بہت پیسے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس لئے نہیں ہوتی پبلسٹی تو نہ ہو اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے ہم کوئی ٹھیکیدار تو نہیں لگے ہوئے جس کا کام ہے وہ جانے۔ وہ واقعہ میرے ذہن میں آیا کہ جب خانہ کعبہ پر حملہ کیا گیا۔ اصحابِ فیل حملہ آور ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب عرب کے رؤساء میں سے وہ شخص تھے جن کو نمائندہ بنا کر اُن کے پاس بھجوایا گیا۔ ابرہہ کے پاس نمائندگی کے طور پر اُن کو بھجوایا گیا۔ کہ وہ کسی طرح اُس کو سمجھا بجھا کر باز رکھیں۔ یہ بڑی مقدس جگہ ہے تم اسکی تحقیر نہ کرو۔ وہ گئے اور انہوں نے اپنے اونٹوں کی باتیں شروع کر دیں۔ یعنی خانہ کعبہ کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا۔ کہا تو بس یہ کہ میرے سَو اونٹ تھے اُن میں سے اتنے چوری ہو گئے ہیں۔ تمہارے لشکر والوں نے چوری کئے ہیں اور مَیں سردار ہوں اس لئے تم میرے اونٹ واپس کرواؤ۔ تم اچھے بادشاہ ہو جو پرانے سرداروں کی عزت کا کوئی خیال ہی نہیں کرتے۔ میرے اونٹ واپس کرو۔ وہ چُپ کر کے بات سُنتا رہا۔ اس کے بعد اُس نے کہا کہ آج میں تم لوگوں سے بڑا ہی مایوس ہوا ہوں۔ تم ایسی بے غیرت قوم ہو کہ اس وقت تمہیں اپنے اونٹوں کی فکر ہے حالانکہ اہل کعبہ کا نمائندہ بن کر آئے ہو۔ اور اس کعبہ کی کوئی فکر نہیں جس کو مسمار کرنے کے لئے میں اتنا بڑا لشکر لے کر آیا ہوں۔ اُس نے کہا مَیں

اسی سوال کا انتظار کر رہا تھا۔ دیکھو! مَیں اونٹوں کا مالک ہوں۔ تم نے اندازہ کر لیا ہے کہ مجھے اپنے اونٹوں کی کتنی فکر ہے۔ بیت خانۂ کعبہ کا میرا رب مالک ہے، وہ فکر کرے گا اپنے گھر کی۔ تو مَیں نے یہ دل میں سوچا کہ وہی رب ہمارا رب ہے جو خانۂ کعبہ کا رب تھا۔ وہ پبلسٹی کی آپ فکر کرے گا۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں اس پر کسی قسم کے خرچ کرنے کی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خرچ پر وہ پبلسٹی اس طرح کی کہ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آئی کہ کیا واقعہ ہوا۔ ہمیں عرب ممالک سے خط آنے لگ گئے کہ ہم بیٹھے ہوئے ٹیلی ویژن دیکھ رہے تھے اچانک آپ کی تصویر آئی اور پتہ لگا کہ مسجد بشارت کا افتتاح ہو رہا ہے۔ یعنی وہ عرب ممالک جہاں احمدیت BAN کی ہوئی ہے وہاں ٹیلی ویژن پر مسجد بشارت سپین کا افتتاح خدا تعالیٰ کے فرشتے دکھا رہے تھے۔ اس لئے کون کہتا ہے کہ یہ مبالغہ ہے کہ آسمان سے ہم نے موسلا دھار بارش کی طرح خدا کے فضلوں کو برستے دیکھا ہے۔ خدا کی قسم یہ مبالغہ نہیں ہے۔ اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اُس خدا کی قسم کھا کر مَیں کہتا ہوں جو خانۂ کعبہ کا خدا ہے۔ جو محمد مصطفیٰؐ کا خدا ہے کہ اس بات میں ایک لفظ بھی مبالغہ نہیں ہے۔ ہماری زبانیں بیان نہیں کر سکتیں اِس کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوئے ہیں۔

یہ تقریب آئی اور گزر گئی اور ہماری طرف سے اس کی تفصیلی رپورٹیں بھیجنے کا کوئی مناسب انتظام ہی نہیں تھا۔ ہماری طاقت ہی نہیں تھی۔ لیکن حیرت انگیز طور پر یورپ کے سارے ممالک نے اس کو COVER کیا۔ کس طرح کیا۔ کیا واقعہ ہوا۔ مجھے تو سمجھ نہیں آیا۔ بلجیئم ایک مُلک باقی رہتا تھا۔ تقریب کے دوسرے دن مَیں بیٹھا ہوا تھا تو اچانک دیکھا کہ ایک بلجیئم کا نمائندہ بھی پہنچ گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مَیں نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر یہ خبریں سُنیں اور مَیں حیران رہ گیا کہ مَیں اِس کو کس طرح MISS کر گیا ہوں۔ اِس لئے مَیں میڈرڈ سے صرف اِس غرض سے آیا ہوں کہ آپ مجھے انٹرویو دیں اور مَیں اسے اپنے ریڈیو سے نشر کرواؤں۔ چنانچہ وہ خود انٹرویو لے کر گیا اور شائع کیا۔

آنے سے پہلے سوئٹزرلینڈ سے دو بڑی دلچسپ خبریں موصول ہوئیں۔ ایک یہ کہ جنیوا جہاں ہم نے کوئی پریس انٹرویو دیا ہی نہیں۔ واقعتہً ہی نہیں وہاں کے پریس کے۔ وہاں کے سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخبار کی CUTTING آئی۔ جس نے اتنی تفصیل سے مسجد سپین پر اور احمدیت پر مضمون لکھا ہے کہ اس کو پڑھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے کہ اس کو کیا سُوجھی ہے بیٹھے بٹھلائے احمدیت پر اور مسجد بشارت پر اتنا شاندار مضمون لکھ دیا ہے۔ اور وہ وہاں کا کثیر الاشاعت اخبار ہے۔

اور دوسری خبر جس سے دل باغ باغ ہو گیا وہ یہ تھی کہ ایک سوئس عیسائی جو گزشتہ کئی سال سے سپین میں آباد ہوا ہوا تھا وہ سوئٹزرلینڈ کے مشن میں پہنچا۔ پہلے خط کے ذریعہ رابطہ قائم کیا پھر خود پہنچ کر اس نے یہ واقعہ

سُنایا۔ اُس نے کہا کہ مَیں پچھلے پانچ سال سے سوچ رہا تھا کہ اسلام اچھا مذہب ہے۔ مَیں مسلمان ہونا چاہتا تھا لیکن کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا ہوں۔ مَیں نے بڑے بڑے مسلمان بادشاہوں کو خط لکھے۔ شیعوں سے بھی رابطہ کیا۔ سُنّیوں سے بھی رابطہ کیا۔ مختلف ممالک کے عُلماء سے ملا۔ اُنہوں نے بھی ازراہِ شفقت اپنے عُلماء بھجوائے اور میری گفت و شنید ہوئی۔ لیکن مجھے یوں لگتا تھا کہ دل پر ایک تالا ہے جو کُھلنے میں نہیں آتا۔ چند دن پہلے مَیں بیٹھا ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا تو اچانک مسجد بشارت کا افتتاح شروع ہو گیا۔ اور دیکھتے دیکھتے مجھے یوں محسوس ہُوا کہ آسمان سے کوئی ہاتھ آیا اور اُس نے چابی سے تالا کھول دیا ہے۔ اُس ہاتھ نے وہ تالا کھول دیا اور مجھے اُسی وقت پوری طرح انشراح ہو گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ خدا اسی لئے مجھے روکے ہوئے تھا کہ یہ اسلام ہے جس میں مجھے داخل ہونا چاہیئے۔ چنانچہ وہ اُسی وقت بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔

ایسے بے شمار واقعات ہیں جو بات کرو تو کُھلتے چلے جاتے ہیں۔ بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی نہ ختم ہونے والی کہانی ہے۔ جب مَیں آیا تھا بات شروع کرنے کے لئے میرا ذہن اُس وقت بالکل خالی تھا۔ مگر مجھے علم تھا کہ یہ مضمون ہی ایسا ہے جب مَیں اس میں داخل ہوں گا تو اللہ تعالیٰ ایک کے بعد دوسری راہ کھولتا چلا جائے گا۔

مَیں پہلے پریس کے متعلق بیان کر رہا تھا۔ اس کے متعلق اب آخر پر ایک دلچسپ واقعہ سُنا دیتا ہوں۔ چونکہ یہ مضمون تو ایک قسط میں ادا ہونے والا ہے ہی نہیں۔ آپ لوگوں نے واپس بھی جانا ہے اس لئے مجھے ختم کرنا چاہیئے۔ پریس میں مَیں نے یہ محسوس کیا کہ جب وہ دیکھتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ شروع ہو گئی ہے اور اثر پڑنے لگ گیا ہے یعنی خود پریس والوں پر بھی ایسا نمایاں اثر پڑنے لگ جاتا تھا کہ وہ ہاں میں ہاں ملانے لگ جاتے تھے۔ اور یہ عجیب بات تھی۔ تو اُن میں سے بعض جو اسلام کے خلاف کچھ تعصّب رکھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ رُخ اس طرح پلٹے کہ کسی طرح اسلام کے خلاف بات ہو جائے۔ اُن کے پاس دو ہتھیار تھے۔ ایک یہ کہ ایران کے خلاف وہاں کے پریس نے اتنا شدید اور ظالمانہ پروپیگنڈا کیا ہُوا ہے کہ مجھے پتہ نہیں وہاں ایران میں کیا ہوتا ہے لیکن جو تصویر وہاں کھینچ رکھی ہے وہ اتنی بھیانک ہے اور اسلام کے ساتھ اس طرح باندھ رکھی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر خمینی صاحب کا نام لے کر سوال کیا جائے تو یہ لوگ پھنس جائیں گے۔ اگر مخالفت کریں گے تو ایک اسلامی سربراہِ مملکت کی مخالفت کر رہے ہوں گے۔ اگر تائید کریں گے تو ہم کہیں گے دیکھو جی یہ وہی اسلام ہے۔ چنانچہ یہ ایک سوال ضرور ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی جس رنگ میں جواب دیا وہ پھر کسی وقت بیان کروں گا۔ ورنہ میرے انصار بھائی کہیں گے ابھی ابھی انصار سے نکل کر آئے ہو ساری باتیں خدام کو بتا دیں ہمارے لیئے کیا رکھا ہے۔ تو وہ فکر نہ کریں اُن کو بتانے کے لئے بہت باتیں موجود ہیں۔

دوسرا سوال تھا عورتوں کے متعلق کہ اسلام عورت پر ظلم کرتا ہے۔ عورت سے یہ سلوک کرتا ہے وہ سلوک کرتا ہے۔ اس کا جواب دینے کی بھی اللہ تعالیٰ اس رنگ میں توفیق دیتا تھا کہ بعض دفعہ عورت نمائندہ خود اقرار کرتی تھیں پریس کانفرنس میں کہ اسلام تو عورت کو مغربی سوسائٹی سے زیادہ عزت کا مقام دیتا ہے۔ ہم اب تک دھوکے میں رہے۔ اوسلو میں یہ واقعہ ہوا۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس کے جو لوگ تھے وہ شہر کے بڑے اچھے معززین تھے۔ اُن کے ایک گروہ کے اندر بڑی دلچسپ تبلیغ کا موقع مل گیا۔ اس سے پہلے صبح پریس کانفرنس تھی وہاں ایک عیسائی بہت ہی متعصب عورت نمائندہ آئی ہوئی تھی۔ اس کی کچھ پیش نہیں جاتی تھی۔ اس بیچاری نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح نیک اثر زائل ہو جائے لیکن نہیں ہو سکا۔ اس نے پھر یہ سوچا کہ میں دوبارہ جو معزز مہمان ہیں اُن میں بیٹھ کر پھر کوئی ایسی بات کروں۔ چنانچہ جب تبلیغ ہو رہی تھی اُس نے پھر یہی عورت کا سوال اُٹھا دیا۔ جب مَیں نے جواب دیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے مطمئن ہو گئے۔ اُس وقت اُس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اُس نے سوچا کہ یہ تو قابو نہیں آتا شاید اس کی بیوی قابو آ جائے۔ تو مجھے اُس نے کہا آپ کی بیوی ساتھ آئی ہوئی ہیں۔ مَیں نے کہا ہاں آئی ہوئی ہیں۔ کہاں ہیں۔ مَیں نے کہا اُوپر ہیں۔ کہا: ہمیں اجازت ہے ملنے کی۔ مَیں نے کہا آزادی ہے بے شک شوق سے ملیں۔ کوئی قیدخانہ تھوڑا ہے اسلام میں کہ عورتوں کو قید کر دیتا ہے۔ جائیں جتنی دیر مرضی بیٹھیں۔ چنانچہ مَیں خود اُوپر جا کر اُن کو چھوڑ آیا لیکن وقت نہیں ملا تعارف کروانے کا کہ یہ پریس کی نمائندہ ہیں ورنہ میری بیوی ذرا زیادہ ہوشیار ہو کر بیٹھتیں۔ اندر جا کر اُس نے ایسی ہوشیاری کی کہ بہت ہی محبت اور پیار کا سلوک کر کے کہا۔ بچاری مظلوم عورت اچھی بھلی شکل ٹھیک ٹھاک کپڑے اور قید ہوئی ہوئی ہے تمہیں تو بڑی تکلیف ہوتی ہو گی یہاں پھر کے۔ یہ ساری دُنیا آزاد پھر رہی ہے۔ تم نے بُرقع تمبو سا پہنا ہوا ہے اور اس میں پھر رہی ہو۔ اور دل چاہتا ہو گا مَیں اسے پھاڑ پھوڑ کے باہر نکل جاؤں اور دُنیا میں جس طرح ہماری عورتیں آزاد ہیں اُس طرح مزے لوں۔ جب وہ خوب تقریر کر چکی تو میری بیوی نے اُس سے کہا کہ جو تم نے باتیں کی ہیں اُن کی تو مجھے کوئی بھی تکلیف نہیں۔ مَیں تو بڑے مزہ میں ہوں۔ اسلام تو ہمیں بڑی پیاری زندگی دے رہا ہے۔ مَیں نے بڑی سیریں کی ہیں۔ جہاں میرا میاں جاتا ہے وہاں مَیں ساتھ جاتی ہوں اور جو وہ دیکھتا ہے وہ مَیں بھی دیکھتی ہوں اور ہم تو بڑا لطف اُٹھا رہے ہیں۔ ایک تکلیف مجھے بڑی سخت ہے کہ تم لوگ اتنے گندے ہو اتنے ننگے ہو، کوئی شرم حیا نہیں ہے۔ سارا عرصہ جو میں یہاں ٹھہری ہوں نظر اُٹھاتی تھی تو واپس آ جاتی تھی شرم کے مارے۔ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ وہ ایسی شرمندہ ہوئی کہ کہنے لگی دیکھو مَیں نے تو ٹھیک کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس انٹرویو کے جلد بعد مَیں نے وہاں سے اُسے گھبرا کر نکلتے دیکھا ہے۔ مجھے نہیں پتہ تھا واقعہ کیا ہوا۔ انگریزی میں ایک محاورہ ہے کہ BAT OUT OF THE HELL کہ جس طرح چمگادڑ گھبرا کر جہنم سے نکلتی

ہے تو عجیب منظر ہوتا ہے۔ یہ اُن کا تصویری زبان میں ایک محاورہ ہے کہ کوئی آدمی پر جھاڑ کر نکل رہا ہو کہیں سے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ وہ بڑی گھبرا کر اُوپر سے نیچے اُتری ہے۔ کوئی بات تو اُس نے نہیں کی۔ مگر جب مَیں نے پتہ کیا اپنی بیوی سے تو اُس نے کہا وہ پریس کی نمائندہ تھی مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔ یہ واقعہ ہُوا ہے میرے ساتھ۔

پس اللہ تعالیٰ ہر ایک کی مدد فرما رہا تھا۔ یعنی سادہ آدمی کی بھی مدد فرماتا تھا اور ہوشیار کی بھی مدد فرماتا تھا۔ سارا محض اللہ تعالیٰ کی مدد اور سہارے کے طفیل یہ سفر گزرا ہے ورنہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

جہاں یہ پریس کی نمائندہ اپنی کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح اسلام کا اثر مٹ جائے وہاں دو طالب علم بھی بیٹھے ہوئے تھے اور ایک پادری بھی بیٹھا ہُوا تھا۔ وہ یونیورسٹی کے سینیئر طالب علم تھے۔ اور ایک اچھا چوٹی کا پادری وہاں موجود تھا۔ جب ہم فارغ ہوئے ہیں تو ہمارے دوستوں نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ وہ یونیورسٹی کے دونوں لڑکے اپنے پادری کے پیچھے پڑ گئے کہ تم نے ہمیں ساری عمر دھوکے میں رکھا ہے۔ اصل عیسائیت کا تو ان کو پتہ ہے۔ تمہیں تو کچھ پتہ ہی نہیں۔ اور اسلام اتنا خوبصورت مذہب۔ اس کے متعلق آج ہمیں سمجھ آئی ہے۔ وہ اُن سے بحث کرتا تھا۔ وہ اُس کو جواب دیتے تھے اور اُس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے کہ تم نے اب تک ہم سے کیا ظلم برقرار رکھا تھا۔ بالکل جھوٹ بولتے رہے ہو۔ اسلام سچا مذہب ہے۔ اُس نے آخر شرم کے مارے اُن سے کہا کہ مجھے تم چھوڑو مجھے جلدی ہے۔ اُنہوں نے کہا جلدی ولدی کوئی نہیں۔ ہم نے تمہیں نہیں چھوڑنا۔ اُس نے کہا اچھا پھر یہاں سے تو ہٹ جاؤ یہ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ وہ چل کر دُور جانے لگا۔ اُنہوں نے اُسے گیٹ پر پھر پکڑ لیا نہیں جانے دیا گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اس کے پیچھے پڑے رہے۔

پس یہ اللہ کے فرشتے تھے جو یہ کام کر رہے تھے۔ اس میں کسی انسانی طاقت کا بس نہیں تھا۔ ایسی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش نازل ہوئی ہے کہ اُس پر جو مَیں نے اپنے پیغام میں لکھا وہ بالکل صحیح تھا حقیقت ہے کہ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ساری دُنیا میں احمدی خدا کی راہ میں آنسو بہا رہے ہیں۔ ہر قطرہ جو گرتا ہے بھاپ بن کر آسمان پر اُٹھتا ہے وہ فضلوں کی بارش بن کر دوبارہ ہم پر برسنے لگتا ہے۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ رحمتوں کے یہ دَور برقرار رکھے۔ ایک سے ایک اگلی منزل کی طرف ہم بڑھتے رہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور شکر کا حق ادا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے :-

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ

(ابراہیم آیت ۸)

جب تم شکر کرو گے تو مَیں تمہیں اَور بھی بڑھاؤں گا۔ وہ واقعہ تو آپ نے سُنا ہُوا ہے کہ جو بادشاہ بھی شکر گزار ہوتے ہیں وہ بھی اچھی بات کے نتیجہ میں زیادہ فضل عطا کیا کرتے ہیں ’زِہ‘ والا واقعہ آپ میں سے

اکثر نے سُنا ہوگا۔ بار بار بھی سُناؤ تو اِس کا مزہ ختم نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ سَیر کے لیئے نکلا۔ اُس نے اپنے وزیر کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ جب بھی مَیں زِہ کہوں کسی اچھی بات پر تو تم اشرفیوں کی ایک تھیلی عطا کر دیا کرنا۔ چنانچہ اشرفیوں کی کئی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں ساتھ ہُوا کرتی تھیں اِس حال میں بادشاہ سَیر کے لئے نکلتے تھے۔ ایک کسان بوڑھی عمر کا بیچارا ستر اسّی سال کا، وہ کھجور کی گٹھلیاں لگا رہا تھا۔ بادشاہ نے اُس سے تعجب سے پُوچھا کہ اے کسان! تم تو بوڑھے ہو گئے قبر میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھے ہو۔ یہ کھجوریں کیوں لگا رہے ہو۔ کیوں بیکار محنت کر رہے ہو۔ اُس نے کہا ہمارے باپ دادا نے کھجور لگائے تھے ہم نے اُن کا پھل کھایا اب ہم محنت کرینگے تو اگلے اس کا پھل پائیں گے۔ بادشاہ کو یہ بات ایسی پیاری لگی کہ اُس کے مُنہ سے زِہ نکل گیا۔ اُسی وقت وزیر نے اشرفیوں کی ایک تھیلی اُسے پکڑا دی۔ اُس کسان نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ تو کہتے تھے تمہاری محنت کو پھل نہیں لگے گا۔ میری محنت کو تو ابھی پھل لگ گیا۔ بادشاہ کے مُنہ سے پھر بے اختیار نکل گیا 'زِہ'۔ اُس وزیر نے دوسری تھیلی نکالی اور اُس کو پکڑا دی۔ اُس نے کہا بادشاہ سلامت مجھے اَور بھی تعجب ہے کہ کھجور تو سال میں ایک دفعہ پھل دیتے ہیں۔ میرے کھجور نے تو دو دفعہ پھل دے دیا ہے۔ بادشاہ نے کہا زِہ۔ اور وزیر نے ایک اَور تھیلی پکڑائی۔ تب بادشاہ نے کہا۔ بھاگو یہاں سے یہ بوڑھا تو ہمارے خزانے لُوٹ لے گا۔

آپ بھی اُسی طرح شکرانہ ادا کریں کہ آسمان یہ ترانے گانے لگے۔

لئن شکرتم لازیدنکم

لئن شکرتم لازیدنکم

اے میرے بندو! تم شکر سے میرے حضور جُھک رہے ہو مَیں تمہیں بڑھاتا چلا جاؤں گا۔ اور میرے خزانے اس بادشاہ کے خزانوں کی طرح نہیں ہیں۔ وہ نہ ختم ہونے والے خزانے ہیں۔ تم لُوٹتے چلے جاؤ، مَیں عطا کرتا چلا جاؤں گا۔ خدا کرے کہ ہم ایسے ہی نظارے دیکھیں۔"

اجتماعی دُعا کے بعد حضور نے فرمایا :-

" اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں آپ کو واپس لے کر جائے۔ اپنے فضلوں کا سایہ آپ کے سروں پر رکھے۔ اپنی محبّت آپ کو عطا کرے۔ اس محبّت کو وفا بخشے۔ آپ اُس کے وفادار اور محبّت کرنے والے بن جائیں۔ وہ وفاؤں کو قبول کرنے والا مہربان محبوب ثابت ہو۔ ہمیشہ خدا کے فضلوں کا سایہ آپ کے سر پر رہے۔ آپ کو خدمتِ دین کی پہلے سے بڑھ کر ہمیشہ ہر آن بڑھ کر اَور بھی بڑھ کر توفیق عطا ہوتی رہے۔" آمین

خطاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ برموقع سالانہ اجتماع ۱۹۸۲ء

میرے تاثرات

محترم محمود احمد صاحب شاہد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

مجھے بھی امسال حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یورپ کے دورہ پر جانے کا موقع ملا۔ دورہ کے بارہ میں مَیں بعض باتیں آپ کے سامنے عرض کروں گا۔ اس کا مقصد اور مُدعا صرف اتنا ہی ہے کہ حضور کا جو دورہ ہُوا یورپ کا اس دورہ کے دوران جو مَیں نے مشاہدہ کیا اس کی روشنی میں خدام الاحمدیہ کو کیا لائحہ عمل آئندہ تیار کرنا چاہیئے۔ اور کن خطوط پہ کام کرنا چاہیئے۔ اور کن باتوں پر زور دینا چاہیئے۔ یہ ہے میرا اصل مُدعا جو مَیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے چند باتیں یہ ہیں۔

اوّل نمبر محنت، دوسرے نمبر پر ہے وقت کی پابندی، تیسرے نمبر پر ہے تکلف سے بالا تر زندگی۔ چوتھے نمبر پر ہے عبادت میں شغف اور پانچویں نمبر پر ہے دینی اور دنیاوی معاملہ میں احمدیوں کی راہ نمائی۔ پھر ہے دین کو دُنیا پر مقدم رکھنا۔ یہ چند ایسی باتیں ہیں جو مَیں نے حضور کے دورہ میں مشاہدہ کیں۔ اور مَیں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آئندہ خدام الاحمدیہ کا لائحہ عمل ان باتوں پر مرکوز ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ امام وقت ہی ہمیں مناسب حال اور صحیح طریق بتاتا ہے۔ اور جو کام ہماری زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اس کی طرف وہ نشان دہی کرتا ہے۔ جہاں تک حضور کے دورہ میں تعلق ہے محنت کا، جو حضور کی محنت مَیں نے دیکھی اسے مَیں اس طرح بیان کرتا ہوں کہ کتنا وقت حضرت صاحب کام کرتے تھے۔

یہاں سے جس دن ہم ربوہ سے نماز کے بعد چلے۔ لاہور پہنچتے ہی حضرت صاحب نے وہاں خطاب فرمایا۔ وہ بھی کوئی ایک ڈیڑھ گھنٹے کا خطاب ہے۔ پھر کراچی پہنچے، کراچی میں بھی اسی طرح مصروفیت۔ پھر کراچی سے ہم چلے اور ایمسٹرڈم سے ہوتے ہوئے ناروے پہنچے۔ وہاں پر حضرت صاحب کی محنت کا جو حال مَیں نے دیکھا وہ اس قسم کا تھا کہ حضور ساڑھے سات بجے اور زیادہ کام اگر دفتری ہو تو آٹھ بجے اپنے دفتر کے کام شروع کرتے تھے۔ ڈاک کے علاوہ ملاقاتیں لوگوں سے۔ ایک دفعہ مَیں نے بھی عرض کیا۔ مَیں نے کہا کہ یہ سلسلہ کتنے دن چل سکتا ہے ابھی تو سفر باقی ہے اور اسپین تک پھر انگلستان تک۔ حضرت صاحب نے فرمایا کوئی بات نہیں اگر ۲۴ گھنٹے بھی بیٹھنا پڑے مَیں بیٹھوں گا۔ لیکن ہر شخص سے مَیں ملاقات کروں گا۔ ان کی ہر بات مَیں سُنوں گا۔ اس لئے خواہ صبح سے لیکر شام تک اور پھر شام سے لے کر صبح تک مجھے بیٹھنا پڑے مَیں بیٹھوں گا۔ اس کے علاوہ پھر لوگوں کے گھروں میں جانا۔ کیونکہ حضور پہلے جب باہر تشریف لے جاتے رہے۔ وہاں بعض لوگوں کے گھروں میں بھی ٹھہرتے رہے۔

ان کی دلداری کی خاطر پیار اور محبت کے طور پر جب چند منٹ ملتے تھے تو گھر ہو کر آتے تھے جب بھی موقعہ ملا کسی FORMALITIES کے بغیر کہ ٹھیک ہے میں پہلے آکر ٹھہرتا تھا۔ اب چلتا ہوں وہاں جا کر دعا کروا کے پھر آنا۔ تو صبح اور شام بھر رات بارہ بجے ایک ڈیڑھ دو بجے تک یہ سلسلہ حضور کا جاری رہتا۔ یہ تو ہے محنت کا عالم۔ بعض دفعہ ہم محنت اس لئے بھی نہیں کر سکتے کہ ہم تھک جائیں گے۔ اور جب میں نے ایک خادم کو وہاں کہا کہ دیکھو بات یہ ہے کہ حضرت صاحب صبح سے لے کر رات تک اسی طرح بیٹھتے ہیں اور کام کرتے ہیں تو کہنے لگے کہ پتہ نہیں حضرت صاحب کوئی چیز ایسی کھاتے ہوں گے جس کی وجہ سے وہ اتنا کام کر لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ایک ہی لنگر میں کھانا پکتا ہے۔ وہاں سے اوپر کھانا بھیجتے ہیں وہی کھانا کھاتے ہیں۔ کھانا بھی اسی قسم کا سادہ کھانا۔ حضرت صاحب نے پہلے ہی ہدایت یہاں سے بھجوا دی تھی کہ کسی قسم کا تکلف نہیں ہوگا۔ ایک سالن جو ہے وہ آپ پکوالیں۔ تو کبھی دال، کبھی سبزی۔ اس لئے میں نے کہا یہ تمہارے سامنے ہے تم ہمارے ساتھ ہو۔ چھوٹی سی جماعت ہے تم ہی یہاں SERVING کرتے ہو۔ صبح و شام تمہیں پتہ ہے کہ یہاں کیا پکتا ہے۔ علیحدہ اوپر کچن بھی نہیں ہے جہاں پکوالیں۔ جو پکتا ہے وہی حضور بھی کھاتے اور ہم بھی کھاتے ہیں اکٹھے۔ تو یہ ایسی بات نہیں صرف ذہن کی بات ہے۔ میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ ہمارے بعض نوجوان بات کرتے ہیں تو اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ اگر کوئی چیز کھاتے ہیں تو ہمیں بھی بتائیں۔ فرماتے کہ یہی کھاتا ہوں صرف ذہن کی تبدیلی ہے۔ اگر آپ ذہن تبدیل کر لیں کہ میں نے محنت کرنی ہے تو آپ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اتنی استعداد عطا فرمائی ہے کہ چاہیں تو وہ اس لحاظ سے محنت کر سکتے ہیں۔ تھکتے نہیں صرف سوچ اور غور اور فکر جو ہے وہ تھک جاتا ہے کہ ہم آگے نہیں کر سکتے۔ دفتر سے آئے ہیں اور آگے آرام نہ کریں تو اگلا کام صحیح طور پر نہیں کر سکتے۔ صرف ذہن کی تبدیلی ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ ذہن کو صاف کرو اور تبدیل کرو اور اس کے متعلق عزم کرو تو یہ محنت جو ہے تم لوگ بھی کر سکتے ہو۔ تو میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بعض دفعہ ہمارے ذہن میں آجاتا ہے کہ بہت زیادہ کام ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ کام ہم کرتے بھی نہیں۔ حضرت صاحب کی نسبت سے تو ایک تہائی بھی ہم میں سے محنت کرنے والے نہیں کرتے۔ اس طرح آپ بھی محنت کریں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے خلیفۂ وقت ہے اس لحاظ سے تو کم از کم ہم آپ کے ادنیٰ غلام ہیں تو خدا تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے گا۔ اگر ہم ارادہ کریں کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس معاملہ میں پختہ عزم کر لیں تو ہمیں اس کی توفیق نہ ملے۔ اس کی طرف اس لحاظ سے دھیان کریں۔ محنت کرنے کے عادی بنیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بہت زیادہ تبلیغ کریں۔ بہت زیادہ تعلیم حاصل کریں تو اس کے لئے محنت بہرحال لازمی بات ہے۔

اس کے بعد وقت کی پابندی کا مسئلہ ہے۔ بعض دفعہ ہم لوگ بہت سارا وقت فضول باتوں میں جس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں اس میں ضائع کر دیتے ہیں اور جب کام کا وقت ہوتا ہے، یا انہیں بلایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو بڑے مصروف ہیں۔ اگر اس طریق سے چلیں تو پھر اتنا کام ہم نہیں کر سکتے جس کا تقاضا ہم سے ہماری جماعت کرتی ہے خلیفۂ وقت جو چاہتا ہے۔

بات یہ ہے کہ ہمارا جو ایک سیکنڈ اور ایک منٹ ہے وہ ہمارا اپنا نہیں ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر الہام ہوا اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت جو ہے وہ ضائع نہیں کیا جائے گا۔ ہم اس مسیح اور بزرگ نبی کے غلام ہیں۔ ہمیں کہاں سے یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے وقت کو ایسی باتوں میں لگا دیں یا ضائع کریں جس سے نہ ہمیں نہ جماعت کو کوئی فائدہ پہنچے۔ اس کی طرف بھی دھیان کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت صاحب اگر کسی کو وقت دیتے کہ مَیں سات بجے آپ سے ملاقات کروں گا تو عین سات بجے ملاقات کرتے یہ نہیں کہ وہ آ کر بیٹھے رہتے۔ اس طرح حضور کا وقت ضائع ہوتا نہ ملاقاتیوں کا وقت۔

ایک دفعہ ہمارے ایک رشتہ دار جو ایتھنز عالمی ائیرویز میں کام کرتے ہیں، تبدیل ہو کے لندن میں آئے تو انہوں نے ڈھاکہ بھی جانا تھا۔ مَیں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ اس طرح ایک ہمارے رشتہ دار آئے ہیں اور ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ عشاء کے بعد لے آؤ۔ اس دن بارش بھی تھی حضرت صاحب نے فرمایا کہ مَیں راستہ میں ہی مل لوں گا۔ اس لئے کہ وہاں مَیں اپنے دفتر میں جاؤں گا تو وہاں مَیں نے کئی اوروں کو وقت دیا ہے۔ اس لئے وقت میرے پاس جو ہے وہ راستے میں ہی باتیں کرنے کا ہے۔ وہاں مَیں نے کسی کو وقت نہیں دینا۔ انہیں وہاں لے آؤ۔ مَیں اپنے رشتہ دار کو لے گیا اور پہلے بتایا کہ حضرت صاحب کے ساتھ اگر آپ آرام آرام سے چلیں گے تو ایک بات بھی نہیں کر سکتے۔ آپ کو دوڑنا ہوگا اسی دوران آپ بات کر دیں۔ خیر وہ پہلے یقین نہ کریں۔ وہ کہنے لگے کہ نہیں تم مذاق کرتے ہو حضرت صاحب مسجد سے جب نکلنے لگے تو مَیں نے کہا یہ ہے وہ رشتہ دار انہوں نے بات شروع کی نام بتاؤ کیا ہے۔ کس خاندان سے ہو۔ کیا کام ہے۔ بچے ٹھیک ہیں۔ تعلیم حاصل کر رہے ہیں جماعت ٹھیک ہے۔ اس قسم کی باتیں۔ حضرت صاحب کے ساتھ ساتھ دوڑتے تھے اور جب حضرت صاحب اپنے دفتر تک پہنچے تو ان کی ساری باتیں جو تھیں وہ مکمل ہو چکی تھیں۔ مَیں نے کہا کہ اب آپ کو یقین آ گیا۔ کہنے لگے ہاں۔

تو اگر حضرت صاحب وقت کی اس لحاظ سے پابندی نہ کرتے تو اتنی ساری ملاقاتیں مثلاً جرمنی میں بہت بڑی جماعت تھی۔ انگلستان میں بہت بڑی جماعت ہے اور ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو افراد سے حضرت صاحب نے ملاقات کی۔ یعنی فیملی لے کر آتے تھے لوگ، ان سے حضور باتیں کرتے تھے کئی قسم کے مسائل، گھریلو مسائل، بچوں کے مسائل، نوکری کے مسائل، تجارت کے مسائل، بیماری کے مسائل۔

اور روزانہ کم از کم حضرت صاحب چالیس نسخے دوائیوں کے لکھتے تھے، ملاقاتوں کے دوران۔ اس کے علاوہ ڈاک میں تو لوگ جو لکھتے تھے کہ فلاں بیماری ہے اس کا نسخہ جو ہے وہ لکھ دیں۔ لوگ جب جاتے تھے تو عرض کرتے تھے حضور کی خدمت میں کہ یہ تکلیف ہے۔ یہ تکلیف ہے تو حضرت صاحب اسی وقت ان کو نسخہ لکھ دیتے تھے بات بھی کرتے تھے اور نسخہ بھی لکھ دیتے تھے۔ تو یہ سارے کام اس لئے ہوئے کہ حضرت صاحب وقت کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ اور کوئی وقت جو بچا ہے وہ ادھر اُدھر حضرت صاحب ضائع نہیں کرتے تھے۔ مثلاً اگر کسی دن حضرت صاحب کو دس منٹ مل

گئے کہ مغرب کی نماز پڑھی اور دیکھا کہ آئندہ ملاقات کے
لئے ٹائم دیا ہے جس کو وہ دس منٹ کے بعد ملاقات کرنی ہے
تو دس منٹ کے لئے حضور مسجد میں بیٹھتے۔ اور پھر لوگوں سے
پوچھتے کہ کوئی سوال ہے۔ ایک دفعہ میں نے حضور سے پوچھا
میں نے کہا کہ آپ اس طرح کرتے ہیں تو کار میں بھی۔ مثلاً
کار میں اگر تشریف لے گئے تو فائل لے کر چلے جاتے تھے وہاں
آپ خطوط جو ہیں وہ پڑھتے تھے میں نے کہا کہ آگے تو ہم
سفر کے لئے جا رہے ہیں حضور نے فرمایا کہ حرج کیا ہے ڈرائیور
گاڑی چلا رہا ہے اگر اس دوران میں چار خط بھی پڑھ لوں تو
وہ جو چودہ سو کی تعداد ہے اس میں چار کی کمی ہوگی۔
لیکن ہم بعض اوقات اس طرح کرتے ہیں کہ نہیں ایک دفعہ جب
ہم بیٹھیں گے اور پھر اس وقت یہ سارے کام جو ہیں وہ کر
سکیں گے۔ کوئی وقت میں نے دیکھا نہیں کہ حضرت صاحب نے
ضائع کیا ہو۔ یا کسی ایسی باتوں میں جہاں بھی ہو اگر ایسے بیٹھ
کے باتیں کر رہے ہیں تو وہ جماعت کی، باتیں کر رہے ہیں تبلیغی
مسائل، تربیت کے مسائل، طالب علموں کے ساتھ اگر بیٹھے ہیں
تو اُن کے مسائل، ملازموں کے ساتھ اگر بیٹھتے ہیں تو کونسی
ملازمت اچھی ہے۔ اگر تاجروں کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو کون
کون سی تجارت دُنیا میں اب اچھی چل رہی ہے اُن کے متعلق
آپ راہ نمائی کر رہے ہیں۔ یہ ضروری ہے۔ جماعت کی زندگی کے
لئے نمونہ ہے ہمارے لئے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے وقت کو
ضائع نہ کریں۔ اس لحاظ سے تو ہم اتنے کام بھی نہیں کرتے تو
یہ سارے کام اس صورت میں کر سکتے ہیں جب وقت کی پابندی
ہم کریں اگر وقت کی پابندی ہم نہ کریں تو صرف اتنا ہی بہانہ
ہمارے سامنے ہوگا کہ جب وقت ملے گا تو ہم کرلیں گے اور دُنیا
میں رہتے ہوئے اگر نفس کو نہ مارا جائے۔ اور اس کو سیدھے
راستے پر نہ لایا جائے تو زندگی اس طرح گزر جاتی ہے۔ کوئی اس کا
فائدہ جو ہے وہ نہیں ہوتا۔ پھر تکلف سے بالا تر زندگی وہ
بہت ہی ضروری ہے۔ ہم لوگ بہت زیادہ تکلف میں پڑ
جاتے ہیں کوئی بھی کام کرتے ہوئے۔ سفر کرنے کے لئے جاتے
ہیں۔ الس میں بھی، کسی کی دعوت کرتے ہیں اس میں بھی،
کسی کے ہاں جانا ہو تو اُس میں بھی، بہت ہی زیادہ تکلف ہے۔
FORMALITIES ہماری زندگی میں آچکی ہیں۔ حضرت صاحب
نے فرمایا کہ FORMALITIES کی وجہ سے ہم بعض اچھے کاموں
سے محروم رہتے ہیں۔ جب کسی جگہ پر جانا ہو تو باقاعدہ اُس کے
لئے اتنا پروگرام بنے فلاں وقت اور فلاں جگہ پہ جائیں
اور فلاں جگہ پہ کھانا کھائیں اور فلاں فلاں چیزیں ہوں۔ حضرت
صاحب کے سفروں میں مثلاً ہم لوگ جب سفر کے لئے نکلے تو
حضور نے فرمایا کہ ایسا کرو کہ کھانا تیار کرلو گھر میں۔ ساتھ لے
لو۔ یعنی بعض دفعہ ہمیں بھی یہاں سفر کرتے ہوئے یہ بات عجیب
معلوم ہوتی ہے کہ کھانا ساتھ لے لیں۔ اور پھر راستہ میں بیٹھ کر
کہیں کھالیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا نہیں، کھانا
تیار کرلو۔ یہاں تک کہ جینوا میں ایک دوست کو فرمایا کہ ہم
جو کھانا کھا چکے ہیں تو آپ کا جو کھانا بچ گیا ہے وہ ہمیں صبح
باندھ کر دیں، ہم لے جائیں گے۔ انہوں نے کہا یہ کیا باتیں کرتے
ہیں آپ۔ صبح کھانا تیار کریں گے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ
میں چھ بجے یہاں سے چلوں گا۔ اگر ایک منٹ بھی لیٹ ہوا،
آپکے کھانا دینے میں تو میں نہیں لوں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک
ہے جو کھانا بچ جائے تو وہ آپ لے جائیں۔ اب یہ کتنی بڑی
بات ہے امام وقت ہیں۔ اگر میں ہوتا تو میرا نفس بھی مجھے

اس دھوکہ میں ڈالتا کہ میں کس طرح اُن کو کہوں کہ مجھے وہ کھانا جو ہے تیار کر دو میں لے جاتا ہوں۔ اکثر جگہ ایسا ہوا کہ ایک دن کھانا تیار کر کے لے گئے، اور صبح ناشتہ بھی کیا اور دوپہر کو کھانا کھایا اور پھر جو بچ گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جو بچ گیا ہے وہ رکھ لو۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ جو سالن ہے وہ بچ گیا میں نے کہا کہ یہ جو ہے تھوڑی سی چیز اٹھا کے لے جانا یہ بھی عجیب سا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ مجھے باندھ کر دے دیں میں لے جاؤں گا۔ یہ چیزیں تو ہمارے لئے بڑا سبق ہیں۔

مثال کے طور پہ ہم ناروے سے نیدرنالے میں گئے وہاں سے واپسی پہ دو بج گئے۔ راستہ میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ اب کھانے کا وقت ہے۔ میں نے کہا کہ کھانا تو ساتھ نہیں ہے۔ اور ارادہ تھا کہ کہیں جائیں اور کسی ہوٹل میں جا بیٹھیں اور وہاں کھانا کھائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہاں لکڑی نظر آرہی ہے یہیں ٹھہر جاؤ، اُترے کہنے لگے کہ آپ کے پاس انڈے ہیں میں نے کہا ہاں۔ آلو بھی ہیں میں نے کہا ہاں۔ ڈبل روٹی ساتھ ہے تو یہاں آگ جلاؤ یہیں انڈے پکا لو۔ یہیں بیٹھ کے کھا لو۔ پہلے ہم لوگ تردد میں پڑ گئے کہ یہ بیابان ہے۔ اور ساتھ والی وے ہے نیز ... اس میں کوئی تہیں ہے تو یہ کام کیسے ہوگا۔ لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر نہیں پکانا تو میں شروع کر دیتا ہوں، آپ لوگ سیر وغیرہ کر کے آئیں۔ یا تو مجھے سیر کا موقع دیں اور یا آپ لوگ خود سیر کریں۔ خیر ہم بیٹھ گئے۔ میں، میاں فرید احمد صاحب، کمال یوسف صاحب اور وہاں کے جو دوست تھے۔ وہاں ہم نے اکٹھے انڈے پکائے۔ اور حضرت صاحب وہاں بیٹھ گئے۔ مستورات کے لئے علیحدہ انتظام کر دیا کہ دائیں طرف بیٹھ جائیں اور حضرت صاحب وہاں بیٹھ گئے اور ہم نے وہاں کھانا کھایا۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا۔ خود اپنے ہاتھ سے پکایا اور کتنا اچھا کھانا ہے پکنک بھی ہو گئی اور کھانا بھی کھا لیا۔ سستا بھی ہے ہر لحاظ سے۔ میں نے کہا کہ اصل بات تو یہ ہے کہ سستے میں کھانا مل گیا ہے۔ فرمانے لگے کہ خیر جو بھی سمجھو۔ میرا جو مدعا تھا وہ حل ہو گیا۔ اس کو آئندہ جو ہے وہ یاد رکھو۔

یا مثلاً دوکانوں پہ شاپنگ کے لئے جانا ہوتا تو اکثر ایسے ہوتا کہ حضور ملاقات کے بعد فارغ ہوتے اور نماز میں ابھی آدھ گھنٹہ باقی ہوتا تو فرماتے کہ جلدی جلدی موٹر میں بیٹھو دوکان میں جانا ہے۔ ہم اس طرح نہیں کر سکتے۔ ہمارے نفس بھی اس طرح نہیں مانتے۔ ہم وقت مقرر کرتے ہیں کہ عصر کے بعد چلیں گے۔ دو دن پہلے طے کرتے ہیں اس بات کو کہ فلاں دن شاپنگ کے لئے جانا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس قسم کا نہیں اگر اسی طرح کیا جائے تو زندگی میں بہت کم کام ہے جو ہم کریں گے۔ ہمارے لئے کام بہت زیادہ مقرر ہوا ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی وقت ملتا ہے اُس سے فائدہ اٹھاؤ جس قسم کا بھی ہو ٹھیک ہے۔ ملاقات نہیں ہے تو چلے گئے کسی کے گھر جنہوں نے خواہش ظاہر کی کہ حضور ہمارے گھر پہلے تشریف لاتے تھے۔ آپ آئیں اُسی وقت چلے گئے۔ ادھر یہ پروگرام بنانا ہم نے۔ ایک دفعہ میں نے کہا کہ اب چار گھر میں نہیں جایا جا سکتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں کتنی دیر میں ہو کر آئیں گے۔ میں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ ایک، کہنے لگے کہ چلو یہی صحیح کہ ایک کے گھر چلے جائیں گے وہ تو کم ہو جائے گا۔

اس لحاظ سے جو زندگی ہے وہ حضور بسر کرتے ہیں، تو جہاں بھی گئے وہاں یہ لوگوں کو بھی کہا کہ تکلف سے بالا تر زندگی جو ہے بسر کرو۔ تکلف میں پڑنے کی وجہ سے بعض دفعہ یہاں بھی ہم لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ آج کی افطاری میں دوست ایک دوسرے کو بلاتے ہیں یا ہمارے آپس کا میل جول کم ہو چکا ہے دعوتیں وغیرہ ہم کم کرتے ہیں۔ گزشتہ ایک سال سے میں خدام الاحمدیہ کو ان باتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس اب رقم جو ہے وہ وافر مقدار میں ہے یا زیادہ ہے۔ اس لئے FORMALITIES زیادہ کرنی چاہیئے۔ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ دنیا بھی تو اپنی FORMALITIES میں آگے بڑھ چکی ہے۔ دس چیزیں نہ ہوں تو ہماری دعوت نہیں ہوتی۔ حالانکہ آپ نے کوئی اشیاء کی دعوت کرنی ہے۔ گوشت کی دعوت کرنی ہے۔ دال کی آپ نے دعوت کرنی ہے۔ مرغی کی آپ نے دعوت کرنی ہے۔ مٹھائی کی آپ نے دعوت کرنی ہے۔ آپ نے تو عزت افزائی کرنی ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی کا خیال رکھو اور جب شوربہ پکے تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تصور تھا یہ۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ دعوت کا مطلب یہ ہے کہ وافر مقدار میں چیزیں رکھی جائیں تو وافر مقدار میں چیزیں ہم مہیا بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس چیز سے ہم محروم رہ جاتے ہیں۔

طریق کار زندگی کا وہ تکلف سے بالا بنائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و ما انا من المتکلفین تکلف سے بالا تر میری زندگی ہے۔ آپ نے عزت افزائی کرنی ہے کسی کی۔ پھر عزت افزائی اس شخص کی نہ ہوئی۔ اس فرد کی نہ ہوئی، عزت افزائی ان چیزوں کی ہوئی۔ جو آپ کے پاس ہیں۔ آپ کے پاس کیا ہے دنیا کے پاس بہت زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے، تو ان باتوں کو بھولئے نہیں۔ جو اصولی بات ہے۔ اس کو اگر بھلا دیں تو ہم تکلیف میں پڑیں گے۔ پھر ہمارے اندر وہ چیز نہیں ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ آج مثلاً افطاری کے لئے بلائیں تو شربت ہونا چاہیئے۔ پھل ہونا چاہیئے۔ پانچ چھ چیزیں جب تک نہ ہوں تب تک افطاری نہیں۔ حضرت صاحب نے خود یہ فرمایا۔ کہ اگر آپ نے افطاری پہ بلانا ہے تو ایک کھجور اور پانی سے بھی افطاری ہو سکتی ہے۔ ثواب ہی حاصل کرنا ہے۔ ہاں آگے جس مہمان کو آپ بلائیں اس کی مرضی ہے کہ اچھا خیال کرے یا برا خیال کرے اس سے آپ کو کوئی غرض نہیں۔ میں ایک ایسی دعوت کو جانتا ہوں کہ مجبور کرا کرا کے ان کو ایک بڑے ہوٹل میں۔ پھر انہوں نے دعوت کھائی اور انہوں نے اس کے لئے ایک خاصی رقم خرچ کی اور چھ مہینے تک گالیاں دیتے رہے کہ اتنا خرچہ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ ایسے مہمان کو دعوت ہی کیوں دی۔ اور مہمان بھی عجیب ہے فلاں جگہ پہ بیٹھ کے ہی کھانا اور فلاں چیز کھانا۔ پھر ہم کھائیں گے۔ یعنی اسلام سے اور جتنی اسلام کی اقدار اور روایات ہیں ان سے جتنی دور ہم نکل جائیں گے اتنی ہی تکلیف میں ہم اپنے آپ کو ڈالیں گے۔ SIMPL LIFE. سادہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔ تحریک جدید کے مطالبات سادہ زندگی کے ہیں۔ بعض دفعہ بعض دوست جہالت کی وجہ سے کم علمی کی وجہ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اب اللہ کا فضل ہے ہمارے پاس ہر چیز ہے۔

تو ہم تو اس دنیا میں رہتے ہیں نا۔ اس دنیا کی چیزوں

کی قیمت بھی اتنی زیادہ بڑھ چکی ہے کہ اگر ہمارے پاس پہلے ایک سو روپیہ ہوتا تھا تو چیزوں کی قیمت پانچ روپیہ۔ اب اگر ایک ہزار روپیہ ہے تو چیزوں کی قیمت پانچ سو۔ یہ بھی تو دیکھیں۔ اس حصّہ پر غور کر کے پھر اپنی زندگی کو۔ ویسے بھی احمدی کی زندگی سادہ ہونی چاہیئے۔ جس کا تقاضا حضرت مصلح موعودؓ نے کیا تھا اور جس کا تقاضا اب امام وقت ہم سے کرتے ہیں۔

دیکھئے بات یہ ہے کہ عمل صالح وہی ہے جو امام وقت کر کے دکھائے۔ اگر اس پر ہم نہیں چلیں گے تو ہم قیامِ خلافت کے جو اغراض و مقاصد ہیں ان کو ہم پورا کرنے والے نہیں بنیں گے۔ اس لئے جس طریق پہ حضرت صاحب چلتے ہیں اور جو چاہتے ہیں۔ اس طریق پر ہم چلیں۔ اور اس کو اپنائیں ہر وقت۔

پھر عبادات میں شغف جو حضرت صاحب کا ہے وہ آپ کے خلیفہ بننے سے پہلے بھی آپ دوستوں نے دیکھا۔ مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے باتیں کرتے ہوئے غرض ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول کا جتنا بھی ذکر ہے وہ حضرت صاحب کی زبان پہ جاری رہتا تھا۔ اب بھی نماز پڑھتے ہیں تو تضرع خشوع اور خضوع سے۔ یعنی ہمارے احمدی دوستوں کے جو انگریز دوست ہیں۔ کئی ساروں کو نماز پر حاضر ہوتے ہوئے دیکھا اور ایک سے میں نے پوچھا کہ یہ کیوں آجاتے ہیں۔ کہتے کہ حضرت صاحب جو تلاوت کرتے ہیں اس چیز کو سننے کے لئے آتے ہیں کتنے شغف سے سجدہ میں جانا اور رکوع میں جانا، تکبیرات کہنا، یعنی دل سے جو آواز اُٹھے وہ کیوں نہ اثر کرے۔ ہر چیز میں یہ اثر ہوتا ہے۔ پھر آپ فرماتے تھے کہ تہجد میں اُٹھا کرو صبح۔

میں نے کہا کہ کبھی ایک بجے کبھی ڈیڑھ بجے کبھی دو بجے آپ دفتر سے چھٹی کرتے ہیں تو فرمانے لگے۔ اس دُنیا میں رہتے ہوئے ہمیں اسی طرح کام کرنا ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے بھی زیادہ کام کیا کرتے تھے۔ تبھی تو حضرت عائشہؓ نے یہ گواہی دی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نمازیں اس لحاظ سے پڑھا کرتے تھے کہ آپ کا پاؤں جو ہے وہ سوج جاتا تھا تو جب تک عبادت میں لگن اور شغف جو ہے ہم پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک خلیفۂ وقت کی جو منشاء ہے وہ ہم پورا کرنے والے نہیں بنیں گے۔ اس لئے میں آپ سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ احمدی نوجوانوں کو عبادت میں دل لگا کر دلچسپی کے ساتھ عبادت جو ہے وہ کرنی چاہیئے۔ پھر ایک عجیب بات، حضور سے جو لوگ ملاقات کیا کرتے تھے۔ ہر ایک سے حضور پوچھتے تھے بچے کتنے ہیں؟ کون کون سی کلاس میں پڑھتے ہیں؟ اس پر اگر کوئی کہتا کہ حضور معمولی پوسٹ ہے تو حضرت صاحب فرماتے کہ آپ مجھے خط لکھ دیں یا یاد دلا دیں میں فلاں آدمی سے پوچھوں گا کہ کس ملک میں کہاں اچھی نوکری مل سکتی ہے۔ اتنی شفقت تو ہمارے ماں باپ بھی نہیں کرتے اور یہ ایک دن کی بات نہیں روز مرّہ کی بات ہے۔ دینی معاملات میں تو ہے ہی دُنیاوی معاملات میں بھی کہ کہاں جا کے آپ تجارت جو ہے اچھی کر سکتے ہیں کس مُلک میں جائیں تو آپ کے لئے راستہ کھُلا ہے۔ اچھا کام آپ کو مل جائے گا۔ انہی باتوں کو بھی حضور لوگوں سے DISCUSS کیا کرتے تھے۔ راہنمائی کیا کرتے تھے۔ وعدہ کر کے آئے اور لوگوں کے ساتھ بھی بات کی کہ فلاں طالب علم کس یونیورسٹی میں داخل ہو تو اس کو ترقی جو ہے جلدی مل جائے یا ملازمت کے لحاظ سے سود مند

رہے گا مستقبل۔ ان چیزوں کو دیکھا کرتے تھے۔

اچھا "دین کو دنیا پر مقدم" کی صورت یہ ہے کہ جیسے ملاقات تو شروع کی حضرت صاحب نے۔ اب مثلاً دو بج گئے کھانے کے اوپر۔ کوئی توجہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ لوگ دور دور سے آتے ہیں میں پھر جا کے کھانا کھاؤں گا۔ کئی دفعہ کہا ہے کہ حضور کھانے کا وقت ہو گیا ہے کہنے لگے کہ بس ملاقات ختم ہو جائے گی یا نماز کا وقت ہو جائے گا تو نماز کے لئے میں چلا جاؤں گا۔ پھر ملاقات کر کے جتنی جلدی ہو سکے اڑھائی تین، چار بجے اکثر تو تین سے چار تک ہی دوپہر کا کھانا جو ہے ہوتا تھا۔

یعنی دنیا کو ہر لحاظ سے ترک کیا۔ ایک دفعہ ہم گئے ایک جگہ پہ سیر کے لئے تو حضرت صاحب کی کار میں قرآن شریف اور کتابیں اور ڈاک وغیرہ پڑی رہتی تھی۔ گئے تو کافی دور تھا۔ منتظمین نے ہمیں بتایا وہاں کی خدام الاحمدیہ نے ہمیں کہا کہ یہ چالیس میل کا فاصلہ ہے حالانکہ وہ تھا ستر میل۔ تو جب وہاں پہنچے تو کافی وقت ہو چکا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ اب کھانا کھا لیا جائے ہم نے کہا اچھا ہم جگہ ڈھونڈتے ہیں۔ کہنے لگے کہ جگہ ڈھونڈنے کی کیا بات ہے۔ یہیں کھا لیں۔ تو بعضوں نے کہا کہ نہیں حضور یہاں ٹھیک نہیں۔ اور بھی لوگ ہیں۔ کہنے لگے کہ اور لوگوں کو اگر دے دینا ہے تو اور بات ہے اگر خود کھانا ہے تو کھا لیں۔ انہوں نے اوّل نمبر تو، دیکھنا ہی نہیں باہر کے لوگ اس طرح کے نہیں کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھیں دوسروں کی طرف لیکن اگر دیکھیں بھی تو حرج کیا ہے۔ تو میں نے کہا اچھا ہم جگہ دیکھتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اچھا کہاں ہے کھانا میں تو شروع کرتا ہوں اور یہ کہہ کے وہ پلیٹ پلاسٹک کے جو وہاں ہوتے ہیں وہ لے لی اور اس میں سالن خود ہی ڈال لیا اور کھانا شروع کر دیا۔ پھر سارے ہی لگ گئے کھانے۔ کہنے لگے یہ جائے گا ڈھونڈنے پھر کافی وقت لگ جائے گا۔ اور پھر تم لوگوں کو ملے گی بھی کہ نہیں ملے گی۔ بعض دفعہ یہ تکلفات FORMALITIES جو ہماری زندگی میں ہیں یہاں بھی ہیں۔ کہ فلاں جگہ پر بیٹھیں گے فلاں چیز ہمارے پاس ہو تو پھر۔ جب وہاں گئے سیر کرنے کے لئے۔ لیکن وقت چونکہ زیادہ ہو چکا تھا حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کھانا کھا چکے ہیں تو نہیں تو چار بجے ہیگ میں ملاقات کا وعدہ کر کے آیا ہوں ہم نے کہا ابھی تو ہم آئے ہیں کہنے لگے آپ نے تو نہیں ملاقات کرنی، ملاقات تو میں نے کرنی ہے میں تو چلتا ہوں چنانچہ حضور وہاں سے چل پڑے۔ میں اور چوہدری حمید اللہ صاحب آپ کے ساتھ آ گئے۔ باقی جو پارٹی تھی بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ اور دوسرے ہمارے دوست جو تھے وہ وہاں ٹھہر گئے۔ گئے تھے سیر کے لئے بڑی مشکل سے ہم لے گئے تھے کہ اتنے کام جو آپ کرتے ہیں کم از کم سیر و تفریح ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہاں تک سیر ہو گی۔ اب واپسی پر جو سیر ہے وہ ہو جائے گی۔ میں تو نہیں رہ سکتا میں۔ تو ملاقات کے لئے وقت جو ہے وہ دے چکا ہوں۔

پھر جب ہم جرمنی سے ہالینڈ آئے حضور نے فرمایا کہ صبح چھ بجے ہم نے چلنا ہے۔ گیارہ بجے پریس کانفرنس ہے تو صبح اتنی جلدی بچے تیار نہیں ہو سکتے خیر صبح ہوئی چھ بجے بجے اور وہ لوگ تیار نہیں ہوئے۔ ہو نہیں سکتے۔ بچے سو کے اٹھتے ہوں گے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ منصور خان

صاحب جو آپ کے رشتہ دار ہیں۔ منصور خانصاحب ٹھہر جائیں اور ایک اور دوست ٹھہر جائیں۔ میں تو چلتا ہوں۔ بچّوں کو اُدھر بیگم صاحبہ کو لے آئیں تو وہ وہیں رہ گئے۔ اور بعد میں آئے۔ اتنا بھی گوارا نہیں کیا حضرت صاحب نے۔ فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ پانچ منٹ لیٹ پہنچوں۔ کیوں نہ پانچ منٹ پہلے میں پہنچ جاؤں۔ لوگوں کو پریشانی نہ ہو تو ان کے لئے میں یہاں نہیں رُک سکتا کسی لحاظ سے۔ وہ دینی فرائض ہیں جن کو میں نے سرانجام دینا ہے۔ اس لئے میں تو بروقت چلتا ہوں چنانچہ حضرت صاحب کے ساتھ کچھ دوست آگئے اور کچھ رہ گئے جو ان کو لے کے آئے۔

بعض دفعہ ہمارے نفس اس لحاظ سے دھوکہ دیتے ہیں کہ جماعتی کام کرنے کے لئے جائیں گے پہلے اپنے گھر کے کام کرلیں۔ اپنے بیوی بچّوں کا کام کرلیں۔ رشتہ داروں کے کام کرلیں لیکن آپ دیکھیں کہ امامِ وقت کا عمل کیسا ہے۔ اب میں دو ایسے واقعات سُناتا ہوں وہ یہ ہیں کہ جب ناروے کی نارتھ (NORTH) میں ہم گئے تو ایک جگہ پر جہاز پر بھی ہم نے سفر کرنا تھا واپسی پر۔ وہ کوئی چالیس منٹ کا رستہ ہے تو وہاں جہاز میں ہم بیٹھے تو نارتھ میں ایک جھیل دیکھی جس کا پانی بہت ہی صاف سُتھرا تھا۔ دونوں طرف بڑے بڑے بلند پہاڑ تھے جو اس پہاڑی (ربوہ کی پہاڑی۔ ناقل) سے بھی تین گُنا ہوں گے۔ اُس سے آبشار گرتی ہے۔ ہم نے کہا کہ حضور کتنا خوبصورت منظر ہے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے پانی کو کتنا صاف رکھا ہے۔ اور ان پہاڑوں کو کتنا بلند بنایا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پانی میں پہاڑ نظر آتے ہیں اوپر سے کتنا شفاف اور صاف۔ حضرت صاحب ... ہم سب کو یہ نظارہ دکھا کے بیٹھ گئے تو میں نے کہا کہ حضور یہ دیکھیں آبشار۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب بات نہیں کر رہے۔ ایک وجد کی سی کیفیت آپ پر طاری ہے خاموش ہو کے بیٹھے ہیں ہم نے بھی سمجھا کہ حضور غور و فکر کر رہے ہیں چنانچہ خاموش ہو بیٹھے رہے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک اس کے بعد ناروے تشریف لائے یہاں حضرت صاحب نے اس قسم کا خطبہ دیا جس قسم کا خطبہ سیرِ روحانی کا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان چیزوں کو کتنا اچھا بنایا ہے۔ اس سے ہم کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس سے ہم کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ حضور کا خطبہ جو ہے وہ کیسٹ میں انشاء اللہ تعالےٰ ہمیں مل جائے گا کوشش یہ کریں گے کہ ساری مجالس کو ساری جماعت کو وہ مل جائے اور آپ وہ باتیں سُنیں حضرت صاحب نے فرمایا کہ جہاں بھی جاؤ سیر کے لئے جاؤ، جو بھی پروگرام ہو اُس میں اللہ تعالےٰ کے نشان تلاش کرو اس سے ایمان میں ترقی ہوگی تم لوگوں نے صرف یہی کہا کہ بلند پہاڑ سے آبشار گرتے ہیں۔ قدرت کی خوبصورتی اور حُسن جو ہے وہ دیکھو ان چیزوں میں بھی کسی قسم کا پایا جاتا ہے۔ بعض دفعہ انسان کو نفس دھوکہ میں ڈالتا ہے کہ ساری خوبیوں کا مالک وہی ہے۔ قدرت نے تو ہر چیز میں وہ خوبی رکھی ہوئی ہے۔ اُن کا مشاہدہ کرکے اللہ تعالےٰ کی جو عظمت ہے وہ دل میں پیدا ہوتی ہے ایمان کی زیادتی جو ہے دِل میں پیدا ہوتی ہے فرمایا کہ اس لحاظ سے غور و فکر کر کے دیکھا کرو۔ جب ہم اسپین گئے، تو سب سے پہلے مالاگا ایئرپورٹ پہنچے اور پھر میڈرڈ، میڈرڈ سے مالاگا پھر مالاگا سے بائی کار (BY CAR) ہم گئے غرناطہ دیکھنے کے لئے۔

وہاں جب گئے ہم تو ہر جگہ حکومت نے اتنا شاندار استقبال کیا حضرت صاحب کا سیکورٹی کا اتنا اچھا اعلیٰ انتظام کیا کہ ایس۔ پی (S.P) جو ہے وہ ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ آگے بھی کار پیچھے بھی کار اور جہاں بھی ہم جاتے تھے انہیں پتہ ہوتا تھا کہ راستہ میں کہاں موڑ آتا ہے تو پہلے ہی وہ پہنچ کر ٹریفک بند کر دیتے تھے اور ساتھ ساتھ پولیس کی جو گاڑی ہے وہ بھی ہر جگہ پر ساتھ رہتی محترم میر محمود احمد صاحب ہمارے استاد بھی ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں تمہیں ایک واقعہ سناؤں کہ جس میں نشان ہے جس میں نصیحت ہے۔ اللہ کے دربار میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

کہنے لگے کہ میں اور حضرت صاحب ۱۹۵۷ء میں آئے سپین دیکھنے کیلئے میڈرڈ اترے۔ اور یہاں سے ہم غرناطہ گئے۔ کہنے لگے کہ حضرت صاحب پاسپورٹ وہیں بھول گئے وہاں گئے تو پولیس آپ کو ARREST کرنے کی۔ کہنے لگے یہ وہی غرناطہ ہے۔ ایک زمانے میں پولیس نے آپ کو ARREST کیا اور یہی غرناطہ ہے جہاں خدا نے وہ نشان ظاہر کیا کہ حکومت کی طرف سے یہ انتظام ہے کہ حفاظت ہر لحاظ سے ہو۔ استقبال ہر لحاظ سے ہو۔ فرمایا اللہ کے خزانہ میں کسی چیز کی کمی نہیں جس کو چاہتا ہے وہ دیتا ہے۔

وہاں اس سفر کے دوران حضور نے جماعت کی تعلیم اور تربیت کے لئے ایک نئے طریق کار کا اظہار فرمایا اور وہ ہے ہر ملک میں شوریٰ کا انعقاد، اور شوریٰ کی ترتیب، حضرت صاحب نے فرمایا کہ شوریٰ جو ہے وہ تعلیم اور تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔ جماعت کی تربیت ہوتی ہے۔ بلکہ حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نے جماعت کو یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ اپنے بچوں کی میں اتنی دیکھ بھال نہیں کر سکتا۔ ان کی تربیت کے لئے میں اتنا وقت نہیں دے سکتا تو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے جماعت کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہ بچے شوریٰ سن سکیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میری زندگی کی بہت ساری تعلیم و تربیت شوریٰ میں ہے۔ وہاں سے میں نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ اور حضور نے فرمایا کہ یہ ایک تاریخی چیز ہے جس کا میں آغاز کرتا ہوں ناروے سے۔ وہاں شوریٰ ہوئی تھی۔ ناروے کی جماعت کوئی ساٹھ ستر افراد ہیں ہمارے وہاں۔ تو حضور نے فرمایا کہ شوریٰ اُسی طریق سے ہوگی جس طریق سے مرکز میں ہوتی ہے۔ دائیں طرف صدر انجمن کے ممبر بیٹھیں گے، بائیں طرف تحریک جدید کے بیٹھیں گے۔ اور فرمایا کہ چونکہ وقفِ جدید کے نمائندہ نہیں ہیں یہاں۔ میں ایک عرصہ تک وقفِ جدید کا کام کرتا رہا ہوں۔ لہٰذا میں اپنے آپ کو شمار کرتا ہوں۔ میرے پیچھے وقفِ جدید کا جو نمائندہ ہو اُسے شمار کریں۔ سامنے جماعت جو ہے۔ ان کو بات کرنے کا سلیقہ۔ کس طرح کی جاتی ہے۔ کیا بات کرنی چاہیئے۔ مشورہ کن چیزوں میں دینا چاہیئے۔ اور ان شوریٰ میں ہر جگہ پہ سب سے بنیادی بات جو حضور نے تربیت کی رکھی۔ تربیت پر بحث کی جائے پھر تبلیغ پر بحث کی جائے اور تبلیغ جو ہے وہ ہم کس لحاظ سے کر سکتے ہیں کیا کیا وسائل ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ ان چیزوں پر غور کریں۔ یہ بڑے دو آئٹم اور چندہ کے معاملہ میں وہ تو دوسرے نمبر پر ہے۔ اس پر حضور کا خاص زور نہیں رہا۔ صرف تجزیہ تھا۔ ان دو چیزوں پہ ہوتی تھیں شوریٰ۔ اور جب فرانکفورٹ کی شوریٰ ہوئی تو اس کی

پہلی SITTING جو ہوئی وہ چھ گھنٹے کی تھی۔ سارے کے سارے دوست زمین پر تشریف رکھتے تھے۔ حضور کے لئے کرسی تھی۔ باقی ہم لوگ نیچے بیٹھے تھے چھ گھنٹے۔ اور حضور انگریزی میں بولتے تھے اور ہدایت اللہ ہیوبش صاحب اس کا ترجمہ کرتے تھے۔ کوئی شخص نہیں اُٹھا۔ یعنی ایک آدمی نے مجھے بتایا بلکہ کئی آدمیوں نے کہ بڑی دیر سے پیشاب آیا ہوا ہے لیکن ہم اُٹھتے نہیں۔ میں نے کہا کہ اجازت لے کے چلے جائیں کہنے لگے نہیں۔ اگلی بات ختم ہو جائے گی۔ حضرت صاحب کے منہ سے ڈائریکٹ سُننا چاہتے تھے۔ کتنی اثر انداز بات ہے، کتنی اچھی بات ہے کہ وہ اُٹھتے ہی نہیں تھے۔ کتنی مؤثر بات ہے جو حضور فرماتے تھے۔

اور میں نے دیکھا کہ ہر جگہ پر سب سے زیادہ حضور کا جو طریق کار رہا وہ تبلیغ کے بارہ میں تھا کہ ہمیں تبلیغ کرنی ہے۔ دُنیا کی نجات کے لئے تبلیغ۔ ہمارے لئے مقدر کیا گیا ہے کہ ہم تبلیغ کریں تاکہ بنی نوع انسان جو ہے وہ نجات حاصل کرے۔ اگر ہم تبلیغ نہیں کریں گے تو کس طرح یہ صحیح راستے پہ آئیں گے۔ تو حضرت صاحب کی افتتاحی تقریر میں آپ نے یہ سُنا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نظم جو ہے یہی تبلیغ کے لئے بڑی صداقت کی دلیل ہے، ہمارے لئے لائحہ عمل ہے۔

بعض دفعہ ہمارے بعض نوجوان یہ کہہ دیتے ہیں اکثر یہ کہتے ہوئے میں نے سُنا ہے کہ ہمیں تو وہ دلائل نہیں آتے۔ اوّل تو آنے چاہئیں کیوں نہیں آتے، آپ نے تو ایک نبی کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا ہوا ہے جو دُنیا کی راہ نمائی کے لئے آیا تھا تو آپ کیوں نہیں دُنیا کی راہ نمائی کر سکتے۔ یقیناً آپ کے اندر وہ استعداد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غلامی میں وہ چیزیں ہمارے اندر موجود ہیں۔ صرف یہ ہے کہ بعض دفعہ ہم جھجک محسوس کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم تبلیغ کے لئے آگے نہیں بڑھتے۔ لیکن اب ہمیں آگے بڑھنا ہوگا۔ حضرت صاحب ہم سے یہ چاہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے وہاں بھی یہ بات کہی کہ ہم مظلوم بنیں گے لیکن ظالم نہیں بنیں گے۔

خدا تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دینِ اسلام کے سورج کو ابھرتے دیکھا

میرے محبوب کو جس دَر سے گزرتے دیکھا
ہم نے اُس دَر کے مقدّر کو سنورتے دیکھا

آپ کی نصرت و تائید کی خاطر ہر جا
چشمِ بینا نے فرشتوں کو اُترتے دیکھا

آپ کے زیرِ قدم کوہ و دمن شام و سحر
اس طرح ہم نے سفر آپ کو کرتے دیکھا

ہر جگہ آپ نے پیغام محبّت کا دیا
ہم نے ہر قوم کو دَم آپ کا بھرتے دیکھا

آنکھ کی برقِ غضب پیار کے سانچے میں ڈھلی
لحنِ داؤد کو ہر دل میں اُترتے دیکھا

آپ نے بخشا خزاؤں کو بہاروں کا لباس
رنگِ گلشن دمِ گفتار نکھرتے دیکھا

نفرتیں صدیوں پرانی تھیں وہ سب دُور ہوئیں
چڑھتے دریاؤں کو پھر ہم نے اُترتے دیکھا

اہلِ یورپ نے "بشارت" کے حسیں چہرے سے
دینِ اسلام کے سورج کو ابھرتے دیکھا

کامراں آئے جو شبّیر ہمارے آقا
فرش رہ دیدہ و دلِ سب کو ہی کرتے دیکھا

چوہدری شبیر احمد
ربوہ

حضور کا دورۂ مغرب ۱۹۸۲ء

(مکرم محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ)

حضرت اقدس کا یہ سفر ایک خاص الٰہی سکیم کے تحت تھا. جس کی بنیاد ۱۹۷۰ء میں رکھی گئی تھی. مئی ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ مغربی ممالک کا دورہ فرماتے ہوئے سپین بھی تشریف لے گئے. حضور ۲۵ مئی ۱۹۷۰ء کو لندن سے سپین جانے کے لئے روانہ ہوئے یہ سفر ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن سے سپین کے دارالخلافہ میڈرڈ تک دو اڑھائی گھنٹے کا تھا. مکرم امام بشیر احمد صاحب رفیق حضور کے ہمراہ تھے.

حضور کے ارشاد کے مطابق جونہی یہ سفر شروع ہوا دل میں ایک اضطرار اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی مسلمانوں کی شوکت رفتہ اور عظمت پارینہ کا تصور کر کے اور پھر اُن کے المناک اور عبرت ناک انجام کا خیال کر کے دل خون کے آنسو رو رہا تھا. اور ایک شدید درد و غم کی وجہ سے طبیعت پر ایک محویت کا عالم طاری تھا. اسی حالت میں حضور کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ

"رفیق! مجھے تو طارق کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دے رہی ہے کیا تمہیں بھی سنائی دے رہی ہے!"

سرزمین سپین پر قدم رکھا تو وہ تمام آثارِ قدیمہ جن کی شان و شوکت کو دیکھنے کے لئے ساری دنیا سے ہی لوگ آتے ہیں نظروں کے سامنے آئے اور پھر قلعے، محلات، یونیورسٹیاں، دربارِ عام اور دربارِ خاص کی پُرشوکت عمارتیں سامنے آئیں اور ان پر کندہ قرآنی آیات نے اس درد کو آن واحد میں سامنے لا کھڑا کیا. اور پھر یہ احساس درد و غم کا اپنے انتہائی عروج کو پہنچا. اس خیال سے کہ کس طرح یہ ملک اسلام کی شان و شوکت کا ایک نشان تھا اور کس طرح سے تمام یورپ ہی یہاں سے علم و تہذیب کا نُور حاصل کرتا تھا اور اَب یہ وقت ہے کہ یہاں مسلمان ڈھونڈے سے نہیں ملتا. ساتھ ہی اس خیال نے کہ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ سے تمام اقوام عالم حلقہ بگوش اسلام ہوں. ان کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور فرمانبردار بنایا جائے گا. اس کام کے لئے ہمارے پاس نہ تو وسائل ہیں نہ جتھہ اور نہ ہی دیگر ذرائع ہمیں میسر ہیں. اپنی کمزوری اور بے بسی سامنے آئی اور اس نے ایسی بے قراری اور تڑپ پیدا کی کہ ایک رات تو حضور پوری شب کروٹیں لیتے رہے اور ساری رات ہی اللہ کے حضور متضرعانہ دعائیں کرتے رہے. صبح کے وقت حضور انور پر ایک غنودگی سی طاری ہوئی اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے :-

مَن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ
اِنّ اللہ بالغ امرہٖ قد جعل
اللہ لکلّ شیئٍ قدرا. جو شخص اللہ تعالیٰ
پر توکل کرتا ہے اسے دوسرے ذرائع کی
ضرورت ہی نہیں رہتی. وہی اس کے لئے

کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو پورا کریگا
اور جب وہ وقت آئے گا تو ایسا ہو جائیگا۔"

عجیب الٰہی تصرفات ہیں کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ
سپین میں ایک تبدیلی رونما ہونی شروع ہوئی جس ملک میں
مبلغ اسلام (مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر) کو اسلام کے حق
میں بات کرنے کی اجازت نہ تھی اور بعض اوقات تو پولیس انہیں
ملک بدر کرنے کے درپے ہو جاتی تھی اور چھوٹی سی مسجد میں
بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ وہاں آہستہ آہستہ
اسلام کی تبلیغ کا کام شروع ہوا۔ گورنمنٹ کی تمام پابندیاں
ختم ہو گئیں اور حضور کے ارشاد کے تحت ایک نہایت ہی موزوں
جگہ تعمیر مسجد کے لئے خرید لی گئی۔ اور پھر وہ مبارک ساعت آئی
جب ۱۹۸۰ء میں حضور انور اس مسجد کی بنیاد رکھنے کے لئے
تشریف لے گئے۔ ۹-۱۰-۸۰ کو حضور قرطبہ پہنچے اور
وہاں سے بیس میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ جو پیدرو آباد کے
نام سے موسوم ہے پہنچے جہاں آپ نے مسجد کی بنیاد ۹-۱۰-۸۰
کو رکھی۔

مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی اور ۱۹۸۲ء کے اوائل میں مسجد
مکمل ہو گئی۔ حضور نے اس مسجد کے افتتاح کے لئے ۱۰ ستمبر کی
تاریخ مقرر فرمائی اور تمام ممالک میں تمام جماعتوں کو اس کی
اطلاع دے دی۔

اسی سفر کی تیاری کے لئے حضور اسلام آباد تشریف لے
گئے۔ جہاں قافلہ کے ممبران کے لئے پاسپورٹ اور ویزوں کا انتظام
کیا گیا اور ٹکٹ بھی خرید لئے گئے۔

اسی دوران اسلام آباد میں حضور پر نماز کے دوران
دل کا شدید حملہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے کئی ماہ کے لئے مکمل آرام کرنے
کا مشورہ دیا۔ اس بیماری میں ہی حضور نے فرمایا کہ
"مسجد کا افتتاح اسی تاریخ کو ہوگا خواہ
کسی کے ہاتھ سے ہو۔"

وہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ، فدائی اسلام اور عاشقِ رسولؐ
جس نے لاکھوں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور کیا تھا،
ہزاروں اور لاکھوں فدائیوں کو غمزدہ چھوڑ کر خود اپنے مولائے حقیقی
سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پھر مسندِ خلافت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ کے ماتحت
حضور انور کے عاشقِ صادق حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
کو متمکن فرمایا۔ حضور کے اُس ارشاد کی تعمیل میں آپ نے اس
دورہ کا پروگرام مرتب فرمایا۔

الٰہی سلسلوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تقدیر وابستہ ہوتی ہے۔
اور اس کی عجیب در عجیب حکمتیں ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ یہ دورہ
اس لحاظ سے بھی بڑی ہی اہمیت کا حامل ہے اور اس دورہ میں
اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکتیں اور تائیدات شاملِ حال رہیں۔

تمام دنیا کی جماعتیں ہی غم سے نڈھال تھیں اور یورپ
میں تو خاص طور پر جہاں کہ غلبۂ اسلام کی مختلف تحریکیں جاری تھیں
اُس محبوب آقا کی جدائی نے احباب کو بے حال کر رکھا تھا۔ انہیں خوف
سے نکال کر امن کی پُر امید فضا میں متمکن کرنا بھی ایک اہم ذمہ داری
تھی گو خدا تعالیٰ نے مختلف ممالک میں مختلف احباب کو رؤیا صالحہ اور
کشوف کے ذریعے نئے امام کی خوشخبریوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ اس
لئے وہ دل بے قرار کہ چشم براہ تھے اور اُن کی تمنا یہ تھی کہ

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نوبہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

حضور کے حالیہ دورہ میں مختلف احباب کو ممبران قافلہ

ملنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ قافلہ جو ۸ ؍ جولائی کو دیارِ غیر میں شمع حق جلانے کا ارادہ لئے ہوئے چلا اس میں قافلہ کے روحِ رواں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب بحیثیت پرائیویٹ سیکرٹری۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر روزنامہ "الفضل"۔ مکرم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور مکرم بہادر شیر صاحب نگران حفاظت اپنے عہدوں اور مقام کے لحاظ سے شامل کارواں تھے جبکہ خاکسار ایک ادنیٰ چاکر اور غلام کی حیثیت سے شامل تھا۔ حضور کا سب سے پہلا خطاب لاہور میں تھا کیونکہ مختلف علاقوں سے احباب جماعت کثیر تعداد میں اپنے آقا کو الوداع کہنے جمع ہوئے تھے۔

حضور کی عجیب کیفیت تھی ایک توجہ کا عالم طاری تھا اور ایک غیر معمولی چمک اور نور چہرے پر عیاں تھا۔ حضرت اقدس کی جدائی کا غم اور اپنی ذمہ داریوں کے احساس نے ایک عجیب محویت طاری کی ہوئی تھی اور دیکھنے والا یہ خیال کرتا تھا کہ آپ کسی دوسرے عالم میں ہیں۔

ع۔ رازہے انساں کا دل اور غم انکشافِ راز

کاشف اسرار کے رنگ میں حضور نے یہ خطاب فرمایا اور سورۃ آلِ عمران کی آخری آیات

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ
لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ
اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ
وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا
بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ
مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ؕ
وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ
اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ
لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ
فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا
وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ
وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ
لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

تلاوت فرمائیں جن کا ملخص یہ تھا کہ کائنات کے اسرار سے ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت پیش کیا جائے گا اور نبوت اور الہام کے ذریعہ سے اہلِ مغرب پر خدا تعالےٰ کے وجود کو ثابت کیا جائے گا۔

حضور نے کراچی دو دن قیام فرمایا اور احباب و خواتین کو خطاب سے نوازا۔ ہر دوست پر یہ عیاں تھا کہ اب یہ وجود چند ماہ قبل والا وجود نہیں کیونکہ اب اس مبارک وجود کی گفتگو، حرکات اور تکلم میں اللہ تعالےٰ نے اپنے نور کی برکتیں رکھ دی ہیں۔ اور بعض دوستوں نے علی الاعلان اس کا اظہار بھی کیا۔

اس دورہ میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جس مجلس میں بھی اور جس موقع پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر آتا تو حضور انور کی آنکھیں چھلک پڑتیں اور طبیعت بھرّا جاتی۔ ناروے کا واقعہ ہے کہ ایک دن شہروں سے دُور

پہاڑوں کے دامن میں حضور نے نماز پڑھائی تو دوران نماز آپ کی ہچکی بندھ گئی۔ بعد از نماز فرمایا کہ مجھے حضرت اقدس یاد آگئے تھے۔ یہ کیفیت تقریباً ہر ملک میں پیدا ہوتی رہی جس پر یہ شعر صادق آتا ہے کہ ؎

میری طرح نہ اک دن ابر بہار رویا
وہ ایک بار رویا میں بار بار رویا

ناروے پہلا ملک ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے وجود باجود سے برکت بخشی اور اُس دن اِس ملک کی حسین وادیاں، پہاڑ، سبزہ زار، جنگلات اور سمندر کچھ زیادہ ہی دل کش دکھائی دیئے۔ جیسے وہ بھی فرطِ مسرّت سے جھوم رہے ہوں اور آنے والے معزز مہمان کو خوش آمدید کہہ رہے ہوں۔ تاہم ان تمام خوشیوں میں سوز و غم کی آمیزش برابر شامل رہی۔ اور اس طرح یہ دَورہ مسرت و غم کی ملی جلی کیفیتوں کے ساتھ شروع ہوا۔

کراچی سے روانہ ہو کر دوسرے دن آپ نے ناروے میں ورود فرمایا اور وہاں سے دَورۂ یورپ کا آغاز ہوا۔

یُوں تو مُسلم دانشور، مفکر، عالم، راہنما اور سفیر حضرات سب کے سب ہی یورپ جاتے ہیں مگر ان کا منتہائے مقصود صرف اور صرف مُسلم سیاست، اقتصادیات اور مادّی ترقی تک محدود ہوتا ہے مگر یہ سفرِ مغرب عجیب، منفرد اور ممتاز شان کا حامل تھا۔ جو خالصتاً دینِ اسلام کی اشاعت اور سیرت حضرت خیرالانام صلے اللہ علیہ وسلّم کی کماحقہٗ شان کو ظاہر کرنے کیلئے اختیار کیا گیا تھا۔ گویا اس سفر کی غرض وغایت قرآنی آیت دین الحقّ لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ تھی۔

اس لئے ہر مُلک میں ہی پریس کانفرنسوں میں صحافیوں، مدبروں اور مفکروں کو خطاب کرنے کے علاوہ مغربی سکالرز کو فرداً فرداً بھی حضور حقانیت اسلام سے آگاہ فرماتے رہے۔ سوال وجواب کی مجالس منعقد ہوتی تھیں، احباب جماعت سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں ہوتیں اور حضور انور تنہا اس بوجھ کو بڑی بشاشت سے اٹھائے ہوئے تھے۔

اسی دَورہ میں ہر مُلک میں ہی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقد ہوئے، مختلف مراکز کا افتتاح عمل میں آیا اور سب سے اہم مسجد بشارت سپین کے افتتاح کی تقریب کا بخیر و خوبی انجام پذیر ہونا تھا۔

تقریباً ہر ملک میں ہی حضور سے درج ذیل یکساں نوعیت کے سوال کئے گئے جن کا حضور نے بڑے ہی لطیف پیرایہ میں پُرمغز اور مدلّل جواب دیا۔

سوالات :-

۱۔ آپ کے فرقہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس میں اور دوسرے فرقوں میں کیا فرق ہے؟
۲۔ آپ کونسا اسلام پیش کرتے ہیں؟ خمینی اسلام یا سعودی اسلام؟
۳۔ کیا آپ حکومت چاہتے ہیں اور بذریعہ اقتدار اسلام کو غالب کرنا چاہتے ہیں؟
۴۔ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے؟
۵۔ کیا پردہ عورت کی ترقی، فرائض اور آزادی میں حائل نہیں ہے؟
۶۔ آپ کی تعداد کتنی ہے۔ آپ کو آپ کے اپنے ملک میں غیر مُسلم قرار دیا جا چکا ہے؟

خُدا تعالےٰ کے عجیب تصرفات اور تائیدات ہیں کہ ہر موقع پر

ہی اس تقریب کے شرکاء گہرا اثر لیتے رہے۔ اور سب منکرین اور دانشور آپ کے جامع اور مدلّل خطاب کے بعد مطمئن دکھائی دیتے اور کسی مسئلہ کے متعلق تشنگی باقی نہ رہتی تھی۔

بعض صحافی تو لاجواب ہو کر اور تسلی پا کر کہتے کہ اس اسلام کا جو حضور پیش کر رہے ہیں مستقبل روشن ہے۔ بعض منکرین یہاں تک اظہار کرتے کہ آج ہمیں مذہب کی حقیقت معلوم ہوئی ہے۔ سائنسدان اور طبعی علوم کے ماہر مزید جستجو کی خواہش کا اظہار کرتے۔ خاص طور پر عیسائی رہنما اور پادری تو بالکل ہی مبہوت اور ششدر ہو جاتے تھے۔ اور یہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید و نصرت کا آئینہ دار ہوتا تھا۔

جوابات :-

آپ کے فرقہ کی حقیقت کیا ہے ؟

جواب:- عیسائی بھی مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے منتظر ہیں اور مسلمان بھی آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر ایمان رکھتے ہیں مگر احمدی مسلمان کہتے ہیں کہ وہ مسیحا جس کی دُنیا منتظر ہے آچکے ہیں۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ ہیں۔

عیسائیوں کا خیال ہے کہ مسیح صلیب پر وفات پا گئے اور مسلمانوں کا خیال ہے کہ آپ آسمان پر زندہ اُٹھائے گئے مگر ہمارا ایمان ہے کہ آپ دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں۔

دراصل مذہبی دُنیا میں جب استعارہ کو ظاہر پر محمول کیا گیا ساری خرابی اسی وقت پیدا ہوئی ہے۔ مثلاً بائیبل میں ہے کہ جب مسیح علیہ السلام آئے اور انہوں نے دعویٰ کیا تو یہودیوں نے کہا کہ تو کیسے مامور ہو سکتا ہے ؟ تجھ سے پہلے تو یحییٰ نے آسمان سے اُترنا تھا۔ تو مسیح علیہ السلام نے جواباً فرمایا کہ کوئی اس آسمان سے نہیں اُترتا۔ آنے والا تو آچکا اور وہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے۔ اور اسی کا وعدہ دیا گیا تھا۔ نیز حضور ایسے وقت تفصیلاً واقعہ صلیب پر روشنی ڈالتے کہ کس طرح حضرت مسیح صلیب پر سے نیم مُردہ حالت میں اُتارے گئے اور زندگی نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا اور کس طرح آپ کو آپ کے عقیدتمندوں نے حاصل کر کے مرہم آپ کے زخموں پر لگایا جو آج بھی طب کی کتابوں میں "مرہم عیسیٰ" کے نام سے درج ہے اور پھر واقعہ صلیب کے بعد آپ حواریوں کو چھپ کر ملتے رہے اور بالآخر گُم شدہ بھیڑوں (اسرائیلی قبائل) کی تلاش میں مشرق کا سفر اختیار کیا جو ایران، تبت اور ہندوستان وغیرہ میں آباد تھے اور بالآخر اپنے مشن کی تکمیل کے بعد ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پا کر خانیار محلہ سری نگر کشمیر میں مدفون ہوئے جہاں آج تک آپ کا مزار ہے اور اس کی تصدیق جدید ریسرچ اور پرانی ہندو تاریخ سے بھی ہوتی ہے۔ نیز کفن مسیح پر جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کپڑے میں لپٹا ہوا وجود زندہ تھا نہ کہ مُردہ۔ اور صلیب اس کی ہڈیاں نہ توڑ سکی اور وہ شخص صلیب سے زندہ بچ کر صلیب کو توڑ گیا۔

اس مفصّل خطاب کو سُن کر عیسائی مدبّرین اور منکرین حیران ہو جاتے اور بالکل لاجواب ہو کر رہ جاتے تھے اور ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اور علم کلام کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی کہ کس طرح آپ نے "یکسر الصلیب" کے حکم نبویؐ کی تعمیل فرمائی ہے کہ مخالف کو دَم مارنے کی مجال نہیں رہی۔

یہ سوال بھی بار بار ہوا کہ آپ کس اسلام کو REPRESENT کرتے ہیں ؟ ایران والا اسلام یا دوسرے

مُسلم ممالک کا اسلام ؟ ان کا اشارہ دراصل ان اسلامی ممالک کی طرف ہوتا جو ان کے خیال میں اسلام کے نام پر مظالم کر رہے ہیں اور انہیں آزادئ ضمیر جیسی کسی چیز کا احساس تک نہیں۔

اس کا جواب بھی حضور نہایت لطیف اور جامع دیتے کہ دیکھیں! ہم تو وہی اسلام پیش کرتے ہیں جو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے پیش کیا۔ اور جو آج بھی اپنی اصل حالت میں قرآن مجید میں موجود ہے کسی مسلمان کے طرزِ عمل کے ہم ذمہ دار نہیں۔ مثال کے طور پر عیسائیت کے نام پر اتنے مظالم کئے گئے کہ انسانی ضمیر اور تہذیب کو آج ان کا ذکر سن کر بھی شرم آتی ہے۔ کس طرح ایک عیسائی نے پانچ ہزار عورتوں کو جادُو گری کا الزام دے کر زندہ جلوا دیا مگر اس میں عیسائیت قصوروار نہیں اور نہ ہی عیسائیت کی یہ تعلیم تھی ایسے ہی آج کی صورت حال ہے۔

مغربی مستشرقین کا ایک مایۂ ناز سوال یہ ہوتا کہ اسلام میں عورت آزاد نہیں اور پردے کی وجہ سے عورت کی ترقی میں تعطل واقع ہے اور جبراً دھکیل کر ہمیں سینکڑوں سال پرانی پابندیوں میں لے جایا جاتا ہے؟ یہ سوال بڑے زعم، اعتماد اور طمطراق سے وہ پوچھتے تھے اور ان کے خیال میں یہ ایک لاجواب سوال ہوتا جس کا جواب کسی سے نہ بن پڑے گا۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں ان کا یہ سوال حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا اور ان کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے۔

اس سوال کے جواب میں بھی خدا تعالےٰ کی عجیب نصرت شامل حال ہوتی کہ ہر سامع کا چہرہ مطمئن اور سرِ خم نظر آتا اور جب مجلس ختم ہوتی تو اُن کی زبان سے بے ساختہ یہ اظہار ہوتا کہ کاش! ہم بھی اس تعلیم سے بہرہ ور ہو سکیں اور اس کو عمل جامہ پہنائیں۔

حضور فرماتے اسلام نے مرد و عورت کو بالکل مساوی حقوق دیئے ہیں اور ایک ہی سطح پہ انہیں لا کھڑا کیا ہے۔

البتہ ساخت اور کام کے لحاظ سے ذمہ داریوں میں کچھ فرق ہے۔ اور کچھ ایسی پابندیاں جو معاشرہ کو تباہی سے بچانے کے لئے عائد ہیں وہ ترقی میں روک کیسے ہو سکتی ہیں وہ تو جرائم اور بے راہ روی کو روکنے کے لئے ہیں سب سے اہم ذمہ داری تو عورت کی کُنبہ کا استحکام اور تربیتِ اولاد ہے اس لئے لامحالہ اُسے گھریلو اُمور پر زیادہ وقت دینا ہوگا اور گھریلو ترقی سے معاشرتی اور ملکی ترقی لازمی ہوگی۔ کیا اس مجموعی ترقی سے عورت کی ترقی وابستہ نہیں اور کیا یہ کم اہم ذمہ داری ہے جو اس کے شرف و عظمت کو چار چاند لگاتی ہے۔ ہاں اسلام آزادانہ مرد و عورت کے اختلاط کا زبردست مخالف ہے کیونکہ اس سے بے راہروی کی ایسی خطرناک شاہراہ نکلتی ہے کہ جس پر چل کر امن و سکون اور اخلاق کی منزل دکھائی نہیں دیتی۔ لہٰذا ایسی مثبت روک کو اُٹھا کر ہمارے معاشرہ میں کبھی بھی اخلاقی روایات اور تہذیب حتہ قائم نہیں ہو سکتی۔

مختلف ممالک میں جماعت کی تعداد کے بارہ میں سوالوں کے جواب میں آپ فرماتے جن برگزیدوں کو اللہ تعالیٰ کی تائید اور راہنمائی نے کھڑا کیا ہو وہ اسلام کے مستقبل کے متعلق کوئی وسوسہ نہیں رہنے دیتے۔ حضور فرماتے کہ "ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ایک نہایت ہی گمنام بستی میں ایک گوشہ نشین کو اللہ تعالےٰ نے مامور کھڑا کیا اور خاک سے اُٹھا کر ثریا پر پہنچا دیا یہ تمام محض اس کے فضل سے عمل میں آیا جس میں قلت و کثرت کو کچھ دخل نہیں۔ وہ ایسا وجود تھا کہ جس نے کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کی، گاؤں والے بھی اسے نہیں جانتے تھے، گھر والے روٹی دینا

بھول جاتے گویا کہ کسی شمار میں نہ تھے ایسی حالت میں آپ کو زمانہ
کے لئے نذیر و بشیر مقرر کیا گیا اور آپ نے اعلان فرمایا کہ مجھے میرے
خدا نے خبر دی ہے کہ وہ میری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائے
گا اور بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" اس اعلان
کو دنیا نے بنظر تحقیر دیکھا، مذاق کیا گیا، رشتہ داروں نے عداوت
کی، دشمنوں نے شرارت کی، دنیا والوں نے مخالفت کی اور مخالفت
کا بازار گرم ہوتا چلا گیا حتّٰی کہ آپ کو مٹانے کی تمام تدبیریں بروئے کار
لائی گئیں مگر ان تمام حوادث کے باوجود خدا تعالیٰ نے اس ایک
وجود کو اتنا بڑھایا کہ اُس کے معجزانہ انفاسِ قدسیہ سے ہزاروں
رُوحیں اس کے گرد جمع ہو گئیں جو پھیلتی اور بڑھتی چلی گئیں حتّٰی کہ
پوری روئے زمین پر چھا گئیں اور ہر ملک میں اس کے نام لیوا پیدا
ہوئے۔ جس کا نام اس کے گاؤں میں بھی نہیں جانا جاتا تھا پوری
دنیا میں اس کا نام عزت سے لینے والے وجود پیدا ہو چکے ہیں
اس لئے جو تغیر ہم نے دیکھا کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل
نہیں اور ہم غلبہ اسلام کے لئے ایسے ہی الٰہی تغیر و تصرف کے قائل
ہیں کہ الٰہی تلوار جب دلوں پر چلتی ہے تو عجیب تبدیل پیدا کرتی
ہے کہ وہ دل جو پہلے نفرت کرتا تھا اب محبت کرنے لگتا ہے۔ پس
ہم ایسے طریق سے ہی غلبہ اسلام کیلئے کوشاں ہیں کہ اہل مغرب کے
دل خدا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے فتح کئے جاویں
جو لوہے کی تلوار سے نہیں بلکہ دلائل و براہین اور معجزات کی تلواروں
سے ہوں گے۔ (انشاء اللہ)

مسجد سپین کا افتتاح جس کے لئے ۱۰ ستمبر کی تاریخ
مقرر تھی۔ اور جو اس دورہ کا اصل محرک تھا اُس کے لئے حضور
۵ تاریخ کو ہالینڈ سے میڈرڈ روانہ ہوئے اور میڈرڈ دوپہر
کے قریب پہنچے۔ پہنچتے ہی یہ محسوس ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی
خاص تقدیر جاری ہے اور خدا تعالیٰ قدم بقدم اور لحظہ بہ لحظہ
اپنی تائید اور نصرت سے نوازتا ہے۔ ہوائی اڈہ پر ہی گورنمنٹ
سپین کے افسران حفاظت اور امداد کے لئے موجود تھے جہاں
مبلغ اسلام اور پیغام اسلام کو بڑی بے توجہی کے ساتھ نظر انداز
کیا جاتا تھا وہاں امام وقت کے استقبال کے لئے گورنمنٹ کی
طرف سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ پولیس والے ہر مقام پر جہاں بھی
حضور تشریف لے جاتے پہلے ہی موجود ہوتے۔ پہلی رات قیام غرناطہ
کے الحمراء ہوٹل میں تھا۔ وہاں پولیس والوں نے مختلف سوالات
کئے کہ آپ یہاں کس مقصد کے لئے یہ اہتمام کر رہے ہیں حضور
نے فرمایا کہ اسلام پہلے طاقت کے زور سے آیا اور طاقت کے
زور سے ہی نکال دیا گیا۔ اب ہم محبت کے ذریعہ سے دلوں کو
اسلام کے لئے فتح کریں گے اور پھر اسلام یہاں سے کبھی بھی
نکالا نہیں جائے گا۔

اہل سپین کا ردّ عمل دیکھ کر کہ کس طرح انہوں نے
استقبال کیا ہے اور اپنی خوشیوں کا اظہار کیا ہے اور جس کا ذکر
اخبارات نے ان جلی سرخیوں میں کیا کہ "اہل سپین نے اسلام کیلئے اپنے
دل کھول دیئے ہیں" "دل خدا کی حمد سے بھر جاتا"۔ غرناطہ دو رات قیام فرمانے
کے بعد سات تاریخ کو حضور قرطبہ سے ہوتے ہوئے پیدرو آباد
جہاں مسجد تعمیر ہو چکی تھی اور رہائش گاہ بھی بن چکی تھی تشریف
لے گئے۔ مسجد کے افتتاح تک یہ تین دن بھی عجیب تھے۔ ان
تین دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل، نصرت اور تائید کے جو نظارے
دیکھے وہ ایک ایسے بڑے انقلاب کی نشاندہی کر رہے تھے جس کا
تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بڑے کٹر اور متعصب قسم کے لوگوں
کا یہ ملک آج بلا کسی امتیاز کے ہماری خوشیوں میں برابر کا شریک
تھا۔ ہوٹلوں میں، اڈوں پہ اور ریلوے سٹیشن پر، بازاروں

میں احباب کو دیکھ کر اہلِ سپین خوشی کے ساتھ ان کے ہمنوا بنتے ہوئے یہ الفاظ دہراتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، مسکیتا (مسجد)۔ اور بعض جگہ تو چھوٹے چھوٹے لڑکے گروپوں کی صورت میں کلمہ طیبہ پڑھتے گزرتے۔

پھر وہ مبارک ساعت آپہنچی جبکہ مسجد کا افتتاح ہونا تھا۔ یہ نظارہ شائد ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہو کہ ۴۴ ممالک کے لوگ گورے، کالے، گندمی، زرد رنگ کے، مختلف شکلوں والے اور مختلف لباسوں میں ملبوس، مختلف زبانیں بولنے والے اسلام کے جانثار اُس مسجد میں جمع ہو گئے اور وہ پروانوں کی طرح حضور کی ذات کے گرد جمع ہوتے اور حضور کے نُورِ قلب سے منوّر ہونے کی کوشش کرتے۔ جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور جمعہ کے لئے تشریف لائے۔ بیٹھے اور مؤذن نے اذان دینی شروع کی۔ اس دوران حضور پر عجیب تموّج کی کیفیت طاری تھی۔ آنکھیں چھلکنے کو تیار تھیں، چہرہ مبارک کے گرد عجیب نُور کا ہالہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک غیب در غیب بالا ہستی کی گرفت میں ہیں۔ اذان ختم ہوئی۔ الحمد للہ کے الفاظ ہی تلاوت فرمائے تھے کہ رقّت طاری ہو گئی۔ ایک اُس آقا کی جدائی کا غم دوسرا ذمہ داری کا احساس اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتوں اور فضلوں کے نزول کے احساس نے طبیعت پر قابو نہ رہنے دیا اور طبیعت غیر ہو گئی اور پھر احباب جماعت بھی سنبھل نہ سکے اور خدا کے حضور فریادوں اور گریہ نے ایک شور برپا کر دیا یہی وہ لوگ تھے جن کے دل اللہ تعالیٰ اور دینِ اسلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کی محبّت اور شان قائم کرنے کے لئے دَرد و غم سے نڈھال تھے۔ یہ بھی عجیب ہی سماں تھا جو قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

جمعہ کی نماز کے تین گھنٹے بعد رسمی جلسہ افتتاح کا منعقد ہوا۔ اس میں پانچ ہزار کے قریب لوگ جمع تھے جن میں دو ہزار کے قریب جماعت کے دوست تھے جبکہ تین ہزار کے قریب مقامی باشندے شامل تھے۔ محترم و مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب اور محترم و مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے تقاریر کیں۔ اور بعد میں حضور نے خطاب فرمایا۔ یہ کارروائی انگریزی میں تھی۔ اہلِ سپین باوجود زبان نہ جاننے کے جلسہ کے اختتام تک شوق میں منہمک خاموش بیٹھے رہے۔

افتتاح سے تیسرے دن حضور بمعہ قافلہ لنڈن تشریف لے گئے۔

سپین میں مسجد کی تعمیر بلاشُبہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا نشان تھا اور عالمِ اسلام کے کسی بادشاہ، ملک یا ادارے کو یہ توفیق نہیں ملی تھی کہ وہ سپین میں مسجد کی تعمیر اس طرح پر کریں۔

اصل مقصود تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی شان کو تمام دُنیا میں قائم کرنا اور تمام دینوں پر دینِ اسلام کو غالب کرنا ہے۔ ہر ملک میں ہی وہاں کے لوگ تعجب اور حیرت میں اور بعض دفعہ استہزاء میں یہ سوال کرتے رہے کہ آپ کی تعداد کتنی ہے۔ آپ کا مقصد کیا ہے اور بعض ان میں سے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ لوگ قابلِ التفات ہی نہیں۔ دُنیا دار انسان تو اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا مگر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور جس نے خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو نثار کر دیا ہو اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے عشق میں فنا ہو وہ کبھی نا اُمید نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر کو اسی مقام پر اپنے

فضل اور رحم سے کھڑا کیا ہے۔ اس سفر کے دوران حضور کا بابرکت وجود اسی فکر و غم میں گداز رہتا تھا اور ہر آن اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے۔ اور یہی محبت بھرے آنسو احباب جماعت میں انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہوئے حضور نے احباب جماعت کو اور وہاں کے مشنوں کو اس مقصد عظیم کے حصول کے لئے تیار کرنے کے لئے ہر ملک میں ہی مجلس مشاورت قائم فرمائی اور غلبۂ اسلام کے لئے مختلف تجاویز پر غور فرماتے ہوئے لائحہ عمل تجویز فرمایا۔ سب سے بڑی مجلس مشاورت سپین میں ہوئی جس میں چونتیس ملکوں کے نمائندے اپنے اپنے ملکوں سے اشاعت اسلام کے منصوبے جو جاری ہیں وہ لے کر آئے اور ان پر تبادلہ خیالات کر کے نئے شوق، ولولہ اور جوش و محبت کے ساتھ ان منصوبوں کی کامیابی کے لئے اپنے ملکوں کو واپس گئے۔

احباب جماعت کی تربیت کا بہت بڑا کام تھا۔ اُن کی اصلاح کے لئے اور ان کو علی وجہ البصیرت اسلام کی صداقتوں اور قرآنی تعلیم پر قائم کرنے کے لئے سوال و جواب کی مجالس ہر جگہ ہی قائم ہوتی رہیں۔

فرینکفورٹ میں ایک مجلس جس میں احباب کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی تین گھنٹے جاری رہی۔ اور اس سارے عرصے میں سوال و جواب ہوتے رہے۔ غیر از جماعت میں اور دوسرے مذاہب کے پیرو بھی اسلام کی صداقتوں اور اسلام کی شان سے بہرہ ور ہوئے۔ اس عرصہ میں انگلستان میں تین نئے مشنوں کا قیام بھی عمل میں آیا۔

سب سے بڑا ذریعہ خدا تعالیٰ کو اور اس کے دین کی صداقت کو ثابت کرنے کا وہی وجود ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ خود اس مقام پر کھڑا کرتا ہے اور یہ عظیم ذمہ داری اس پر ڈالتا ہے۔ اس کے نورانی وجود سے دُنیا کے دل بدل جاتے ہیں اور وہ قرب الٰہی کے راستوں کو اختیار کرتے ہیں۔ قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر دورۂ مغرب کے دوران ایک ایسا مینارۂ نور تھے جنہوں نے احباب جماعت کو نورِ حق سے منور کیا۔ آپ ان کی فلاح کے لئے اندھیری راتوں کو اُٹھ کر روتے تھے اور رحمتیں نچھاور کرتے چلے جاتے تھے۔ ؎

ہر کجا آبِ رواں سبزہ بود
ہر کجا اشکِ رواں رحمت بود

دراصل یہی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے دُنیا کو اک نشان کے طور پر عطا ہوتے ہیں اور وہ سورج کی طرح چمکتے ہیں۔ خدا برحق ہے مگر اس کے چہرے کے دیکھنے کا آئینہ یہی ہیں جن پر اس کے عشق کی بارشیں ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا۔ اور اس کا دوستوں نے تجربہ بھی کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس مقدس امام کے قول اور فعل، حال اور قال، عقل اور فہم ظاہر اور باطن میں ہر ایک برکت رکھی ہے۔

فرینکفورٹ میں ہی ایک دوست نے انتخاب خلافت سے چند روز قبل رؤیا میں دیکھا کہ فضائے آسمان پر "طاہر" کا لفظ لکھا ہوا ہے اور لفظ "ط" میں سے نور انتہائی تیزی سے اوپر کی طرف جا رہا ہے۔ اس کو دوران خواب یہ تفہیم ہوئی کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ ہوں گے اور آپ کے زمانہ میں ہی جماعت بڑی تیزی سے رفعتوں اور بلندیوں کو حاصل کرے گی۔ فرینکفورٹ میں بہت بڑی جماعت ہے اور یہ زیادہ تر نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ حضور کے دورہ سے قبل یہ نوجوان کچھ بدحالی میں مبتلا تھے۔ حضور کی مجالس سے مستفیض

(بقیہ صفحہ ۶۴ پر)

مسجد بشارت پیدرو آباد ہسپانیہ

جناب ثاقب زیروی

زندہ و پائندہ باد اے پیدرو آباد تُو
تیری مٹی سے ہوئی پھر نُورِ وحدت کی نمُو
قرطبہ کی شام تیری صبح کی تمہید ہے
ایسا لگتا ہے گلی کوچوں میں تیرے عید ہے
عہدِ نَو کی روشنی، ماضی کو دوہرانے لگی
یاد پھر بیتے دنوں کی دل کو گرمانے لگی
کل یہاں اُترا تھا طارق آج طاہر آیا ہے
رحمت و تائیدِ حق اپنے جلو میں لایا ہے
اِس کے سر پر رحمتوں اور نصرتوں کا سایہ ہے
یہ بشارت کی حسیں تعبیر بن کر آیا ہے
اس کا دم سب کے لیے اِس کی دُعا سب کے لیے
سایۂ شفقت ہے اِس کا اِک رِدا سب کے لیے

یہ خدا کا گھر بشارت ہے نئے اک دور کی
محو ہو جائیں گی یادیں کفر کے ہر جَور کی

یہ ہے تصویرِ محبّت، یہ ہے تنویرِ وفا
اس حسیں مسجد کی بنیادوں میں ناصر کی ضیا

اس خدا کے گھر سے نکلے گی وہ عالمتاب ضَو
ذرّہ ذرّہ جس سے بن جائیگا اک ایماں کی لَو

پھر صدائے لَا اِلٰہ گونجی فضاؤں میں تری
نغمۂ توحید بکھرا ہے ہواؤں میں تری

مدّتوں میں آج ٹوٹا ہے طلسمِ سامری
ظلمتوں میں کفر کی پھر شمعِ ایمانی جلی

چپّہ چپّہ آج تیرا نور کی تصویر ہے
جس طرف نظریں اٹھائیں صبح کی تنویر ہے

پھر خدا کے نور سے روشن ہوئی تیری جبیں
سجدہ گاہِ اہلِ ایماں بن گئی تیری زمیں

اب یہاں اتریں گی صبحیں اک نرالی شان سے
جگمگا اٹھے گا پھر ہسپانیہ ایمان سے

مسجد بشارت سپین کے اِفتتاح کا آنکھوں دیکھا حال

جنابِ مسعود احمد خاں دہلوی

مسجد بشارت سپین کے افتتاح کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنا آسان نہیں ہے کیونکہ یہ حال ہی ایسا ہے کہ جسے دیکھا تو جاسکتا تھا بیان کرنے کا یارا نہیں۔ ایسے الفاظ کہاں سے آئیں جو آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے کا حق ادا ہو سکے۔ اسے بیان کرنے لگو تو وہی حالت ہوتی ہے کہ زبان گُنگ اور قلم شکستہ۔ انسان کہے تو کیا کہے، لکھے تو کیا لکھے۔ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں جو کہا جاسکتا ہے وہ عرض کئے دیتا ہوں۔ اے کاش اصل میں نہ سہی قارئین کی نگاہ میں کچھ حق ادا ہو سکے۔

میرا خیال یہ تھا کہ انشاء اللہ العزیز افتتاح کے موقع پر دُنیا کے کونہ کونہ سے آئے ہوئے احمدی احباب تو ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے لیکن سپین جیسے کٹر کیتھولک ملک کے اصل باشندوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ بھی اس میں شریک ہو کر سپین میں اسلام کے دوبارہ غالب آنے کے ابتدائی آثار کا مشاہدہ کریں لیکن وہاں جاکر جو کچھ دیکھا وہ اس کے بالکل برعکس سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے مِن وعن پورا ہونے پر دال تھا۔ وہ پیشگوئی جیسا کہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوئ ماموریت کے ساتھ ہی اس کا اعلان فرمایا یہ ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اِس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تاکہ دلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اِس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور اُن کے اُترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دُنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم یہ سمجھنا کہ آسمان

سے کوئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر
یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں تو تم انکار
سے باز آؤ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک
ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔"
(فتح اسلام حاشیہ صفحہ ۱۷،۱۸)

سو میں آنکھوں دیکھے حال کے سلسلہ میں پہلی
اور سب سے مقدم بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسجد بشارت
سپین کے افتتاح کے مبارک موقع پر میں نے فرشتوں
کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور اہلِ سپین کے دِلوں پر
نازل ہوتی اِن آنکھوں سے ہاں ہاں اِن آنکھوں سے
خود مشاہدہ کیں۔ آسمان سے اُترنے والے یہ فوج در
فوج فرشتے ہی تھے جنہوں نے اہلِ سپین کے دلوں پر
نازل ہو کر ایسا تصرف کیا کہ ان کے دل حق کی طرف
پھرے بغیر نہ رہے۔ وہ صدیوں پُرانی دشمنی اور دلوں
کی تہہ میں بیٹھی ہوئی عداوت کو خیر باد کہہ کر خود ان کے
اپنے درمیان تعمیر ہونے والی مسلمانوں کی عبادت گاہ
یعنی مسجد بشارت کی افتتاحی تقریب میں جوق در جوق
کھنچے چلے آئے۔ فوج در فوج فرشتوں اور جوق در جوق
آنے والے ہسپانیہ کے عیسائی باشندوں کے اجتماع
سے ایک ایسا پُر کیف سماں بندھا کہ اس کی اصل کیفیت
کو بیان کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ نہ الفاظ کی
حلاوت اس کا صحیح نقشہ کھینچنے پر قادر ہو سکتی ہے اور
نہ زبان کی طلاقت۔ ہاں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ضرور سُنا سکتا ہوں باقی
اُس شعر کی روشنی میں اُس پُر کیف منظر کو آپ میں سے
ہر ایک چشمِ تصور سے خود دیکھ سکتا ہے۔ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ شعر اپنے
صادق الوعد خدائے رب العباد کے حضور ایک درد مندانہ
دعا کی شکل میں ہے۔ حضور علیہ السلام اپنے مولیٰ کے
حضور درد مندانہ اِلتجا پیش کرتے ہوئے فرماتے
ہیں ؎

اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا
پھیر دے میری طرف اے ساربان جگ کی مُہار

اُس سمے واقعی یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس قادر و توانا
ساربان نے پیدرو آباد کے اُس قطعۂ زمین پر جس پر
مسجد بشارت کی تعمیر عمل میں آئی ہے جگ کی مُہار حضور
علیہ السلام کی طرف پھیر دی ہے۔ وہی لوگ جن کے
آباء و اجداد نے آج سے پانچ سات صدیوں قبل سپین

بقیہ از صفحہ ۵۹

ہو کر ان میں انقلاب پیدا ہو گیا۔ حال ہی میں ایک دوست
وہاں سے آئے ہیں اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ واقعی یہ
ایک نمایاں نیک تبدیلی ہے جو ابھی تک قائم ہے۔

تمام یورپ کے ممالک کی جماعتوں میں اس بابرکت
دورہ سے بڑی ہی نیک تبدیلی پیدا ہوئی۔ انہیں ایک نئی
زندگی ملی۔ اور اب وہ نئے اخلاص، نئے عرفان اور نئے
جوش و ولولہ سے نیکی اور خدمت دین کی راہوں پر گامزن
ہیں اور خدا کرے کہ وہ ہمیشہ شاہراہ غلبۂ اسلام پہ آگے
سے آگے ہی بڑھتی چلی جائیں اور ساری دُنیا جلد سے جلد
محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے لگے۔ آمین

میں مسلمانوں کا صفایا کر کے وہاں سے بظاہر اسلام کا نام و نشان مٹا ڈالا تھا اُس روز مسجد بشارت کی طرف سیلِ رواں کی طرح یوں کھنچے چلے آرہے تھے کہ گویا وہ خود نہیں آرہے بلکہ کوئی غیبی طاقت ہے جو اُنہیں اِس سمت میں لئے چلی آرہی ہے۔ وہ غیبی طاقت آسمان سے نازل ہونے والے فرشتوں کی تھی جو خدائی حکم کی تعمیل میں ان کے دلوں میں اشتعالِ شوق پیدا کر کے اُنہیں مسجد بشارت کی طرف کھینچے چلے آنے پر اُبھار رہی تھی اور وہ ذوق و شوق کے عالم میں جوق در جوق اُس طرف بڑھے چلے آرہے تھے۔

قبل اِس کے کہ میں افتتاحی تقریب میں ہسپانوی باشندوں کی اِس والہانہ شرکت کا کچھ مزید حال بیان کروں میں افتتاح سے قبل کی کیفیت کے بارہ میں دو ایک باتیں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس سے فوجِ ملائک کے مخفی تصرفات کے بعض ایمان افروز مظاہر کی نشان دہی ہوتی ہے۔ یہ تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ ۱۰ ستمبر کو صبح ہی سے مشرق و مغرب کے آخری کونوں تک سے یعنی ایک طرف جزائر فجی سے لے کر دوسری طرف جزائر ٹرینیڈاڈ تک کے ملکوں کے دو ہزار احمدی احباب مسجد بشارت پہنچنے شروع ہو گئے تھے اپنے اپنے قومی لباسوں میں ملبوس ہشاش بشاش چہروں کے ساتھ ان کا جھوم جھوم کر ایک دوسرے سے گلے ملنا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینا ایک ایسا پُر کیف منظر تھا کہ جس کی یاد قلب و ذہن کے نہاں خانوں میں ہمیشہ محفوظ رہے گی اور رُوح کو سدا گرماتی رہے گی۔ بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اُس روز بہت سے ہسپانوی باشندوں کی مسجد بشارت کے احاطہ میں آمد و رفت صبح ہی سے شروع ہو گئی تھی اور بالخصوص آٹھ آٹھ، دس دس، اور بارہ بارہ سال کے ہسپانوی بچوں کی ٹولیوں نے تو وہاں گویا ڈیرہ جما لیا تھا اور وہ ملک ملک کے لوگوں کو اپنے اپنے قومی لباس میں ملبوس حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے لئے یہ منظر ایک عجوبہ سے کم نہ تھا۔ انہوں نے بھلا اِس سے پہلے کہاں افریقہ، انڈونیشیا، جاپان، ماریشس اور فجی کے لوگوں کو دیکھا تھا۔ وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر گھوم پھر رہے تھے۔ زبان کی اجنبیت مانع تھی ورنہ وہ ان اجنبیوں سے باتیں بھی کرتے سپینش بچوں کے اِس غول کو دیکھ کر انگلستان سے آئے ہوئے کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد حسین صاحب چیمہ کے دل میں ایک عجب بات القاء ہوئی۔ اُنہوں نے غالباً میڈرڈ میں رہنے والے پاکستان کے دو احمدی نوجوان بھائیوں مبارک احمد خاں اور اعجاز اللہ خاں میں سے کسی ایک کو بُلا کر کہا یہاں جو ہسپانوی بچے اِتنی تعداد میں پھر رہے ہیں ان سے ہسپانوی زبان میں کہو کہ چیمہ صاحب بعض الفاظ کہیں گے کیا تم مل کر وہ الفاظ دہراؤ گے۔ بچوں نے بخوشی اِس امر کا اظہار کیا کہ وہ ضرور دہرائیں گے بس پھر کیا تھا چیمہ صاحب نے پہلے اللہ اکبر اور پھر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہلوانا شروع کر دیا۔ چیمہ صاحب پہلے کلمہ کے الفاظ بلند آواز میں کہتے اور پھر درجنوں بچے مل کر انہیں بلند آواز سے

دُہراتے۔ ساری فضا اللہ اکبر اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آوازوں سے گونجنے لگی۔ مَیں اُس وقت مہمانوں سے بھرے ہوئے ایک کمرہ کے کونہ میں بیٹھا ذہن میں افتتاح کی رپورٹ کا خاکہ بنا رہا تھا مَیں بار بار بلند ہونے والی کلمہ طیبہ کی پُرجوش آوازوں سے یکدم چونک اُٹھا۔ صاف عیاں تھا کہ آوازیں بچوں کی ہیں۔ وہ کلمہ طیبہ اِس صحت کے ساتھ دُہرا رہے تھے کہ مجھے گمان گزرا کہ کوئی صاحب پاکستانی بچوں سے کلمہ دہروا رہے ہیں لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ اِتنی تعداد میں پاکستانی بچے یہاں آئے کیسے۔ مَیں جھپٹ کر کمرہ کے دروازے پر آیا اور باہر نکل کر یہ دیکھنا چاہا کہ یہ بچے کون ہیں۔ میری حیرت کی اِنتہا نہ رہی جب مَیں نے دیکھا کہ کلمہ طیبہ تو عیسائی ہسپانوی بچے دُہرا رہے ہیں اور دُہرا بھی رہے ہیں بڑے ذوق وشوق اور جذبہ و جوش سے۔ زیادہ حیرت اِس بات پر ہوئی کہ عربی سے یکسر نابلد ہونے کے باوجود وہ عیسائی ہسپانوی بچے بڑی صحت کے ساتھ کلمہ دُہرا رہے ہیں۔ اِس سے مجھے احساس ہوًا کہ سپین کے اِسلامی دَور کے زمانہ سے ہی عربی ان کے خون میں رچی ہوئی ہے۔ اِسلام سے انہیں روشناس کرانے اور اس کا گرویدہ بنانے کی دیر ہے انشاء اللہ العزیز انہی میں سے محی الدین ابن عربی، ابنِ رشد اور علامہ ابنِ حزم پیدا ہوں گے اور سپین کی تقدیر کو بدل دیں گے۔ ایسا ہوگا اور ضرور ہوگا اِسلئے کہ ؎

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

چیمہ صاحب موصوف نے یہ مقدس شغل اُس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ ان ہسپانوی بچوں کو کلمہ طیبہ اچھی طرح یاد نہ ہو گیا۔ مجھے اُس وقت یہ بھی خیال آیا کہ جس طرح نوزائیدہ بچّہ کے کان میں کہی ہوئی اذان بہت گہرے اور دُور رس اثر کی حامل ہوتی ہے اِسی طرح آج اِن ہسپانوی بچوں کو یاد کرایا ہوًا کلمہ طیبہ بھی ضرور اثر دکھائے گا اور یہ خود اور اِن کی آئندہ نسلیں یقیناً اسلام کی آغوش میں آئیں گی۔ یہ وہ پنیری ہے جس سے سدا بہار اسلامی پَودے پھلیں پھولیں گے اور اِس طرح اِس سرزمین میں رُوحانیت کے چمن در چمن کھلتے چلے جائیں گے۔ ایک دن آئے گا کہ یہ سرزمین پھر اسلامی سرزمین بن جائے گی اور پھر کوئی مائی کا لعل ایسا نہ ہو گا کہ اس سرزمین سے اسلام کا نام ونشان مٹا سکے اور مسلمانوں کے وجود کو ملیا میٹ کر سکے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا یہاں ہمیشہ لہراتا اور پورے یورپ پر نُور برساتا رہے گا۔

درود وسلام اور کلمۂ طیبہ کے اِس وِرد کا سلسلہ دیر تک جاری رہا یہاں تک کہ مسجد بشارت میں جمعہ کی افتتاحی نماز کا وقت آپہنچا۔ یہ وہی وقت تھا جسے پانے کے لئے ہزاروں احمدی احباب دُنیا کے آخری کناروں تک سے سرزمینِ طارق کی طرف کھنچے چلے آئے تھے۔ مجموعی لحاظ سے کروڑوں روپے کے مصارف انہوں نے اِسی لئے برداشت اور ہزارہا میل کے سفر انہوں نے اِسی لئے طے کئے تھے کہ سپین کی مسجد بشارت میں جمعہ کی افتتاحی نماز کا وقت اصفا انہیں میسّر آسکے اور اِس

سرزمین کے دوبارہ مشرف بہ اسلام ہونے کے ابتدائی آثار کا مشاہدہ کرکے وہ اپنے ایمانوں کو تازہ کرسکیں اور وہ اِسی سرزمین سے جسے بنجر ہوئے صدہا برس گزر چکے ہیں پھر ہزاروں محی الدین ابنِ عربی، علامہ ابنِ حزم اور ابنِ رشد پیدا ہونے کی خصوصی دعاؤں میں شریک ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہوسکیں۔

خطبہ جمعہ اور نمازِ جمعہ کے دَوران احباب پر سوز و گداز اور رِقّت کا جو عالم طاری تھا اور خود سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے چہرۂ مبارک پر جلال و جمال کا جو خاص رنگ چھایا ہوا تھا اور خوشی و مسرت کی لہریں اور غم و اندوہ کی پرچھائیاں جو ناقابلِ بیان اثر پیدا کر رہی تھیں اور آسمان سے نزولِ ملائکہ کی پاک تاثیرات جس طرح جلوہ ریز ہو رہی تھیں اُس سے کیف و سرور کا ایسا سماں بندھا کہ ہر دل نے یُوں محسوس کیا کہ گویا آسمان سے نشاناتِ الٰہیہ کی بارش ہو رہی ہے اور زمین سے بھی خدائی نشان فواروں کی شکل میں پھُوٹ رہے ہیں اور وہی منظر آنکھوں کے سامنے ہے جس کا نقشہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن الفاظ میں کھینچا تھا ؎

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بے قرار

سپین کی سرزمین پر تاریخ ساز مسجد میں جمعہ کی تاریخی افتتاحی نماز کے بعد بین الاقوامی سطح پر پہلی اجتماعی بیعت ہوئی۔ بیعت اور بیعت کے بعد درد و سوز میں ڈوبی ہوئی اجتماعی دعا رُوحانی کیف و سرور کی ناقابلِ بیان کیفیت کو فزوں سے فزوں تر کرنے کا موجب بنی۔ یوں محسوس ہُوا کہ گویا سینے دُھل کر ہر کدورت سے پاک ہوگئے ہیں اور رُوحانی رفعتوں کی منزلیں طے کرنے کے لئے سب خوش نصیب شرکاء کو پَر پرواز بل گئے ہیں۔ اِس تاریخی نمازِ جمعہ، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پُرمعارف خطبے اور بین الاقوامی سطح پر کی جانے والی پہلی بیعت اور اجتماعی دعا کی اِنقلاب انگیز تاثیرات کو ہر کسی نے اپنے وجود میں جلوہ نما پایا اور ہر کسی نے محسوس کیا کہ ؎

اِس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہوگیا
وہ اپنے مُنہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا
اِس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اِس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا
وہ رہ جو ذاتِ عزّوجلّ کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہّر بناتی ہے
وہ رہ جو یارِ گمشدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ رہ جو جام، پاک یقیں کا پلاتی ہے
وہ رہ جو اُس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے
اِس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا
افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہوگئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہوگئی

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلہ بہار سے
چلنے لگی نسیمِ عنایاتِ یار سے
جاڑے کی رُت ظہور سے اِس کے پلٹ گئی
عشقِ خدا کی آگ ہر اِک دِل میں اَٹ گئی
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اِس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے۔

یہ لدے پھندے ہزاروں احباب جب مسجد بشارت کی خالص رُوحانی تقاریب سے فارغ ہوئے تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ہوتا بھی کیسے جبکہ ان کو وہ ساعتِ سعد میسّر آئی تھی جس کے انتظار میں صدیاں بیت چکی تھیں اور کروڑوں کروڑ رُوحیں یہ روزِ سعید دیکھنے کی تمنا لئے اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر چکی تھیں۔ وہ یہ سوچ کر ہی ـــــ کہ وہ اور یہ خوش نصیبی ـــــ حال سے بے حال ہوئے جا رہے تھے اور زبانِ حالی سے کہہ رہے تھے ؎

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ہزاروں احباب ایک دوسرے سے گلے مِل کر دیر تک باہم مبارکباد دیتے اور اللہ تعالیٰ کے اِس فضلِ عمیم اور احسانِ عظیم پر اُس کا شکر بجا لاتے رہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دُنیا جہان کی مسرتیں اُس قطعۂ زمین پر سمٹ آئی ہیں جس پر سات صدیوں بعد مسجد بشارت کی تعمیر عمل میں آئی ہے۔ نہیں دُنیا جہان کی خوشیوں سے اِن خوشیوں کو کوئی نسبت نہ تھی۔ یہ تو نقطۂ عروج پر پہنچی ہوئی روحانی مسرتیں تھیں جنہوں نے اُنہیں مست و بے خود بنا رکھا تھا اور وہ اِس جہان میں ہونے کے باوجود ایک اَور ہی عالَم میں پہنچے ہوئے تھے اور عالمِ خیال میں سپین کے درخشندہ مستقبل کے اُن نظاروں سے لُطف اندوز ہو رہے تھے جن کی بدولت ایک نہیں بیک وقت ہزاروں ہزار اذانوں کی آوازیں ان کے کانوں میں گونج رہی تھیں اور لاکھوں اور کروڑوں درود و سلام کی آوازیں ان کے دِلوں میں اِرتعاش پیدا کر کے ان کی رُوحوں پر وجد کی سی حالت طاری کر رہی تھیں۔

رُوحانی کیف و مستی اور مسرّت و خوشی کے اِس عالَم میں ہی اِن ہزاروں احباب نے مسجد کے سامنے کھڑے ہو ہو کر دوسرے ملکوں کے احباب کے ہمراہ لاتعداد فوٹو کھچوائے تا کہ اِس یومِ سعید اور اس کی مبارک ساعتوں کی یاد نہ صرف ان کے اپنے لئے بلکہ آئندہ نسلوں اور زمانوں کے لئے محفوظ رہ سکے۔ روحانی کیف و سرور کے اِس عالَم میں ہی ۱۰ ستمبر کا دن بسر ہُوا۔ نمازِ عصر پڑھانے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے احمدیہ مشن ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں ایک وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ زیادہ تر سوالات مسجد بشارت کی تعمیر اور اس کے مقصد سے متعلق تھے۔ ایک اخبار نویس نے کسی قدر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے دریافت کہ بڑے بڑے شہروں کو چھوڑ کر آپ نے مسجد کی تعمیر کے لئے پیدرو آباد کے علاقہ کو کیوں منتخب کیا۔ آپ کے نزدیک اِس علاقہ کو مذہبی نقطۂ نگاہ سے کوئی خاص اہمیت حاصل ہے؟ حضور نے اِس سوال کے جواب میں فرمایا کہ میرے پیش رَو حضرت خلیفۃ المسیح

الثالث رحمہ اللہ نے اپنے سابقہ دَورہ میں اِس علاقہ کے لوگوں کو بہت محبت کرنے والا پایا۔ آپ نے مشاہدہ کیا کہ اِس علاقہ کے لوگ محبّت کی قدر کرنے والے اور اِس کے تقاضوں کو پہچاننے والے ہیں۔ اِس لحاظ سے آپ کو یہ جگہ بہت آئیڈیل نظر آئی اِسی لئے آپ نے یہاں مسجد تعمیر کرنے کو ترجیح دی۔

بعد میں پیدرو آباد کی تاریخ کا کھوج لگانے پر اِس امر کا انکشاف ہوُا کہ مسجد کی تعمیر کے لئے پیدرو آباد کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان حکمت پوشیدہ تھی۔ دراصل اِس علاقہ کو سیحی نقطۂ نگاہ سے سپین کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہی وہ علاقہ ہے جسے ۱۲۳۵ء میں عیسائیوں نے قرطبہ پر آخری حملہ کے لئے بطور چھاؤنی استعمال کیا۔ جب کامیاب یلغار کے بعد عیسائی فوجیں قرطبہ پر قابض ہوگئیں اور اِس علاقہ کو وہ پورے طور پر اپنے زیرِنگیں کر چکے تو اِس علاقہ سے چھاؤنی اُٹھالی گئی اور یہ علاقہ ایک دفعہ پھر خالی ہوگیا۔ فوجوں کے واپس چلے جانے کے بعد ایک عیسائی پادری نے جس کا نام پیدرو تھا اور جو اپنے منصب کے لحاظ سے اباد کہلاتا تھا اِس علاقہ میں ڈیرہ جما لیا۔ وہ اسے فتح کی یادگار کے طور پر آباد کرنا چاہتا تھا چنانچہ بعد میں اُسی نام پر پیدرو آباد کا قصبہ آباد ہوُا جو کئی صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی موجود ہے۔ اِس کے قریب مسجد بشارت کی تعمیر میں یہ الٰہی حکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ میں اپنی تقدیرِ خاص کے ماتحت سرزمینِ سپین میں اِسلام کی رُوحانی چھاؤنی کے قیام کے لئے پیدرو آباد کے اُس علاقہ کو ہی منتخب فرمایا ہے جہاں عیسائیوں نے چھاؤنی قائم کرکے قرطبہ پر آخری یلغار کی تھی۔ یہ حقیقت اِس امر پر دال ہے کہ اب اسلام کی روحانی فتح کا آغاز اُسی علاقہ سے ہوگا جسے عیسائیوں نے اپنی مادی فتح کے لئے بطور BASE استعمال کیا تھا مسجد بشارت جو خدائی تقدیر کے بموجب خاص اِس علاقہ میں تعمیر ہوئی ہے انشاءاللہ العزیز اہلِ سپین کے قلوب پر رُوحانی فتح پانے اور اسلام کی اِس کھوئی ہوئی سرزمین کو دوبارہ اسلام کی آغوش میں لانے کا ایک نہایت مستحکم دائمی مرکز ثابت ہوگی۔

فرشتوں کی آسمان سے نازل ہونے والی فوجوں اور ان کے مخفی تصرفات کے تحت مسجد بشارت کی افتتاحی تقریب میں ہزاروں سپینش باشندوں کی والہانہ شرکت کے تعلق میں ایک آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہزاروں سپینش باشندے اِفتتاحی تقریب میں شریک ہی نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اسے خود اپنی تقریب سمجھ کر اس میں شرکت کی۔ وہ اُجلے صاف سُتھرے اور کسی حد تک زرق برق لباس پہن کر آئے جوق درجوق آئے اور پھر خود اپنے عمل سے اِس امر کا ثبوت دیا کہ وہ اِس تقریب کو اپنی تقریب سمجھ کر آئے ہیں۔ مسجد بشارت کے احاطہ کے بیرونی دروازہ پر ایک چھوٹا سا سٹال لگا ہوُا تھا اُس پر چھوٹے چھوٹے خوبصورت بیج فروخت ہو رہے تھے ان بیجوں پر مسجد بشارت کی

خوبصورت تصویر بنی ہوئی تھی۔ جہاں احمدی احباب نے یہ بیج بکثرت خریدے وہاں خود سپینش لوگوں نے بھی ان بیجوں کو خریدنے میں خاص دلچسپی لی اور ان بیجوں کو اپنے سینوں پر آویزاں کرکے افتتاحی تقریب میں شمولیت اختیار کی۔ اگلے روز قرطبہ کے ایک اخبار نے اِس امر کا بطورِ خاص ذکر کیا کہ سپینش باشندوں نے بھی بکثرت یہ بیج خریدے اور اِس حال میں تقریب میں شریک ہوئے کہ مسجد کی تصویر ان کے سینوں پر آویزاں تھی۔

پھر ایک اَور منظر جس نے مجھے بے حد متاثر کیا یہ تھا کہ نوجوان اور ادھیڑ عمر کے لوگ ہی اس میں شرکت کے لئے نہ آئے بلکہ بعض عمر رسیدہ لوگ جن کے لئے چلنا بھی مشکل تھا کھنچے چلے آئے حتیٰ کہ بعض ضعیف العمر عورتیں جو چلنے پھرنے سے معذور تھیں پہیے لگی کرسیوں پر بیٹھ کر آئیں اور انہوں نے اپنی WHEELED CHAIRS پر بیٹھے بیٹھے افتتاحی تقریب کی پوری کارروائی سُنی۔

پھر یہ امر بھی از حد ایمان افروز ہے کہ وہ اِس تقریب کو مسلمانوں کا ایک میلہ سمجھ کر اس میں شرکت کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ انہیں اِس تقریب کی مذہبی حیثیت کا پورا پورا احساس تھا اور وہ یہ معلوم کرنے کے متمنّی تھے کہ اسلام ہمارے لئے امید کا کیا پیغام لے کر آیا ہے جبھی تو وہ اِس حال میں بھی کہ ان میں سے بہت سوں کو کرسیاں کم ہو جانے کی وجہ سے کھڑا رہنا پڑا مسلسل اڑھائی گھنٹہ تک تقریب کی کارروائی بڑے سکون اور اطمینان اور گہرے انہماک سے سُنتے رہے اور اِس تمام عرصہ میں ایک شخص بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ جو کھڑے تھے کھڑے اور تقریروں کی طرف کان لگائے رہے بالخصوص حضور ایدہ اللہ کے پیغامِ محبت پر انہوں نے اپنی ساری توجہ مرکوز رکھی اور تالیاں بجا بجا کر اِس پر از حد خوشی کا اظہار کیا۔

دلوں میں دیکھتے ہی دیکھتے یہ تبدیلی لانا کسی انسان کے بس میں نہیں یہ تبدیلی وہی قادر و توانا لا سکتا ہے جو واحد و لا شریک اور مقلب القلوب ہے اور جس کے قبضہ و تصرف میں پوری نوعِ انسانی کے دل ہیں۔ اُس نے خود اپنی ہی پیشگی بشارت کے عین مطابق آسمان سے فرشتوں کی فوجیں نازل کرکے اور انہیں اہلِ سپین کے دلوں پر اُتار کر ان دلوں کو بدل کر رکھ دیا۔ ان فرشتوں نے اپنے مخفی تصرفات کے تحت انکے دلوں میں ایسی تحریک پیدا کی کہ وہ مسجد بشارت کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے دیوانہ وار کھنچے چلے آئے۔ مسجد کے افتتاح سے قبل ان کے دِلوں کے دروازے بڑی حد تک کُھل چکے تھے اور انہیں کھولا تھا اُن فرشتوں نے جنہیں خدا تعالیٰ نے خاص اِس غرض سے نازل کیا تھا۔ اِس کے بغیر وہ اِس والہانہ انداز اور اتنی بڑی تعداد میں افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے نہیں آ سکتے تھے۔

یہ عظیم الشان نشانِ صداقت اِس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ مسجد بشارت کی تعمیر اور اس کے معجزانہ افتتاح کے ذریعہ سپین میں موعودہ انقلاب کو منصّۂ شہود

پرلانے والے عمل کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ بڑھے گا اور بڑھتا ہی چلا جائے گا یہاں تک کہ یہ رُوحانی انقلاب اپنے کمال کو پہنچے بغیر نہ رہے گا۔ سپین کی سرزمین اور اس میں بسنے والے تمام انسان توحیدِ حقیقی پر ایمان لا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دیوانہ وار آ جمع ہوں گے۔ یہ وہ آسمانی تقدیر ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا۔ اِس کے پُورا ہونے کے آثار دن بدن نمایاں تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ دن جلد طلوع ہو گا جب سپین میں اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کا رُوح پرور نظارہ دُنیا کی آنکھوں کے سامنے آجائے گا اِس لئے کہ خدا نے یہی چاہا ہے اور جو وہ چاہتا ہے اسے کر کے رہتا ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا دورۂ یورپ

ہمیں اُس پیکرِ لُطف و کرم پر کیوں نہ پیار آئے
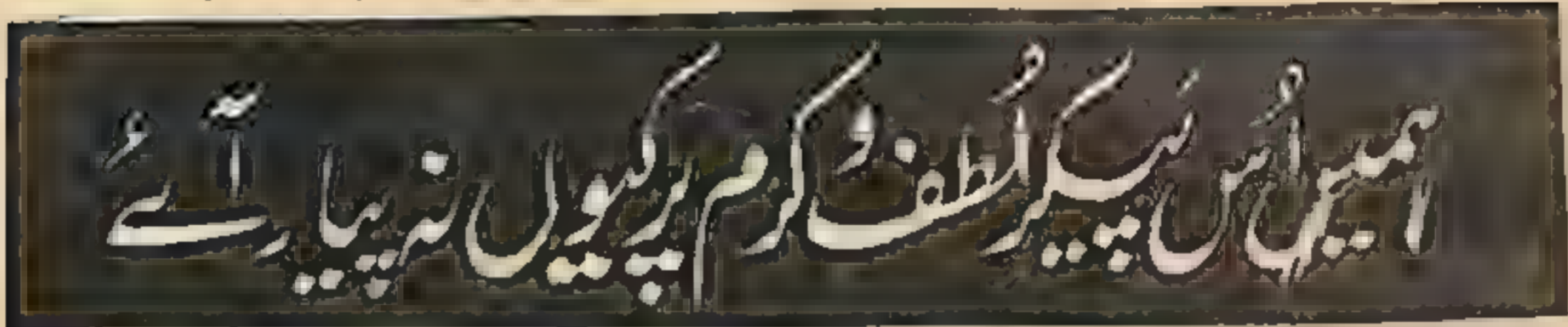
بحمداللہ یورپ سے امامِ کامگار آئے
خزاں دیدہ چمن کو دے کے پیغامِ بہار آئے

صلیبی قلعوں پر یلغار کر کے تیغِ بُرہاں سے
محمد مصطفیٰ صلعم کے اِک غلامِ نامدار آئے

تبسم ریزیاں ہیں دیدنی پھر اہلِ ربوہ کی
کہ منصور و مظفر لوٹ کر اُن کے نگار آئے

دیارِ غرب میں پہنچا کے پیغامِ شہِ یثرب
بتائیدِ الٰہی شرک کے اژدر کو مار آئے

سُنائیں بستی بستی علم اور عرفان کی باتیں
ہزاروں مومنوں کا دین اور ایماں سنوار آئے

بنایا طیّب و طاہر نہ جانے کتنے لوگوں کو
نہ جانے کتنے بے راہوں کو منزل پر اتار آئے

عَلَم لہرا کے پھر یورپ میں توحید و رسالت کا
بفضلِ ربِّ کعبہ کامیاب و کامگار آئے

چمن دیں کا جو مرجھایا ہوا تھا سات صدیوں سے
وہ آبِ زندگی سے سینچ کر اس کو نکھار آئے

کئے جس جس نے بھی دیں پر وہاں حملے تعصب سے
اُنہیں مبہوت و ساکت کر کے شیشے میں اُتار آئے

ہماری بہتری کے واسطے کوشاں ہے جو ہر دم
ہمیں اس پیکرِ لطف و کرم پر کیوں نہ پیار آئے

مکمل ہو گئی مسجد جو عالیشان اندلس میں
وہ کر کے افتتاح اس کا بصد عزّ و وقار آئے

دُعا سے حضرتِ ناصر کی جو اشجار پنپے تھے
کوئی دیکھے تو، اُن پر کتنی سرعت سے ثمار آئے

طلوعِ شمس سے مغرب کے کاشانے ہوئے روشن
نہ اب یارب، کبھی اُن پر شبِ تاریک و تار آئے

ہمیشہ گلشنِ اسلام کو شاداب ہی رکھنا
خزاں آئے نہ اس پر تا روزِ جزا اُسے گردگار آئے

ہُوا پیڈرو میں جس دن افتتاح مسجد بشارت کا
مبارک دن، الٰہی، ہم پہ ایسا بار بار آئے

تری رحمت کی وسعت سے نہیں باہر کوئی شئے بھی
عجب کیا جو دلِ صدیق کو بھی اب قرار آئے

(محمد صدیق امرتسری ایم۔ اے سابق مبلغ انگلستان و مغربی افریقہ)

تطلع الشمس من مغربها

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

ہمارے پیارے آقا مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد دورۂ یورپ پر تشریف لے گئے۔ اس دَورہ کے دَوران حضور نے جن ممالک میں ورود فرما کر انہیں برکت بخشی اُن کا مختصر تعارف ہدیۂ قارئین ہے ـــــــــ!

نائب مدیر کے قلم سے

آج سے ۹۳ سال قبل قادیان کی گمنام بستی سے ایک غریب وبیکس انسان نے "یُحیِی الدِّینَ وَیُقِیمُ الشَّرِیعَةَ" کی محمدی پیشگوئی کے مطابق ساری دُنیا میں اسلام کا پھریرا لہرانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ساری دُنیا کو لاکھڑا کرنے کا اعلان کیا۔ ہر طرف سے اس آواز کو دبایا گیا اور ہر طرح اس کے مشن کو ناکام کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روحانی فرزند جو ابتداءً بالکل اکیلا تھا آہستہ آہستہ بڑھنے لگا اور اُسکے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں ہر طرف پھیلنے لگیں یہاں تک کہ آج ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہیں۔ اور دُنیا کا شاید ہی کوئی مُلک ایسا ہو جہاں اس وجود سے پیار کرنے والے موجود نہ ہوں۔ یہ آواز مسیح موعودؑ کی آواز تھی۔ یہ وجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مبارک وجود تھا۔ جنہیں خدائے بزرگ و برتر نے یہ بشارت عطا فرمائی تھی کہ:۔

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

آپ کا مشن کوئی معمولی مشن نہ تھا۔ اس کے لیے تو ایک منظم جماعت کی ضرورت تھی۔ جو اشاعتِ اسلام کا درد رکھتی ہو اور جس کے افراد اپنے اموال، اوقات اور نفوس کو اسلام کی راہ میں قربان کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ سو خدا نے آپ کو ایسے درویش عطا فرما دیئے جو ان صفات سے متصف تھے۔ اور

جب ایسے لوگوں کا گروہ تیار ہونے لگا تو آپ نے اس کا نام "جماعتِ احمدیہ" رکھا۔

جس زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے اُس زمانہ میں عیسائی دُنیا بڑے طمطراق کے ساتھ مکّہ اور مدینہ پر صلیبی جھنڈا لہرانے کا دعویٰ کر رہی تھی لیکن اس کے برعکس خدائی تقدیر کا ظہور اس طرح سے ہُوا کہ اُس نے ایک رُؤیا کے ذریعہ سے آپ کو یورپ کے علاقہ میں تبلیغی مراکز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ :-

"اس عاجز پر جو ایک رُؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالکِ مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ مَیں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے ...... سو مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۶-۳۷۷)

چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی احیائے اسلام کا کام اس قدر شاندار طریق پر سرانجام دیا کہ اسلام پر غلبہ پانے اور مکّہ و مدینہ پر صلیبی جھنڈا لہرانے کے عیسائی منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ بلکہ انہیں اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ہونے والی اشاعتِ اسلام کی کاوشوں اور اس کے حسین و جمیل نظاروں کو دیکھ کر عیسائی پادری بوکھلا اُٹھے اور اُنہوں نے یہ محسوس کر لیا کہ احمدیت، اسلام کے خلاف اُن کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دے گی۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء میں دُنیا بھر کے پادریوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس لنڈن میں منعقد ہوئی۔ اس میں لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے کہا :-

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحبِ تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اسکے آثار نمایاں ہو رہے ہیں...... یہ ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بناء پر محمدؐ کا مذہب ہماری نگاہ میں قابلِ نفرین قرار پاتا ہے۔ اس نئے

اسلام کی وجہ سے محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔....

... پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔"

(The official report of The Missionary Conference of The Anglican Communion 1894. PAGE 64)
(بحوالہ تحریک جدید کے بیرونی مشن)

اسلام کے جس روشن مستقبل کی نشاندہی جناب لارڈ بشپ آف گلوسسٹر نے اپنے مندرجہ بالا بیان میں کی ہے۔ اس کی بشارت دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

"اسلام کے لئے پھر اسی تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۹)

اور آج ساری دُنیا کے ممالک میں احمدیہ مشنوں کے ذریعہ سے اسلام کی جو تبلیغ ہو رہی ہے وہ اسی بشارت کی تکمیل اور اسی روشن مستقبل کے حصول کی طرف ایک قدم ہے۔ اور آج ہم فخریہ طور سے کہہ سکتے ہیں کہ:۔

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار۔

یورپ میں اسلام کی تبلیغ کا آغاز تو لنڈن سے ہوُا لیکن اب تقریباً سارے یورپ میں جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا کام پورے زور و شور سے ہو رہا ہے اور اس کے خوشکن نتائج ہر روز دُنیا اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر رہی ہے۔ اس کا ایک نظارہ پیارے آقا کا حالیہ دَورۂ یورپ ہے۔ جو آپ کی خلافت کا پہلا دَورہ ہے اور بے شمار افضال و انوارِ الٰہیہ سے معمور اور یورپ پر دُور رس اسلامی اثرات کا آئینہ دار ہے۔ اور انہی کوششوں کی ایک جھلک یورپ کی دھرتی پر تعمیر شدہ احمدیہ مساجد کے بلند و بالا سفید مینار ہیں۔ اور انہی میں پیارے آقا کے اس دَورہ کے دَوران مسجد بشارت کی شکل میں ایک دلفریب اور حسین اضافہ ہوُا ہے۔

مجھے اپنے اس مضمون میں یورپ میں اسلام کی تبلیغ کے پس منظر کے ساتھ ان ممالک کا مختصر سا تعارف بھی کروانا ہے جن کو حضرت امام جماعت احمدیہ نے جولائی سے لیکر اکتوبر تک اپنے قدموں سے برکت بخشی۔ اور وہ ممالک یہ ہیں:۔

ناروے۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ مغربی جرمنی۔ آسٹریا۔ سوئٹزرلینڈ۔ فرانس۔ لکسمبرگ۔ ہالینڈ

N
W
E
S

سمندر

ناروے

سویڈن

فن لینڈ

سمندر

سمندر

سمندر

پولینڈ

جرمنی

فرانس

آسٹریا

اٹلی

سپین

پرتگال

سمندر

نقشہ دورۂ یورپ

سپین اور انگلستان

حضور ایدہ اللہ الودود پاکستان سے ناروے تشریف لے گئے۔

ناروے

یورپ کے انتہائی شمال میں واقع ہے اس کے ہمسایہ ممالک میں سویڈن، فن لینڈ اور روس ہیں۔ اس کا سرکاری نام "KINGDOM OF NORWAY" ہے۔ اوسلو اس کا دارالحکومت ہے۔ ملک کا کُل رقبہ ۱۲۵،۰۵۳ مربع میل اور آبادی ۴۰۳۲،۰۰۰ ہے۔ نارویجین زبان بولی جاتی ہے۔ سکہ نارویجین کرون (NORWEGIEN KRONE) کہلاتا ہے۔ مملکت کا مذہب عیسائیت ہے۔ جس کا نفوذ ۱۰۳۰ء میں شروع ہوا۔ ناروے یورپ کے دفاعی معاہدہ NATO کا ممبر ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک صنعتی ملک ہے جس کا معیارِ زندگی دنیا کے امیر ترین ممالک کے برابر ہے اور ملک میں بیکاری بالکل نہیں ہے۔

احمدیہ مشن کا قیام

ناروے میں جماعت احمدیہ صدی کے پانچویں دہاکے سے قائم ہے۔ تاہم ابتداً یہ سکنڈے نیوین ممالک کے مشن کے تحت تھی۔ اب ۱۶؍جون ۱۹۸۰ء سے باقاعدہ مشن قائم ہو چکا ہے اور مکرم سید کمال یوسف صاحب یہاں اعلائے کلمۂ اسلام میں مصروف ہیں۔ ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں جماعت کی ایک خوبصورت مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔

ناروے سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سویڈن تشریف لے گئے۔

سویڈن

شمالی یورپ کا ایک ملک ہے۔ جس کے مغرب میں ناروے، جنوب میں ڈنمارک اور مشرق میں فن لینڈ واقع ہیں۔ اس کا سرکاری نام "KINGDOM OF SWEDEN" ہے۔ سٹاک ہالم دارالحکومت ہے۔ ملک کا کل رقبہ ۱۷۳،۷۳۱ مربع میل اور آبادی ۸،۳۲۶،۰۰۰ ہے۔

عیسائیت کے فرقے ایونجیلکل لوتھرن (EVANGELICAL LUTHERAN) کی اکثریت ہے جو کہ کل آبادی کا ۹۵٪ ہیں۔ ان کے علاوہ پروٹسٹنٹ بھی ۵٪ موجود ہیں۔

ملک میں ۳ زبانیں بولی جاتی ہیں (۱) سویڈش۔ (SWEDISH) (۲) انگریزی (۳) فنش (FINNISH)

سکّے کا نام کرونا (KRONA) ہے۔

سویڈن سکنڈے نیوین ممالک میں سے ایک ہے۔ اس ملک میں بادشاہت قائم ہے اور جناب کارل گستاف بادشاہ ہیں۔ سربراہِ مملکت وزیراعظم کہلاتے ہیں۔ گیارھویں صدی عیسوی میں یہاں عیسائیت کو نفوذ حاصل ہوا۔ یورپ کی سب سے پہلی پارلیمنٹ اسی ملک میں ۱۴۳۵ء میں قائم ہوئی۔ جنگِ عظیم اوّل و دوم میں غیر جانبدار رہا۔ ۹۹٪ لوگ پڑھے

لکھے ہیں۔ دُنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ہے معیشت کے اعتبار سے ایک صنعتی ملک ہے۔

احمدیہ مشن کا قیام خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۵ اپریل ۱۹۵۶ء کو سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں ہمارے نئے مشن کا قیام عمل میں آیا۔ سکنڈے نیوین ممالک میں یہ ہمارا پہلا مشن تھا۔ اس کا پہلا شیریں ثمر جماعت کو ــــ برادر طاہر احمد ــــ کی شکل میں عطا ہوا جو کہ عیسائیت کی تعلیم حاصل کر کے پادری بننے کے خواہشمند تھے۔ آپ نے جنوری ۱۹۵۷ء میں اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلام قبول کرنے کی خبر اوسلو کے مشہور اخبار MORGEN BLADET نے درج ذیل سرخیوں کے ساتھ شائع کی

"محمدؐ کا تبلیغی مرکز ناروے میں"
"ہمارا پہلا مسلمان

"ناروے کے اس طالب علم نے، جس کا نام OLAF RUNE CHRISTENSEN ہے۔ جنوری ۱۹۵۷ء میں اسلام قبول کیا۔ اس کا اسلامی نام طاہر احمد ہے۔ اس کے علاوہ دو اور نارویجین اسلام قبول کر چکے ہیں۔...... طاہر احمد کے اسلام قبول کرنے پر لوگوں کے دلوں پر جو اس کا ردِ عمل ہوا وہ یہ ہے کہ:۔

"سچ ہے یہی قسمت آزمائی کی عمر ہے۔"

"لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ سنو! اسکے پاس اسلام قبول کرنے کی وجوہات اور دلائل بھی ہیں۔ بہت سے ہمارے نوجوان بیرونی مذاہب میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کے لئے کسی مذہب کا انتخاب اور پھر مشکلات اور نتائج کا سامنا کرنا بڑا مشکل امر ہے۔ اس لیئے ہمارے چرچ کو اسلام کی اس وسعت اور پھیلاؤ کو کڑی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔"

چرچ کی کڑی نگاہیں خدائی فیصلے کو تو نہیں بدل سکتی تھیں اور یہ اُسی کا فضل ہے کہ سویڈن کی واحد مسجد جماعت احمدیہ کے ذریعہ سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں "مسجد ناصر" کے نام سے تعمیر ہو چکی ہے۔ ۱۹۷۶ء میں اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہ مسجد اپنی بے انتہا خوبصورتی کی وجہ سے سیاحوں کی خصوصی توجہ کا مرکز ہے۔ سویڈن میں اس وقت جماعت کے دو مبلغ مکرم حامد کریم صاحب محمود (مبلغ انچارج) اور مکرم میر عبد القدیر صاحب مصروفِ جہاد ہیں۔ ایک رسالہ مشن کی طرف سے جاری ہے۔ ۱۵۰ کے لگ بھگ احمدی ہیں۔ جن کی اکثریت پاکستانی اور یوگوسلاوین افراد پر مشتمل ہے۔

سویڈن سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ڈنمارک تشریف لے گئے۔

ڈنمارک

یہ بھی شمالی یورپ کا ایک ملک ہے۔ اس کے جنوب میں مغربی جرمنی ہے جبکہ شمال مغرب میں ناروے اور شمال مشرق میں سویڈن واقع ہے۔ اس کا سرکاری نام KINGDOM OF DENMARK ہے۔

اس کا دارالحکومت کوپن ہیگن ہے۔ ملک کا کل رقبہ ۱۶,۶۲۵ مربع میل اور آبادی ۵,۰۵۹,۰۰۰ ہے۔ عیسائیت کے فرقہ نیشنل لوتھرن چرچ کی اکثریت ہے۔ ڈینش زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ کرون (KRONE) سکہ رائج ہے۔

یہ ملک ۵۰۰ کے لگ بھگ جزائر پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک سو جزائر آباد ہیں۔ یورپ کے امیر ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ اور یورپ کا ایک بڑا صنعتی ملک ہے۔ یہاں کے بز ۹۹ لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ بادشاہت قائم ہے۔ سربراہ حکومت وزیر اعظم کہلاتا ہے۔

احمدیہ مشن کا قیام

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۹۵۶ء سے یہاں احمدیہ مشن قائم ہے۔ مکرم میر مسعود احمد صاحب ایک لمبے عرصہ تک اس ملک میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا کر حال ہی میں واپس تشریف لائے ہیں۔ آجکل مکرم منصور احمد صاحب مبشر اعلائے کلمہ اسلام میں مصروف ہیں۔ مکرم عبدالسلام صاحب میڈسن کا تعلق بھی اسی ملک سے ہے۔ جو بلند پایہ سکالر ہیں اور خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔ ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن میں احمدی مستورات کی مالی قربانیوں سے "مسجد نصرت جہاں" تعمیر ہو چکی ہے جس کے لئے ۴½ لاکھ روپیہ کی خطیر رقم احمدی مستورات نے اپنے آقا کے قدموں میں ڈھیر کر دی۔ مشن کی طرف سے ایک رسالہ جاری ہے۔

ڈنمارک سے عظیم قافلہ سالار کی اگلی منزل مغربی جرمنی تھی۔

مغربی جرمنی

یہ وسطی یورپ کا ایک ملک ہے جس کے شمال میں ہالینڈ، بلجیم، لکسمبرگ، مغرب میں فرانس جنوب میں سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا اور مشرق میں چیکوسلواکیہ اور مشرقی جرمنی واقع ہیں۔ اس کا سرکاری نام FEDERAL REPUBLIC OF GERMANY وفاقی جمہوریہ جرمنی ہے۔ "بون" اس کا دارالحکومت ہے۔ ملک کا کل رقبہ ۹۵,۹۷۹ مربع میل ہے۔ جبکہ آبادی ۶۱,۵۰۰,۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

جرمنی میں پروٹسٹنٹ بز ۴۹ اور رومن کیتھولک بز ۴۵ کے لگ بھگ ہیں۔ سارے جرمنی میں جرمن زبان بولی جاتی ہے۔ اور بہت ہی کم انگریزی یا دوسری زبانیں بولی یا سمجھی جاتی ہیں۔

"مارک" کرنسی ہے جو یورپ کی ایک مضبوط کرنسی سمجھی جاتی ہے۔

یہ ملک ۲۳ مئی ۱۹۴۹ء کو جمہوریہ قرار پایا۔
لیکن مکمل آزادی اسے ۵ مئی ۱۹۵۵ء کو حاصل ہوئی۔
اس ملک میں ۲۵ لاکھ کے قریب غیر ملکی کام کرتے ہیں۔
امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی تین لاکھ سے زائد افواج یہاں مقیم ہیں۔ ۹۵٪ لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔

احمدیہ مشن کا قیام

جرمن مشن کا قیام ابتداءً دسمبر ۱۹۲۳ء میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی اور مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے کے ہاتھوں عمل میں آیا لیکن مئی ۱۹۲۴ء میں بند ہوگیا۔ پھر دوبارہ ۲۰ جنوری ۱۹۴۹ء کو مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب بی۔ اے کے ذریعہ عمل میں آیا۔

۲۲ فروری ۱۹۵۷ء کو ہیمبرگ میں جماعت کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور ۲۲ جون ۱۹۵۷ء کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ذریعہ اس کے افتتاح کی تقریب عمل میں آئی۔ اس تقریب میں جرمن اعلیٰ حکام، پاکستان، انڈیا، لبنان اور ہالینڈ کے سفارتی نمائندے، پروفیسر صاحبان، معززین شہر اور پریس و ٹیلی ویژن کے متعدد نمائندوں نے شرکت کی۔ مرکز سے مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضرت مصلح موعود کے نمائندہ کی حیثیت سے تقریب میں شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ یورپ کے مشنوں کے مبلغین نے شرکت کی۔

اس کے بعد اب دوسری مسجد فرینکفرٹ میں تعمیر ہو چکی ہے جس کا نام مسجد نور ہے۔ قرآن پاک کا ترجمہ جرمن زبان میں شائع ہو چکا ہے۔ اس وقت تین مرکزی مبلغ جرمنی میں فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ (۱) مکرم منصور احمد خان صاحب (۲) مکرم حید علی صاحب ظفر (۳) مکرم عبدالباسط صاحب طارق۔

جرمنی مشن کی طرف سے دو اخبار و رسائل جاری ہیں۔ جرمنی میں ہماری تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جرمن قوم کا میلان روز بروز اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے۔

جرمنی سے حضور انور بذریعہ کار سوئٹزرلینڈ کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں دو روز تک حضور نے آسٹریا میں قیام فرمایا۔

آسٹریا

اس کا سرکاری نام REPUBLIC OF AUSTRIA ہے۔ وی آنا (VIENNA) اس کا دارالحکومت ہے۔

ملک کا کل رقبہ ۳۲,۳۷۴ مربع میل ہے جبکہ آبادی ۷,۵۲۳,۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ مذہب عیسائیت ہے۔ اس کے مختلف فرقوں میں سے رومن کیتھولک ۹۰٪ ہیں اور پروٹسٹنٹ ۱۰٪ ہیں۔ جرمن زبان بولی جاتی ہے۔ ملک کی کرنسی کا نام شلنگ (SCHILLING) ہے۔

آسٹریا کے مغرب میں سوئٹزرلینڈ، شمال میں

مغربی جرمنی اور چیکوسلواکیہ، مشرق میں ہنگری اور جنوب میں یوگوسلاویہ اور اٹلی واقع ہیں۔

اس کا سربراہِ مملکت صدر اور سربراہِ حکومت چانسلر کہلاتا ہے۔

آسٹریا ایک صنعتی ملک ہے۔ ہر سال ایک کروڑ سے زائد سیاح خدا تعالیٰ کی حسین قدرتوں کے جلوے دیکھنے اس ملک میں آتے ہیں۔ جس سے کافی آمدنی حکومت کو ہوتی ہے۔ ۹۹ بز لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔

احمدیہ مشن ابھی تک یہاں پر باقاعدہ احمدیہ مشن قائم نہیں ہوسکا۔

آسٹریا میں دو روز تک قیام فرمانے کے بعد حضور نے سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں ورود فرمایا۔

سوئٹزرلینڈ

اس کا سرکاری نام SWITZER-LAND یا THE SWISS CONFEDERATION ہے۔ دارالحکومت کا نام برن (BERN) ہے۔

ملک کا کل رقبہ ۱۵،۹۴۱ مربع میل اور آبادی ۶۲۳۲۰۰۰ ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں رومن کیتھولک ۴۹ بز اور پروٹسٹنٹ ۴۸ بز ہیں۔ ملک میں جرمن، فرنچ، اٹالین اور رومانش (ROMANSCH) زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ سکے کا نام فرانک (SWISS FRANC) ہے۔

اس کی حدود اربعہ کچھ یوں ہیں:۔

اس کے مغرب میں فرانس، جنوب میں اٹلی، مشرق میں آسٹریا اور شمال میں مغربی جرمنی۔

ملک کا نظامِ حکومت صدارتی ہے۔ ۱۸۱۵ء سے یہ ملک NEUTRAL (غیر جانبدار) چلا آیا ہے اور ۱۵۱۵ء سے اس نے کسی بیرونی جنگ میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ یہ اقوامِ متحدہ کا ممبر بھی نہیں ہے۔ تاہم اقوامِ متحدہ کے بہت سے اداروں کا ممبر ہے۔

اس ملک کے ۹۹ بز افراد تعلیم یافتہ ہیں۔ زیورک جہاں ہماری جماعت کا مشن قائم ہے ملک کا سب سے بڑا شہر ہے۔

احمدیہ مشن کا قیام ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء کو سوئٹزرلینڈ میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کے ذریعہ احمدیہ مسلم مشن کا قیام عمل میں آیا۔ سب سے پہلے نمبر پر ایک خاتون نے اسلام کی دولت اپنے دامن میں سمیٹنے کی توفیق پائی۔ ان کا اسلامی نام "محمودہ" رکھا گیا۔ احمدیت کی تبلیغ کے لحاظ سے یورپ کا یہ خطہ بھی بڑا ہی زرخیز ہے۔ اور خدا کے فضل سے کئی سوس داخلِ اسلام ہوچکے ہیں۔ تقاریر اور جلسوں کے ذریعہ مذہبِ اسلام سے لوگوں کو روشناس کرایا جاتا ہے۔

زیورک میں ہماری مسجد بھی تعمیر ہوچکی ہے۔ آجکل مکرم نسیم مہدی صاحب اعلائے کلمۂ اسلام میں معروف ہیں۔ مشن کی طرف سے ایک ماہانہ رسالہ "DER ISLAM" اکتوبر ۱۹۶۹ء سے جاری ہے۔

جس میں مضامین کے ذریعہ اسلامی تعلیم کو پھیلایا جاتا اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ سے حضور کار کے ذریعہ ہالینڈ کو روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ فرانس، لکسمبرگ اور پھر جرمنی سے ہوتے ہوئے ہالینڈ میں تشریف لائے۔

فرانس

FRENCH REPUBLIC کے نام سے موسوم ہے۔ دار الحکومت کا نام پیرس ہے۔ کل رقبہ ۲۱۱,۲۰۷ مربع میل ہے اور آبادی ۵۲,۹,۲۰,۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

فرانس میں ۹۰ بزرومن کیتھولک، ا بز پروٹسٹنٹ ا بز مسلمان اور باقی یہودی آباد ہیں۔ ملک کی زبان فرانسیسی ہے۔ سکہ فرانک کہلاتا ہے۔

فرانس کا محلِ وقوع یہ ہے: جنوب میں سپین، مشرق میں مغربی جرمنی، شمال میں لکسمبرگ اور بلجیئم، مغرب میں اٹلی اور سوئٹزرلینڈ۔

صدر سربراہِ مملکت اور وزیر اعظم سربراہِ حکومت ہوتا ہے۔ فرانس دنیا کا پانچواں بڑا صنعتی ملک ہے۔

ہر سال یہاں ایک کروڑ کے قریب سیاح آتے ہیں۔ ۱۷۸۹ء میں یہاں مشہور انقلاب فرانس آیا جس سے شہنشاہیت ختم ہوگئی۔ جنگِ عظیم اوّل و دوم میں فرانس کو جرمنی کے ہاتھوں بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ یہاں ۹۹ بز لوگ پڑھے لکھے ہیں۔

احمدیہ مشن کا قیام

براہِ راست تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۲۴ء میں ہوا جبکہ مشن کا قیام ۱۷ مئی ۱۹۴۶ء کو مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب اور مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۱۲) آجکل یہ مشن بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر بند ہے۔ نیا مشن کھولنے کی تیاری خدا کے فضل سے جاری ہے۔ کئی احمدی گھرانے اس وقت بھی ملک میں آباد ہیں۔ اسی طرح فرنچ زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ کی کوشش بھی ہو رہی ہے۔ خدا کرے کہ ہماری یہ آرزو جلد پوری ہو اور فرانس بھی اسلام کی آغوش میں آجائے۔

اس ملک میں سب سے پہلے ایک خاتون نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی جن کا نام — عائشہ رکھا گیا۔

لکسمبرگ

یہ ملک GRAND DUCHY OF LUXEMBOURG کہلاتا ہے۔ اس کا دار الحکومت لکسمبرگ ہے۔ کل رقبہ ۹۹۸ مربع میل اور آبادی ۳۶۰,۰۰۰ ہے۔

یہاں ۹۴ بز رومن کیتھولک اور ا بز پروٹسٹنٹ آباد ہیں۔ ملک کی زبانیں LETZEBURGESCH

فرنچ اور جرمن ہیں۔ سکّے کا نام لکسمبرگ فرانک ہے۔

اس کا محلّ وقوع یہ ہے:-

مغربی یورپ کے اس ملک کے مغرب میں بلجیم، جنوب میں فرانس اور مشرق میں مغربی جرمنی ہے۔

یہ ایک چھوٹا سا ملک ہے لیکن امیر ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ ہر تیسرے آدمی کے پاس کار، ٹیلیویژن اور ٹیلیفون ہے۔

یہ پہلے غیر جانبدار تھا لیکن ۱۹۴۹ء میں اس نے اپنی یہ حیثیت ختم کر دی۔

یہاں کے ۹۸ بز لوگ پڑھے لکھے ہیں۔

یہاں بھی ابھی تک احمدیہ مشن باقاعدہ طور پر قائم نہیں ہو سکا۔

لکسمبرگ سے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ کار جرمنی سے ہوتے ہوئے ہالینڈ تشریف لے گئے۔

ہالینڈ

ہالینڈ کا سرکاری نام KINGDOM OF THE NETHERLANDS ہے۔ اس کا دارالحکومت ایمسٹرڈم ہے۔ ملک کا کل رقبہ ۱۵,۸۹۲ مربع میل اور آبادی ۱,۲۷,۹۹,۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

ہالینڈ میں رومن کیتھولک ۴۰ بز اور پروٹسٹنٹ ۳۰ بز آباد ہیں۔ ڈچ (DUTCH) زبان بولی جاتی ہے۔ سکّے کا نام گلڈن (GULDEN) ہے۔

اس ملک نے انڈونیشیا اور سوری نام پر لمبے عرصہ تک حکومت کی ہے۔

ہالینڈ پہلے غیر جانبدار تھا لیکن ۱۹۴۵ء کے بعد یہ نیٹو کے دفاعی معاہدہ میں شامل ہو گیا۔ ہالینڈ کے ۹۹ بز لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔

احمدیہ مشن کا قیام

ہالینڈ میں اسلام و احمدیت کی آواز پہلی بار ۱۹۲۴ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کے ذریعہ پہنچی جبکہ انہوں نے ہالینڈ و بلجیم کا دورہ فرمایا۔ تاہم باقاعدہ اور مستقل طور پر احمدیہ مشن کی بنیاد مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کے ذریعہ رکھی گئی جو کہ ۲ر جولائی ۱۹۴۷ء کو ہالینڈ میں پہنچے۔ جب آپ نے ہالینڈ میں مشن قائم کیا تو بعض متعصب لوگوں نے اسے محض ایک کھیل قرار دیا۔ چنانچہ بعض اخبارات نے یہ لکھا کہ ہالینڈ کی فضائے آسمانی پر ہلالِ اسلامی کے طلوع کا خیال محض ایک خوش فہمی ہے اور ہوائی قلعے تعمیر کرنے کے مترادف ہے۔ ایسا خیال کرنے والے لوگ آج نہیں تو کل خود ہی ناکام ہو کر اپنا بوریا بستر باندھ کر چل دیں گے۔ لیکن اُن کے اس چیلنج کا جواب جلد ہی خدا تعالیٰ نے ان ڈچ نومسلموں کی شکل میں دے دیا جو اخلاص اور ایمان میں کسی سے کم نہیں۔ اور کیتھولک فرقہ نے اپنے اخبار میں "ہالینڈ میں لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہنے والے ڈچ" کے عنوان کے تحت ایک خصوصی مقالہ میں خود ہی اس امر کا اعتراف بھی کر لیا کہ اب اسلام کو ہالینڈ میں نفوذ حاصل ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور آج حضرت مصلح موعود کے مبارک ہاتھوں سے لگایا ہوا

یہ پودا خدا کے فضل سے ظاہری و باطنی ہر دو جہت سے ہالینڈ میں ہر طرف اپنی شاخوں کو پھیلا رہا اور ایک تناور سایہ دار درخت کی شکل اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ نومبر ۱۹۵۳ء سے ہمارا ڈچ ترجمہ قرآن کریم شائع ہو چکا ہے اور ہالینڈ اور ڈچ زبان بولنے والوں میں خاص مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ اسی مشن کے زیرِ اہتمام ڈینش، جرمن اور انگریزی زبان میں بھی قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

ہالینڈ کے شہر ہیگ میں ہماری مسجد تعمیر ہو چکی ہے جس کا سنگِ بنیاد حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ۲۰ فروری ۱۹۵۵ء کو حضرت مصلح موعود کے ارشاد کے ماتحت رکھا۔ مسجد کی تکمیل پر آپ ہی نے ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔ ہماری یہ مسجد بھی احمدی مستورات کے چندوں سے تعمیر ہوئی ہے۔ جب یہ مسجد تعمیر ہوئی تو ہالینڈ کے ایک مشہور اخبار نے مسجد کا فوٹو دے کر نیچے یہ خبر شائع کی کہ:-

"یہ مسجد قاہرہ یا کراچی کی نہیں بلکہ ہیگ کی ہے"

اور پھر لکھا:-

"اسلام نے یورپ پر دو دفعہ حملہ کیا۔ ایک دفعہ نویں صدی عیسوی میں جبکہ وہ سپین کے حاکم ہو گئے تھے اور دوسری دفعہ ترکوں نے سولہویں صدی عیسوی میں حملہ کیا اور وارسا تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن دونوں دفعہ ہم نے اپنی قوتِ بازو سے مسلمانوں کا مقابلہ کر کے یورپ سے انہیں نکال دیا۔ لیکن اب کے جو حملہ یورپ پر کیا گیا ہے وہ روحانی ہے اور دلوں پر حملہ ہے۔ ظاہری حملہ نہیں کیا۔ عیسائیت میں روحانی طاقت ہے؟"

(بحوالہ "اسلام کا عالمگیر غلبہ ص۴۲")

اس وقت ہالینڈ میں ہمارے دو مبلغ مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل اور میر عبدالرشید صاحب اسلامی عَلم لہرانے میں مصروف ہیں اور ان کی کوششوں کے نتیجہ میں یورپ کے اس خطہ کے افق پر اسلامی ہلال اپنی چمکار دکھلا رہا ہے۔

ہالینڈ سے حضور بذریعہ طیارہ اس سرزمین کی طرف روانہ ہوئے کہ جس کا نام آج بھی ایک غیرتمند مسلمان کے دل کی دھڑکن تیز کر دیتا ہے۔ ہاں وہی سرزمینِ اندلس جو صدیوں تک اسلامی تہذیب کا گہوارہ رہی لیکن پھر تلوار کے زور سے مسلمانوں سے چھین لی گئی۔ آپ اُسی ارضِ طارق کو، پیار اور محبت کے ساتھ دلوں کو جیت کر، دوبارہ لینے کے لئے جا رہے تھے ــــ!

سپین

سپین کا ملک جنوب مغربی یورپ میں واقع ہے۔

اس کے مغرب میں پرتگال اور شمال میں فرانس ہے۔ سرکاری نام THE SPANISH STATE ہے۔ میڈرڈ اس کا دارالحکومت ہے۔ ملک کا کُل رقبہ ۵۰۴٬۷۵۰ مربع میل ہے اور آبادی ۳۵٬۹۷۲٬۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ ۱۰۰ بزرومن کیتھولک آباد ہیں۔ سارے ملک میں سپینش زبان ہی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ سکّے کا نام پسیتہ (PESETA) ہے۔ ملک میں بادشاہت قائم ہے۔ سربراہِ حکومت وزیراعظم کہلاتا ہے۔ سپین میں ہر سال تین کروڑ سے زائد سیاح قدرت کی رنگینیوں کا مشاہدہ کرنے آتے ہیں۔

پانچویں صدی عیسوی میں اس ملک میں عیسائیت کا نفوذ ہوا لیکن ۷۱۱ء میں اسے مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ اور ۷۰۰-۸۰۰ سو سال تک اس پر حکومت کی۔ اس کے بعد ۱۴۹۲ء میں عیسائیوں نے دوبارہ اسے مسلمانوں سے واپس لے لیا۔

احمدیہ مشن کا قیام

سپین میں ابتداءً احمدیت کا مشن مکرم ملک محمد شریف صاحب گجراتی کے ذریعہ مارچ ۱۹۳۶ء میں قائم ہوا جو کہ اندرونی خانہ جنگی کی وجہ سے بند کر دینا پڑا لیکن پھر دوبارہ حضرت مصلح موعودؓ کی شدید دلی خواہش کی بنا پر "یورپ کے دروازہ — سپین" کو روحانی طور پر فتح کرنے کے لئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کھڑا کرنے کے لئے مکرم مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر اور مکرم مولوی محمد اسحٰق صاحب ساقی کو بھجوایا گیا۔ دونوں بزرگ ۱۰ ارجون ۱۹۴۶ء کو میڈرڈ پہنچے اور وہاں تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ سپین میں کٹر کیتھولک حکومت ہونے کی بنا پر تبلیغ کی شدید مشکل تھی لیکن آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ نے تمام مشکلات آسان کر دیں اور اہل سپین کے دل اسلام کی طرف مائل کر دیئے۔ حتیٰ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دَورۂ یورپ کے دَوران سپین کے اخبار "ڈیلی غرناطہ" نے ۷ ستمبر ۱۹۸۲ء کو یہ شہ سرخی ایک تفصیلی خبر کے ساتھ شائع کی کہ :-

"سپینش قوم نے اپنے دروازوں کو اسلام کے لئے کھول دیا"

سپین میں احمدیہ مسلم مشن کا پہلا ثمر ایک روسی نژاد تھے جو ۱۹۴۶ء کے وسط میں حضرت مصلح موعود کے اعجازِ قبولیتِ دعا کے نتیجہ میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ان کے بعد ۱۹۴۷ء کے وسط میں دو ہسپانوی نوجوان مسلمان ہوئے۔ حضرت مصلح موعود نے ان کے اسلامی نام "اجمل احمد" اور "فلاح الدین" تجویز فرمائے۔

خدا کے فضل سے اسلام کے بارہ میں کافی کتب کا ترجمہ مشن کی طرف سے سپینش زبان میں ہو چکا ہے۔

۹ راکتوبر ۱۹۸۰ء کو ناصر دین حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سپین میں ۷۰۰ سال کے بعد پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد قرطبہ سے ۳۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر پیڈرو آباد نامی قصبہ میں رکھا تھا۔ جس کا افتتاح حال ہی میں ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء

کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے ۔۔۔ اس کے افتتاح کے بعد سے سپینش قوم نے اسلام کی طرف خصوصی دلچسپی لینا شروع کر دی ہے فالحمد للہ علیٰ ذلک ۔ اس وقت سپین میں ۲ تبلیغی مراکز قائم ہیں اور تین مرکزی مبلغ اعلائے کلمۂ اسلام میں مصروف ہیں جن کے اسماء یہ ہیں ۔ (۱) مکرم مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر (۲) مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر (۳) مکرم مولوی عبدالستار صاحب ۔

خلفائے احمدیت کو سپین کے ساتھ جو قلبی تعلق رہا ہے اور ہے اور ان سب کے دل میں سپین کو دوبارہ اسلامی سپین بنانے کا جو عزم ہے اس کے آئینہ داران کے یہ ارشادات ہیں ۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے ایک بار فرمایا :۔

"کیا سپین میں سے نکل جانے کی وجہ سے ہم اُسے بھول گئے ہیں ؟ ہم یقیناً اُسے نہیں بھولے ۔ ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کُند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہوگا اور اسلام کے خوبصورت اصول کو پیش کر کے ہم اپنے بھائیوں کو خود اپنا جزو بنا لیں گے ۔"

(الفضل ۹ را پریل ۱۹۴۶ء)

اسی طرح سپین کے مستقبل کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک پُر شوکت پیشگوئی ۲۹ رجون ۱۹۷۰ء کو یہ فرمائی کہ :۔

"ہم مسلمان سپین میں تلوار کے ذریعہ داخل ہوئے اور اس کا جو حشر ہُوا وہ ظاہر ہے ۔ اب ہم وہاں قرآن لے کر داخل ہوئے ہیں اور قرآن کی فتوحات کو کوئی طاقت زائل نہیں کر سکتی ۔"

(الفضل ۷ رجولائی ۱۹۷۰ء)

اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سپین میں قیام کے دوران الحمرا کی سیر کے بعد ڈیلی غرناطہ کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے سپین میں آنے کی غرض یہ بیان فرمائی کہ :۔

"ہم محبت سے وہ کچھ جیتنے کے لئے آئے ہیں جو کہ تلوار سے ہم نے کھو دیا ۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کی آخری منزل انگلستان کا مُلک تھا ۔ اسے برطانیہ بھی کہتے ہیں ۔

برطانیہ

اس کا سرکاری نام KINGDOM OF UNITED KINGDOM OF ENGLAND یا GREAT BRITAIN ہے ۔

لندن دارالحکومت ہے ۔ کُل رقبہ ۹۴,۲۰۹ مربع میل اور آبادی ۵,۵۹۳۰,۰۰۰ نفوس پر مشتمل

ہے۔عیسائیت کے اس گڑھ میں ۵۵% چرچ آف انگلینڈ فرقہ اور ۱۰% رومن کیتھولک فرقہ کے لوگ آباد ہیں۔ سرکاری زبان انگریزی ہے اور سکے کا نام پونڈ ہے۔

برطانیہ یورپ کے شمال مغربی ساحل کے ساتھ واقع ہے۔ اس کے مغرب میں آئرلینڈ اور جنوب مشرق میں فرانس ہے۔ بادشاہت قائم ہے۔ چنانچہ سربراہ مملکت ملکہ ہیں اور سربراہ حکومت وزیر اعظم کہلاتا ہے۔ یہ بہت بڑا صنعتی ملک ہے۔ جیٹ ہوائی جہاز تک برآمد کرتا ہے۔ برطانیہ نے سب سے پہلے اٹامک انرجی کو بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا۔

۱۹۷۵ء میں برطانیہ یورپ کی مشترکہ منڈی کا ممبر بن گیا۔ دونوں عظیم جنگوں میں برطانیہ کو شدید نقصانات اٹھانے پڑے۔

اس ملک کے ۹۸% افراد تعلیم یافتہ ہیں۔

احمدیہ مشن کا قیام
تثلیث کے مرکز میں تبلیغ

اسلام کا یہ پہلا مشن ہے۔ اور اس مشن کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں بہت سے ایسے مبلغ بھجوائے گئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اس مشن کی ابتداء بھی ایک صحابی حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے کے ذریعہ ہی ۱۹۱۳ء میں ہوئی ۱۹۲۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے بنفس نفیس لندن تشریف لے جاکر مسجد فضل کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد احمدی مستورات کی مالی قربانیوں سے تعمیر کی گئی ہے جب لندن میں مسجد تعمیر ہوئی تو لندن کے ویسٹ منسٹر ٹائمز نے لکھا کہ:

"اس مسجد کی تعمیر کو ایک چیلنج سمجھنا چاہیئے۔ مغرب اب تک مشرق کو مذہباً اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ مگر افسوس اس نے اپنی طاقت اپنے گھر میں کمزور کر دی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مشرق بھی مغرب کی طرف دیکھنے لگا ہے اور اب مسلمانوں کی اذان کا نعرہ اس سرزمین میں بھی سنایا جانے والا ہے۔"

اگست ۱۹۵۰ء میں گلاسکو مشن کی طرف سے مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کے ذریعہ ایک ماہوار رسالے کا اجراء کیا گیا جس کا نام ——— MUSLIM HERALD ہے جو آج تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ مشن کی طرف سے ایک اور ماہوار رسالہ "اخبار احمدیہ" اردو اور انگریزی میں جاری ہے۔

اس وقت برطانیہ میں ۹ مرکزی مبلغین فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں مصروف ہیں جن کے امیر مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ہیں۔ آج خدا کے فضل سے انگلستان میں ایک نہایت جاں نثار اور فعال جماعت معرض وجود میں آچکی ہے۔

———•———

خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم مشن کی کوششوں کے نتیجہ میں مطلع یورپ پر آفتاب اسلام کے طلوع

کے آثار ہر طرف نظر آ رہے ہیں۔ اور وقت آ گیا ہے کہ دُنیا ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئی تطلع الشمس من مغربھا کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے۔

اپنے تو اپنے رہے غیر بھی جماعت کی اِن کاوشوں کے نتیجہ میں رونما ہونے والے دلکش نظاروں کو ایک زمانہ سے محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ رائٹر کے نامہ نگار نے آج سے ۴۴-۴۵ سال قبل "اسلام کا نیا حملہ یورپ پر" کے عنوان کے تحت لکھا کہ:-

"کبھی صرف یہی مشاہدہ میں آتا تھا کہ مغرب مشرق کی تادیب و تعلیم کے لیئے مشرق کی ہر وسعت پر چھا رہا ہے۔ عام علم و صنعت میں ہی نہیں بلکہ مغرب مشرق کا معلّم دین و روحانیت بھی بن چکا تھا لیکن اب تھوڑے عرصہ سے اس کے برخلاف مشرق اپنی دیرینہ روایات اور تعلیم کے ماتحت مغرب کو تدریسِ دین اور اسرارِ روحانیت سے واقف کرانے کے لیئے مغربی ممالک کی طرف غیر معمولی اہتمام سے بڑھتا ہوا نظر آنے لگا ہے۔ یہ مہم ایک وقت سے اسلام کے نام پر قرآنی تعلیم کی اشاعت کیلئے مغربی ممالک بالخصوص یورپ میں شروع ہو چکی ہے۔ اسلام کا یہ حملہ یورپ پر تحریکِ احمدیت کی طرف سے شروع کیا گیا ہے۔ چنانچہ احمدیت کے مبلغ یورپ کے بیشتر ممالک میں اپنے مراکز قائم کر چکے ہیں ...... (اور) اس وقت تک سپین اسلامی تجدید کے لحاظ سے زیادہ زرخیز ثابت ہو رہا ہے غالباً صدیوں کی شورش حکومت کے ورثہ و ترکہ کی وجہ سے .....؛"

(تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۱)

حضرت مصلح موعود جب ۱۹۲۴ء میں لندن تشریف لے گئے تو ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا:-

"میرا ارادہ ہے کہ مَیں یورپ اور امریکہ کے تمام مبلغین کو اکٹھا کر کے قضیۂ زمین برسرِ زمین طے کرنے کی کوشش کروں ......

کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں اسلام کی فتح دیکھنا نصیب کر دے اور ہماری موتیں ہماری زندگیوں سے زیادہ مبارک ہوں۔"

(تحریک جدید کے بیرونی مشن صفحہ ۱۵)

اے خدا! تُو ایسا ہی فرما۔ آمین

زمینِ پیڈرو آباد پر اک چاند اُترا تھا

ہوئی تھی شمعِ دیں جب پیڈرو آباد میں روشن
دفورِ اُلفت و مستی سے پروانوں پہ کیا گزری

مسرت سے زمیں کے ذرّے بھی تھے رقصِ پیہم میں
بتا کہ فرطِ بہجت سے خیابانوں پہ کیا گزری

سمجھتے تھے کہ یہ بانگِ اذاں خطرے کی گھنٹی ہے
کنائس کے نگہداروں نگہبانوں پہ کیا گزری

اُترتے تھے فرشتوں کے پرے جب چرخ گردوں سے
بچشمِ دل جنہیں دیکھا اُن انسانوں پہ کیا گزری

زمینِ پیڈرو آباد پر اک چاند اُترا تھا
بتا پرتو سے اس کے کاخ و ایوانوں پہ کیا گزری

دہن سے اس کے جب جھڑتے تھے موتی علم و عرفاں کے
بتا دانشوروں اور فلسفہ دانوں پہ کیا گزری

فروغِ نور سے تاریکیوں پر موت آئی تھی
ضیا باری سے قصبے کے گلستانوں پہ کیا گزری

وجودِ پاک اس کا خود ثبوتِ حق تعالیٰ ہے
جو منکر ہیں خدا کے ایسے نادانوں پہ کیا گزری

جو گزری اپنوں پہ احساس اس کا خوب ہے ہم کو
بھلا یہ تو بتا ہمدم کہ بیگانوں پہ کیا گزری

تعجب ہے ہوئے وہ سیخ پا تعمیرِ مسجد پر
غبارِ کیں سے اُن کے دل کے آئینوں پہ کیا گزری

جراحت پہ ہماری کرتے تھے باہم نمک پاشی
بالآخر یہ بتا خالی نمک دانوں پہ کیا گزری

(سید ادریس احمد غاجرہ ربوہ)

وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورۂ یورپ کی انقلابی تاثرات کا تذکرہ

(عبدالسمیع خان ۔ ربوہ)

یہ اگست ۱۹۲۴ء کی ایک روشن صبح کا ذکر ہے ریل گاڑی وکٹوریہ سٹیشن لندن پر روزانہ کی طرح آکر رُکی یہاں کی زندگی حسب معمول رواں دواں تھی۔ مگر باہر سے آنیوالوں کی آنکھیں تہذیب مغربی کی چمکار سے خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ مگر انسانوں کے ہجوم میں گاڑی سے اترنے والے چند افراد ایسے بھی تھے جن کی نظر میں اس سارے تمدن کا آشیانہ شاخِ نازک پر قائم تھا۔ اور وہ اسے گرا کر عظیم الشان تہذیب و تمدن کے قیام کی آرزو لیکر یہاں آئے تھے۔ وہ انسان کو زندگی کی اعلیٰ اقدار سکھانے آئے تھے۔ اور جب کچھ عرصہ بعد وہ یہاں سے واپس لوٹے تو ان کے دل اس یقین سے پُر تھے اور ایک دُنیا زبانِ حال سے ان کے ساتھ گواہی دے رہی تھی کہ وہ اپنے مقصد میں ایک دن ضرور کامیاب ہوں گے۔

یہ تاریخی نظارہ جس قدر قدیم ہے۔ اتنا ہی جدید بھی ہے۔ برسوں سے عیسائیت کے علمبرداروں نے مشرق پر مذہبی یلغار کر رکھی تھی۔ اور اس کے مقابل پر انگلستان میں احمدیت کا باقاعدہ تبلیغی مرکز ۱۹۱۳ء سے قائم تھا مگر یہ پہلا موقع تھا کہ خدا کا مقدس خلیفہ اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا قافلہ سالار مصلح موعود عیسائیت کے گڑھ میں اترا۔ اور آپ کا یہ مختصر دور تاریخِ تبلیغِ اسلام و احمدیت میں ایک غیر معمولی سنگِ میل قرار پایا۔ اور پیغامِ حق کے ابلاغ میں مزید تندی اور تیزی آگئی۔ آپ ۱۹۵۵ء میں دوبارہ انگلستان تشریف لائے۔ اور جدید تقاضوں کے مطابق اپنے خدام باصفا کو زریں ہدایات سے نوازا۔ جس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے انقلابات صفحۂ ہستی پر انمٹ نقوش بن چکے ہیں۔

؎ مِٹا سکے گی نہ دنیا اسے قیامت تک
دلوں پہ چھوڑے ہیں اس نے نقوشِ لافانی

خلافتِ ثالثہ میں یہ مہم ایک نئے تابناک دور میں داخل ہوئی۔ اور مصلح موعود کے تیار کردہ خاکے میں اس خوبصورتی سے رنگ بھرے گئے کہ دجالیت کی چھوٹی سوئیاں ماند پڑنے لگیں۔ حضرت ناصرِ دیں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اس یورپ کو للکارا۔ انہیں سچے خدا کی طرف دعوت دی۔ اور عالمگیر تباہی اور بحران کا انذار کیا۔ جو ان کی عدمِ توجہ کے نتیجہ میں ان کا مقدر بن چکی ہے۔ آپ نے فتحِ یورپ کے لئے ایک محاذ سپین میں بھی قائم کیا۔ اور

اس طرف آپکی بھرپور توجہ تھی کہ آپ اپنے رب کریم کے حضور حاضر ہو گئے۔

اسلام کا پرچم۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس مقام پر چھوڑا وہیں سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پکڑا اور لہراتے ہوئے طوفانی رفتار سے آگے بڑھنا شروع کر دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ الودود کا حالیہ دورہ یورپ اسی یلغار کی ایک کڑی ہے۔ جو احمدیت کی طرف سے مذاہب باطلہ کے خلاف جاری ہے۔ اس دورہ کے ہمہ گیر عالمی اثرات کئی سمتوں میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مرکز سے دور بکھری ہوئی احمدی جماعتوں کا اپنے امام کے ساتھ بالمشافہ رابطہ ہوا۔ امام وقت کی دید اور اس کے زندگی بخش کلمات سے ان کے ایمان کو ترقی ہوئی۔ اور وہ اپنے مقصودِ حیات کو پانے کیلئے پہلے سے زیادہ مستعد اور سرگرمِ عمل ہو گئے۔

یہ احمدی جس ماحول میں بس رہے ہیں وہاں انکی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اور ان کے چاروں طرف دجل و فریب کا ایک طوفان برپا ہے جس کی تیز آندھیاں انہیں اپنے ساتھ اڑا لے جانے کی بھرپور کوشش میں مصروف ہیں۔ حضور نے اپنے رُوح پرور خطابات اور عملی راہنمائی کے ذریعہ انہیں ان تیز ہواؤں میں بھی اپنے دین اور معاشرے کا چراغ جلاتے رہنے کا حوصلہ بخشا ہے۔ آپ نے ان پر یہ روشن فرمایا کہ وہ کون سے ذرائع ہیں جن کو اختیار کر کے وہ اپنے اپنے گندے ماحول کے بداثرات سے نہ صرف محفوظ رہ سکتے ہیں

بلکہ اس معاشرے پر اپنا اثر ڈال کر اسے بقعۂ نور بنا سکتے ہیں۔

نئی نسل کو آباء کا دینی ورثہ منتقل کرنا زندہ قوموں کا شعار ہے تاکہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل بے تابانہ جذبوں کے ساتھ اس روح کو قائم رکھے جو ملت کی رگوں میں دوڑ رہی ہوتی ہے۔ حضور اقدس نے اس طرف بھی توجہ فرمائی ہے۔ اور تربیت اولاد کے گُر اور اس کی اہمیت احمدیوں کو ذہن نشین کرائی ہے۔ اور پھر نئی نسل کو بھی اپنی مقناطیسی کشش سے انہی راہوں پر گامزن کر دیا ہے جو فلاح اور نجات کی راہیں ہیں۔

مغرب کے احمدیوں کا ایمان خلوص اور للّٰہیت بے مثال ہے جو بذات خود احمدیت کی صداقت کا ثبوت ہے۔ مگر ان میں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو مالی قربانی میں سستی کا شکار تھا۔ اور شرح سے کم ادائیگی کرتا تھا۔ حضور نے دورہ کے دوران بار بار اس پہلو کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی جس کے نتیجہ میں مالی قربانی کا جذبہ نئی کروٹیں لے کر اٹھا ہے۔ اور اس کے پھل ملنے شروع ہو گئے ہیں۔ غفلتوں کا لبادہ اتر رہا ہے اور صدق و سداد کی راہیں زیادہ روشن اور تاباں نظر آنے لگی ہیں۔ اور شرح تو کیا وہ اپنا تن من دھن قربان کرنے کے دعویٰ کو عمل کا جامہ پہنا رہے ہیں۔

جوں جوں احمدیت کا دامن یورپ میں پھیلتا جا رہا ہے۔ توں توں مقامی معاشرے کے ساتھ اس کے نئے روابط پیدا ہو رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں نئے نئے مسائل سامنے آ رہے ہیں۔ حضور نے ہر جگہ مجالس شوریٰ

منعقد کر کے ان مسائل کا جائزہ لیا اور احباب جماعت سے تجاویز طلب کیں۔ ان کی روشنی میں بعض ذمہ داریاں بڑی شدت کے ساتھ بیدار ہوئیں۔ اور بعض تقاضے پورے زور کیساتھ آن کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کو پورا کرنے کے سامان بھی ہو رہے ہیں۔ اور نو بہ نو مسائل کے حل کیلئے مستقل انتظامات بھی کئے جا رہے ہیں۔ ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا قیام احمدی معاشروں کیلئے ایک نئے تاریخی دَور کی تمہید ہے۔

یورپ میں احمدیہ مشن اپنی طاقت کیمطابق نورِ حق پھیلا رہے ہیں۔ مگر جدید دَور کے نئے حالات کے ساتھ ساتھ ان میں اصلاحات اور تبدیلیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضورِ انور نے ان تبلیغی مراکز کا ہر پہلو سے جائزہ لیکر انہیں نئے دَور سے ہم آہنگ کرنیکی ہدایات سے نوازا ہے۔ جس سے ان مراکز کی قابلیتِ کار میں یقیناً کئی گنا اضافہ ہوگا اور ان کا دائرہ اثر وسیع تر ہوگا۔ اور مستقبل پر گہرے اثرات مترتب ہونگے خصوصاً سپین میں ہر ملک سے آنیوالے نمائندگان اور مبلغین کی شوریٰ میں جو فیصلے کئے گئے وہ ایک لمبے عرصہ تک آنیوالوں کیلئے مشعلِ راہ بنے رہیں گے۔ اور تاریخ کا دھارا موڑنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

قرآن کریم غیر محدود حقائق و معارف کا بے کراں سمندر ہے۔ مگر یہ آبِ حیات صرف مطہرین کے دلوں میں جاری ہوتا اور انکی زبانوں سے بہتا ہے اور ان کے عمل میں موجزن ہوتا ہے۔ اور ہر نئی رَو جو نئے مسئلے لیکر پیدا ہوتی ہے۔ ان کو حل کرنیکی آسمانی قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اسلام کے سفیر کی حیثیت میں اس دلکش اور پُر شوکت کتاب کے بہت سے جدید نکات خدا کی خاص تائید سے بیان فرمائے۔ اور غیروں سے اس کی فضیلت کا لوہا منوا لیا۔ آپ نے ان کے تازہ ترین لاینحل مسائل کی قرآن کریم سے عقدہ کشائی فرمائی۔ لیکن ساتھ ہی انہیں انتباہ بھی فرمایا کہ اگر وہ اس لافانی چشمۂ حیات سے منہ موڑتے رہیں گے تو بتدریج مکمل تباہی کی طرف بڑھتے رہیں گے۔ اور ہلاکت کا عفریت انہیں نگلنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔ تبشیر اور انذار کا یہ پُر جلال اعلان بہت سے دلوں سے کفر کے تالے کھولنے کا موجب بنا ہے۔ اور وہ اسلام کی آغوش میں آن گرے ہیں۔ اور مستقبل میں بھی بہت سے پھل پک کر گرنے والے ہیں۔

ع ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جسکی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

حقیقی اسلام کے نام لیواؤں پر غیر مذاہب کیطرف سے گندے اعتراضات کی بوچھاڑ ہے۔ اور یہ بادِ سموم کچھ اسطرح پھیلی ہے کہ ہر کمزور خرمنِ ایمان کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ حضور نے توحید کے پرستاروں پر اپنے عقائد اور ان میں تہہ بہ تہہ پھیلی ہوئی حکمتوں کے نئے باب وا کئے ہیں۔ اور اب وہ عزمِ نو کیساتھ حق الیقین کی چٹانوں پر کھڑے ہو کر نہ صرف اپنے دین کا دفاع کریں گے بلکہ جارحانہ حملوں سے حملہ آوروں کا منہ بند کر دیں گے انشاءاللہ العزیز اور ع

یقین چھپ نہ سکیگا کبھی گمانوں میں

فی زمانہ یورپ میں اسلام کو میٹھی چھری سے ذبح کرنیکی منظم رَو چل رہی ہے۔ اور بظاہر اسلام کے حق میں ہونے والے کلام میں سَو نشتر چھپے ہوتے ہیں حضور نے بچشم خود اس زہریلے شہد کو ملاحظہ فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں منٹگمری واٹ سے حضور کی ملاقات بہت اہمیت کی حامل ہے۔ ان مہلک اثرات کو دور کرنے کیلئے وسیع اور عالمگیر سکیمیں تیار ہو رہی ہیں۔ تا دنیا کے کونے کونے سے شائع ہونیوالے گندے لٹریچر کا جواب فوری طور پر دے کر دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے جائیں حضور نے پاکستان کے اہلِ علم احمدیوں میں بھی یہ تحریک فرمائی ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر رہتے ہوئے وقت وقف کریں۔ اور اعتراضات کے جوابات کیلئے تحقیقات میں شریک ہوں۔ دشمن کے سامنے قولاً اور عملاً سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

آج کی دنیا میں اخبارات قوموں کی تقدیریں بگاڑنے اور سنوارنے میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں جھوٹ کو سچ کر دکھانے اور سچائی کو مسخ کر کے بدترین شکل میں پیش کرنا ان کا شیوہ ہے۔ سیدنا حضور انور نے اس اہم کل پرزے سے استفادہ کرتے ہوئے اہلِ یورپ کے سامنے اسلام کی سچی تصویر کھینچی ہے۔ اور یہ خدا کا محض فضل ہے۔ کہ ہر جگہ جھوٹ کی ملونی بہت کم تھی۔ اور غالب طور پر صحافت نے ستھرے پن کا مظاہرہ کیا ہے۔ خود اخبار نویس متعصب دل اور گستاخ نگاہیں لے کر آتے تھے مگر جاتے ہوئے ان میں

ایک حیرت انگیز تبدیلی چشم بصیرت دیکھ سکتی تھی۔ ان کے دل نرم اور نگاہیں جھکی ہوتی تھیں۔ ان کی کایا پلٹنا مستقبل کے شیریں ثمرات کیلئے بہت خوش آئند آغاز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنیوالوں نے جو بدترین نمونہ دکھایا ہے۔ وہ ہر جگہ ہدفِ تنقید بنا ہوا ہے۔ اور غیر اسکی آڑ لے کر اسلام کے حسین چہرے کو داغدار کرتے ہیں۔ اسلام کہیں مسلم رہنماؤں کے اعمال کا خمیازہ بھگت رہا ہے اور کہیں عوام اور علماء کی بے راہرویاں اسے چرکے لگا رہی ہیں حضور نے واشگاف الفاظ میں حقیقتِ حال کی وضاحت فرمائی۔ کہ اسلام وہ ہے جو قرآن کریم کے اندر موجود اور محفوظ ہے اور ہر نقص سے پاک اور تمام رعنائیوں سے بھرپور ہے۔ اسلام کی طرف منسوب ہونیوالے کسی فرد کا عمل اس کی دلکشی میں قطعاً کسی کمی یا عیب کا موجب نہیں بن سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اس صداقت کو سمجھا اور اپنے فکر و نظر میں جگہ دی۔ اور آئندہ سینکڑوں سعید رُوحوں کے لئے یہ بات چشمۂ ہدایت کا کام دے گی

؎ قبضۂ تقدیر میں دل ہیں اگر چاہے خدا
پھیر دے میری طرف آجائیں پھر بے اختیار

مسجد بشارت کے افتتاح کی سعادت پا کر احمدیت نے سپین میں ایک ہمہ گیر جہاد کا پہلا معرکہ سر کیا ہے ہمیں قریہ قریہ اور بستی بستی مساجد تعمیر کرنی ہیں۔ اور پھر اہل سپین سے ان مساجد کو آباد کرنا ہے۔ حضور کا سفر یورپ اس نصب العین کے حصول کیلئے بھرپور کوشش

کا جائزہ لینے میں بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے
آپ نے یورپ میں سپین کے واقفینِ عارضی کی
تحریک فرمائی ہے۔ جس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور
مستقبل قریب میں، جب جوق در جوق احمدی اپنے
بے پایاں ولولوں، ناقابل تسخیر دلائل اور اسوۂ رسولؐ
میں رنگین ہو کر سپین کے گلی کوچوں میں خدائے واحد کی
منادی کریں گے تو خود بھی نئی زندگی سے ہمکنار ہونگے
اور اہلِ سپین کو بھی حیاتِ نَو دے کر محمد مصطفیٰؐ کے
قدموں میں لا بٹھائیں گے۔

مسجد بشارت غرباء کیلئے بھی خوشیوں کا پیغام
لے کر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی توجہ اس طرف
پھیری کہ اللہ کے گھر کی تعمیر کے شکرانہ میں صفتِ
رحمانیت اور رحیمیت کا مظہر بننے کی کوشش کی جائے
چنانچہ حضور نے منشاءِ الٰہی کے مطابق "بیوت الحمد
منصوبہ" کا اجراء فرمایا ہے۔ اس کے نتیجہ میں
بے کس، بے نوا، یتامیٰ اور غرباء غلبۂ اسلام کی آسمانی
مہم میں زیادہ بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کریں گے۔ اور
پھر ان کے دلوں سے اٹھنے والے حمد کے نغمے اور بے اختیار
دعائیں احمدیوں کے دامن اللہ کے نور سے بھر دیں گی۔
اور اللہ کے ہزاروں نئے گھر تعمیر کرنیکی توفیق لیکر دربارِ
الٰہی سے لوٹیں گی۔

ابن عربی اور ابن رشد اسلام کے عظیم سپوت
اور اسلام کی علمی ترقی کی علامت ہیں۔ آج پھر
احمدیت کو ان کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس کے
ارشاد پر سپین کی مٹی کو آنسوؤں سے تر کر کے پھر
ویسی ہی روحیں پیدا کرنے کیلئے اپنے رب سے دعائیں
کی گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔

"اتنے آنسو بہائیں کہ خدا کی تقدیر
کی رحمتیں بارش کی طرح برسنے لگیں
اس ملک پر۔ ہر آنسو سے وہ روحیں
پیدا ہوں جو اسلام کے لئے ایک
انقلاب کا پیغام لے کر آئیں۔ ہر
آنسو سے ابن عربی نکلیں، ہر آنسو
سے ابن رشد پیدا ہوں۔ آج ایک
ابن عربی کا کام نہیں۔ آج تو قریہ
قریہ بستی بستی میں ابن عربی کی ضرورت
ہے"

حضرت خلیفۃ المسیح کی اقتداء میں احمدیوں نے
اس سرزمین پر آنکھوں کی راہ سے خون بہایا ہے
ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہ آنسو خدا کی رحمت کے دریاؤں
میں ڈھل جائیں گے۔ یہ دعائیں اپنے رب کے حضور
قبولیت کا پھل ضرور پائیں گی۔ اور دنیا ایک دفعہ پھر
اسلام کی عظمتِ رفتہ کا نظارہ کرے گی۔

الغرض حضور کا یہ دَورہ ہر جہت اور ہر پہلو
سے بے انتہا برکتوں اور مسرتوں کی صبحِ نَو لے کر اسلام
کے مطلعِ تاباں پر نمودار ہوا ہے۔ دنیا بھر کے احمدیوں
کی نیم شبی دعاؤں نے خدا کے فضلوں کو اسطرح جذب
کیا ہے جیسے ایک بچہ کی چیخیں ماں کے پستانوں میں
دودھ کھینچ لاتی ہیں۔ گداز دلوں، بے چین روحوں اور
بے قرار آنکھوں سے بہنے والے آنسو خدا کی رحمتوں

کی موسلا دھار بارش بے کر برسے اور گلشنِ احمدیت کے چپے چپے کو سیراب کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود کا وجود اس دور میں زندہ خدا کا زندہ نشان ہے وہ آسمانی تجلیات کی جلوہ گاہ ہیں۔ وہ مہبطِ انوارِ سماوی ہیں۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور ہو کر وہ تاریک دنیا کو نئی روشنی کا پیغام دے رہے ہیں۔ ملائکۃ اللہ ان کے ہمرکاب ہیں۔ وہ جہاں سے گذرتے ہیں۔ اپنی خداداد فراست۔ اور لا فانی علمِ روحانی کے نقوشِ ثبت کرتے چلے جاتے ہیں۔

؎ ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

نور اور ظلمت کی یہ آخری جنگ اسلام کی کامل فتح تک جاری رہے گی۔ حضرت اقدس نے اسلام کا علم زمین سے اٹھایا اور ربّ رحیم کی توفیق سے مضبوط بنیادیں قائم کر کے قلبِ کفر میں گاڑ دیا۔ آپ کے اولوالعزم جانشین اسے بلند سے بلند تر عالم میں اُڑانے کی کوششوں میں ہمہ تن معروف رہے۔ اور رہیں گے۔ کیونکہ یہی انکی ذات کا منتہائے مقصود ہے۔ مشرق و مغرب میں دیوانہ وار مئے توحید کو لے کر صفتِ جام پھرتا انکی انتھک کوششوں کی بھرپور جھلک ہے۔ اور یہی حضورِ انور کے دورے کا خلاصہ اور عنوان ہے۔ کبھی دنیا ہم پر ہنستی تھی۔ آج حیران ہے اور کل ہمارے ساتھ شامل ہو کر ربّ کریم کے حضور آنسو بہائیگی۔ اور اس کے آثار روشن سے روشن تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ؎

گیا زمانہ کہ ساری دنیا ہی صیدِ یورپ بنی ہوئی تھی
خدا نے چاہا تو اب ہمارا تمام یورپ شکار ہو گا
گیا زمانہ کہ ابنِ مریم کی ساری دنیا پہ تھی حکومت
قسم خدا کی مرا محمدؐ جہاں کا اب تاجدار ہو گا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ اور مغربی پریس

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ۲۸ر جولائی ۱۹۸۲ء کو اپنے عہدِ خلافت کے پہلے دَورۂ یورپ پر تشریف لے گئے۔ جہاں سے ۱۲ر اکتوبر کو آپ واپس مرکزِ سلسلہ میں تشریف لائے۔ حضور کے دَورہ کو خُدا تعالیٰ نے جن غیر معمولی کامیابیوں سے نوازا، ان کا تذکرہ مغربی پریس نے بھی کیا۔ جن کی رپورٹنگ ادارہ خالد اس سے قبل ستمبر، اکتوبر کے شماروں میں ہدیہ قارئین کر چکا ہے۔ خالد کے اس دَورۂ یورپ نمبر میں ادارہ نئے اخبارات کے ساتھ گزشتہ اخبارات کے تراشے بھی شاملِ اشاعت کر رہا ہے۔

آخر پر ۱۲۳ سے ۱۲۵ تک سپین کے اخبارات کے تراشے ہیں جن کے تراجم اس سے قبل ماہنامہ خالد، ہفت روزہ لاہور اور روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔

Arbetet VÄST (DEL 1)

Vardag 2:75 Söndag 2:75 TISDAG 10 AUGUSTI 1982 (vecka 32) 96:e årg.

● SIDAN 24

Kalif besökte enda moskéen

Göteborg fick exotiskt besök i går. Det var kalifen Hazrat Mirza Tahid Amar som gästade Göteborg – och Sveriges – enda moské. [illegible] som han religion, som är en gren av islam.

● SIDAN 16

یہ فوٹو سویڈن کے اخبار "آربیتت" کی ہے۔

اخبار مذکور نے اپنی ۱۰؍اگست ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں حضور کے دورہ گاٹن برگ (سویڈن) کا ذکر کیا۔ نیز حضور کے الفاظ میں اس دورہ کے مقاصد

ARBETET 10 Aug 1982

16

Kalif besöker moskén i Göteborg

● – Det är riktigt att sprida vår heliga skrift, koranen, budskap, säger kalif Hazrat Mirza Tahir under sitt besök i Nasirmoskén i Göteborg.

GÖTEBORG: Direkt från Pakistan till mosken i Göteborg kom i förrgår kalif Hazrat Mirza Tahid Amar.

Som kalif är han ahmadi-muslimernas högste man, och nu ska han resa genom Europa för att träffa sina anhängare.

– Jag blev vald till kalif i juni i år, och det här är första gången som jag gör en sådan har utlandsresa i mitt ämbete, berättade han då han tog emot pressen i Imam Nasir-mosken i går.

– Sedan ska jag vidare till Spanien, där vår församling har byggt en ny moské som ska invigas i september. Men innan jag lämnar Sverige ska jag besöka Malmö, där vi har en liten församling på 25 personer.

Ahmadi-muslimerna är en gren av islam, och i Göteborg har man omkring 150 anhängare. De flesta kommer från Pakistan och Jugoslavien.

ENDA MOSKÉN

Imam Nasir-moskén är landets enda moské och den invigdes 1976.

Kalif Hazrat Mirza Tahid Amar berättar om ahmadimuslimernas inriktning.

– Mycket av vårt arbete grundar sig på missionsarbete, men vi bygger också sjukhus och skolor runt om i världen. Vår första församling grundades i en liten by i Indien vid sekelskiftet. Runt om i världen har vi nu ungefär 10 miljoner medlemmar och i Pakistan ungefär 3,5.

MISSFÖRSTÅND

– Som alla andra muslimer tror vi på profeten Mohammed men det finns en grundläggande skillnad. Skillnaden är att vi inte tror att han ska komma tillbaka igen. Det är ett religiöst missförstånd.

Imam Nasir var den förste kalifen och grundaren till rörelsen. Hazrat Mirza är den fjärde kalifen i ordningen.

På måndagskvällen fortsatte kalifens göteborgsbesök med en träff för församlingens medlemmar.

● Göteborg fick på måndagen besök av kalifen Hazrat Mirza Tahir, överhuvud för Ahmadimuslimerna. Här utanför moskén tillsammans med Hamid Karim.

اور ساری دُنیا میں جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا ہے اور مسجد ناصر گوٹن برگ کے بارہ میں لکھا کہ یہ سویڈن کی واحد مسجد ہے جس کا افتتاح ۱۹۷۶ء میں خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کیا۔

● اس خبر کا پورا ترجمہ "خالد" ستمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

Göteborgs-Posten

12 fe årg. Nr 214 Vecka 32 　 Redaktör och ansvarig utgivare LARS HJÖRNE 　 Tisdagen den 10 augusti 1982

یہ سویڈن کی "گوتی برگز پوسٹن" اخبار کی ۱۰ اگست ۱۹۸۲ء
کی اشاعت کا تراشہ ہے جس میں اخبار نے حضور کے دورۂ سویڈن
کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ:-
"خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ) یورپ کو شہرۂ آفاق اسلامی تعلیم سے روشناس کرائیں گے"
مکمل ترجمہ "خالد" ستمبر ۱۹۸۲ء ص۱ پر شائع ہو چکا ہے۔

GÖTEBORGS-POSTEN Tisdagen den 10 augusti 1982

Ahmadi-muslimernas andliga ledare Hazrat Mirza Tahir Ahmad utanför moskén i Göteborg där många anhängare hade samlats på måndagen för att träffa honom. Foto: Leif Åkerström.

Kalifen besökte sina trosfränder

Måndagen var en stor dag för ahmadi-muslimerna i Göteborg. Då besökte deras andliga överhuvud kalifen Hazrat Mirza Tahir Ahmed församlingen.

I vit turban och beige stickad jacka mötte han de troende i den vackra rosa moskén på Högsbohöjd i Göteborg.

Det är hans första besök utomlands som kalif, det vill säga efterträdare till rörelsens grundare, som levde i slutet av 1800-talet i Indien.

Kalifen som kommer från Pakistan, reser nu runt i Europa i en världsomfattande kampanj för islams heliga skrift. Slutmålet är Spanien där han ska vara med vid invigningen av en ny moské.

Det är den första moské som byggts på över 700 år i Spanien.

Ahmadi-muslimerna anser att messias redan har kommit tillbaka till jorden i form av rörelsens grundare. Det är den största skillnaden mellan ahmadi-muslimer och de andra muhammedanerna, som fortfarande väntar.

— Messias kom i rätt tid, för att varna oss för världskrigen, säger Hazrat Mirza Tahir.

I Göteborg är församlingen inte så stor. Ca 150 människor är med. Mest pakistanier, men även svenska och jugoslaver. I hela världen finns 10 miljoner anhängare.

— Det är svårt att säga hur många som är med eftersom vi ständigt knyter nya människor till oss, påpekar kalifen.

ڈنمارک کے مشہور اخبار
"AKTUELT" نے اپنی ۱۳ اگست
۱۹۸۲ء کی اشاعت میں ص۹ پر حضور انور
کی ایک خوبصورت بڑے سائز کی تصویر
کے نیچے یہ تعارفی فقرہ لکھا کہ:-

Fredag 13. august 1982 ■ Aktuelt 9

Hadhrat Mirza Tahir Ahmed — fjerde Kalif efter den forjættede Messias. (Foto: Poul Hansen)

Den store Kalif i København

■ Imponerende ser han ud, manden med turbanen, men han er også verdensoverhoved for den islamiske Ahmadiyya Bevægelse, der tæller 12 millioner medlemmer.

Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, der fornylig tiltrådte som den fjerde kalif efter den Forjættede Messias, er på rundrejse i Europa, og i går beærede han København med et besøg.

I bevægelsens moské i Hvidovre fortalte han om den islamiske bevægelse. I Danmark er der foreløbig kun 200 medlemmer — hovedsagelig pakistanere, men stadig flere danskere melder sig ind i sekten. I Pakistan, hvor bevægelsen har mest grobund, forfølges mange af dens medlemmer.

Sekten kan betegnes som kristen muslimsk, selv om dens medlemmer ikke er begejstrede for betegnelsen. Ahmadiyya bevægelsen opfatter Messias og Moses som lovgivende profeter begge to, der forfattede de to skrifter, som bevægelsen bygger sit budskab på, nemlig Koranen og Toraen.

Bevægelsen tager afstand fra den måde, Islam praktiseres på mange steder i verden. Ayatollah Khomeinis budskab, og den undertrykkelse og tortur der følger i kølvandet, er afsporet. Kvinden har ifølge Koranen samme rettigheder som mænd, hævder bevægelsen. Dermed menes, at hun har ret til at acceptere eller afslå et foreslået ægteskab og hun har fuldstændig frihed til at handle med den medgift og arv, hun får ved ægteskab. Dog har manden stadig en »relativ forrang«.

Den flotte moské i Hvidovre er finansieret af bevægelsens kvinder i Danmark, som har samlet sammen til dens opførelse.

star

"حضرت مرزا طاہر احمد۔ مسیح موعود کے چوتھے خلیفہ"

۶ اور پھر اس عنوان کے ساتھ درج ذیل خبر شائع کی :۔

عظیم خلیفہ کوپن ہیگن میں!

متاثر کرنے والی شخصیت پگڑی باندھے ہوئے اسلامی احمدیہ تحریک (جس کے ۱۲ ملین ممبر ہیں) کے عالمی رہنما

"حضرت مرزا طاہر احمد جو حال ہی میں مسیح موعود کے چوتھے خلیفہ مقرر ہوئے ہیں یورپ کا دورہ کر رہے ہیں۔ کل انہوں نے کوپن ہیگن کو اپنی آمد سے اعزاز بخشا۔ ہویدوور (HVIDOVRE) میں اس تحریک کی مسجد میں انہوں نے (احمدیہ) اسلامی تحریک کے متعلق بتایا کہ موجودہ وقت میں ڈنمارک میں اس کے ۲۰۰ ممبر ہیں جن میں سے اکثریت پاکستانیوں کی ہے لیکن ڈینش لوگ بھی اس فرقہ میں شامل ہوتے جارہے ہیں۔ پاکستان میں جہاں کی مٹی اس تحریک کے لیئے زرخیز ترین ہے۔ اس تحریک کے بہت سے ممبروں کو تنگ کیا جاتا ہے۔

اس فرقہ کو مسیحی مسلم قرار دیا جاسکتا ہے اگرچہ اس کے ممبر یہ پسند نہیں کرتے۔ احمدیہ تحریک مسیح اور موسیٰ ہر دو کو تشریعی نبی سمجھتی ہے جنہوں نے ان صحائف کی تصنیف کی جن پر اس تحریک کے پیغام کی بنیاد ہے یعنی قرآن اور تورات۔ یہ تحریک اس طریق سے تعلق نہیں رکھتی جس پر دنیا میں متعدد مقامات پر عمل کیا جارہا ہے۔ آیت اللہ خمینی کا پیغام اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا استبداد اور تشدد صحیح راستہ سے ہٹ جانے کے نتیجہ میں ہے۔

یہ تحریک دعویٰ کرتی ہے کہ قرآن کی رُو سے عورتوں کے بھی ویسے حقوق ہیں جیسے مردوں کے۔ اس لیئے عورت کو یہ اختیار ہے کہ مجوّزہ رشتہ شادی قبول کرے یا رد کردے۔ اسے پوری آزادی اور اختیار ہے کہ جس طرح چاہے اپنے جہیز یا ورثہ میں تصرف کرے۔ اگرچہ مرد کو نسبتی طور پر برتری حاصل ہے۔

ہویدوور (HVIDOVRE) کی خوبصورت مسجد کے لیئے احمدی خواتین کی تنظیم نے مالی امداد دی اور رقم جمع کی جس سے اسے تعمیر کیا گیا۔"

10 B.T. FREDAG 13. august 1982

Ikke hver dag, man møder en kalif i Hvidovre

»Jeg bryder mig faktisk ikke om at gå med turban,« siger kaliffen, her foran moskeen i Hvidovre.

Af Herdis Skov

Den islamiske bevægelse Ahmadiyyas 25.000-30.000 medlemmer i Danmark har i denne uge valfartet til moskeen i Hvidovre for at få et glimt af deres overhoved, den fjerde kalif efter den Forjættede Messias. Han har siden tirsdag boet i et gult murstenshus ved siden af [illegible] muslimernes åndelige leder i København.

Det er ikke hver dag, man møder en kalif, og slet ikke, hvis man er halvhjertet medlem af folkekirken. Men i aftes var der bevilget et kvarters audiens, som blev til tre kvarter i selskab med en charmerende og begavet mand med en god portion humor.

Det skulle egentlig være foregået i et mødelokale i kælderen, hvor herboende muslimer havde startet en ansøgning om at [illegible] for at følge seancen. I stedet fortrak kaliffen til gæsteplænen sammen med et par medlemmer af det 13 mand store følge.

Overhoved for 10 mill.

Hedhrat Mirza Tahir Ahmad er 53 år og blev valgt til kalif for to måneder siden, et embede, man beholder til sin dødsdag. Han er sønnesøn af Ahmadiyya-bevægelsens grundlægger og er på sin første store rundrejse efter at være blevet valgt til overhoved for over 10 millioner muslimer.

Han kommer fra besøg i moskeer i Oslo og Göteborg og rejser i dag videre til moskéer med gennem Europa og slutter engang i september med at lægge grundstenen til den første moske i Italien og Spanien.

Kaliffen er i København med sin kone og to yngste døtre. Han var her som missionær i 1978 med de to ældste døtre, som nu er gift. Sammen med sin familie bor han i den pakistanske by Robwah, som er hovedsæde for bevægelsen og blev bygget i et ørkenområde efter Indiens og Pakistans deling i 1947.

»Det er en tung byrde og et stort ansvar at være kalif, en vanskelige opgave, fordi jeg er direkte ansvarlig over for Gud. Vore mål er ikke kun at holde vore egne til den islamiske tro, men at få alle til at gå over til den og blive reddet fra katastrofen. Islam er den sidste chance for at alle kan blive forenede«, siger kaliffen, som stolt fortæller, at ingen muslimer i bevægelsen er analfabeter, og at uddannelsesniveauet er meget højt, ikke mindst blandt kvinder.

»Min egen kone har gået på college, så blev vi gift, og hun fik arbejde nok med at passe hjem og fire børn. Efter jeg er blevet kalif, er hun blevet meget involveret [illegible]

Hedrat Mirza Tahir Ahmad, den fjerde kalif efter den Forjættede Messias, har i denne uge boet i et gult murstenshus ved siden af moskeen i Hvidovre sammen med kone og to døtre. Her er han med en del af sit følge.
(Foto Bjarne Lütchke)

1000 ansatte

Kaliffen fortæller, at omkring 1000 mennesker er beskæftiget ved hovedsædet i Pakistan. Han står op kl. 3, beder den første bøn kl. 4.30, sover et par timer og står op igen kl. 7. Han modtager dagligt 700 breve, som alle læses og besvares. Arbejdsdagen varer til omkring midnat, og han har syv-dages arbejdsuge. Lønnen er 10.000 om måneden, som han sætter ind på en konto, der skal bruges til bevægelsen. Inden han blev kalif havde han tjent så meget, at han kan leve af det resten af sit liv, bl.a. indtægter fra en farm, han drev sammen med sine søskende.

Kaliffen bærer en imponerende turban med guldsmykke, hvidt tøj og beige jakke med lange skøder, de brune hyttesko og blå sokker stikker lidt af fra denne klædning.

»Skal en kalif altid gå med turban«, lyder et af spørgsmålene.

»Nej, og har kun taget den på, fordi jeg skulle møde Dem, og fordi jeg bagefter skal tale i moskeen. Jeg har lige luftet hovedet. Jeg bryder mig faktisk ikke om at gå med turban,

ایکسٹرابلیڈ (کوپن ہیگن ۔ ڈنمارک) ۱۳؍اگست ۱۹۸۲ء

اِس کا ترجمہ "خالد" ستمبر ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۱۹-۲۰ پر شائع ہو چکا ہے۔ اِس اخبار نے "ایک کروڑ بیس لاکھ دلوں پر حکومت کرنے والا عالمی عظیم خلیفہ واقعی بہت متاثر کرنے والی شخصیت ہیں" کے عنوان کے تحت حضور کی دو تصاویر کے ساتھ پورے صفحہ کی خبر شائع کی اور اس میں حضور کے انتخاب، جماعت کے تعارف، حضور کے دورۂ یورپ کے مقاصد اور جماعت کے بنیادی عقائد کا ذکر کیا۔ (مفصّل ترجمہ کے لئے "خالد" ستمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۱۹-۲۰ ملاحظہ فرمائیں)

29 Aug. 1982

Søndagsavisen

(۲)

" نئے اسلامی راہنما "

ڈنمارک کے ہر اتوار کو شائع ہونے والے اخبار

SANDAGSAVISEN

کی ۲۹ اگست ۱۹۸۲ کی رپورٹ

Den nye leder Imam Hadhrat Mirza.

Nyt islamsk overhoved

(DP) Der findes en moske i Hvidovre, en rigtig moske med kuppeltag, som vi kender dem fra 1001-nats eventyr. Taget er lavet af azurblå mosaiksten, for det blå er profetens farve. Her samles de herboende muslimer der hører ind under Islams Ahmadiyya-bevægelse, for at høre profetens ord og mødes med andre troende. I torsdags fik moskeen en ny leder i Imam Hadhrat Mirza Ahmed, og fremover er det ham, der skal lede bevægelsen, der tæller adskillige gæstearbejdere

"KRISTELIGT DAGBLAD" (۱)

ڈنمارک کا ایک بہت اہم اخبار اپنی ۱۴ اگست ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں حضور کے دورہ کے بارہ میں رقمطراز ہے :-

" نئے خلیفہ کا ورودِ مسعود "

Ny kalif på besøg

***Jesus døde i Kashmir,* siger overhovedet af den verdensomspændende Ahmadiyya Bevægelse**

— Jesus døde ikke på korset. Ingen sand profet dør på et kors. Jesus — Guds fred være over ham — blev reddet af Allah, og da han var kommet sig af sine kvæstelser, drog han til Afghanistan og Kashmir for at opsøge de tabte får af Israels stamme. Dette var, hvad han iflg. Bibelen profeterede, at han ville gøre. Hvis ikke han havde gjort det, ville han have været en løgner.

Det er den ny kalif for Islams Ahmadiyya Bevægelsen, som med alvor og overbevisning udtrykte dette overfor en talrig forsamling af tilhængere i Nusrat Djahan Moskeen i Hvidovre i torsdags.

Den ny kalif for Islams Ahmadiyya Bevægelse, Hadhrat Mirza Tahir Ahmad.

Netop tiltrådt

Den ny kalif, Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, er netop tiltrådt som overhoved for den verdensomspændende Ahmadiyya Bevægelse, som siges at have 10 millioner medlemmer. Ahmadiyya blev grundlagt i Punjab for 90 år siden af Mirza Ghulam Ahmad. I 1889 offentliggjorde Ahmad, at han havde modtaget åbenbaringer fra Gud, at han var den forjættede Messias og Mahdi, som skulle forny Islam, og hvis komme allerede var forudsagt af profeten Mohammed, samt i Bibelen som Jesu andet komme, og desuden i Hinduskrifter.

Den ny kalif er en sønnesøn af grundlæggeren, og han er den fjerde kalif (dvs. efterfølger eller stedfortræder) efter sin farfar. Han er nu på vej rundt i Europa for at besøge menighederne. På rejsen vil han lægge grundstenen for en moské i Italien og åbne en netop færdigbygget moské i

— Det er ikke forkert, hvad der står i Bibelen, men der er sket en række fejltolkninger, siger den ny kalif, som til hverdag residerer i Rabwah i Pakistan.

— Ligesom Moses var Mohammed — Guds fred være over ham — en profet. De var lovgivere, og de måtte gribe til våben for at forsvare loven. Ligesom Jesus var Mirza Ghulam Ahmad en Messias, dvs. religionens fornyer, som Gud sender for at regenerere religionen, når den er gået i opløsning.

— Ahmadiyya Bevægelsen er derfor det sande udtryk for Islam, som vil redde verden fra katastrofen ved at genoprette menneskets forhold til Gud.

— Men ligesom Jesus og de første kristne, vil Ahadiyya Bevægelsen aldrig gribe til vold for at gennemføre sin opgave. Koranens tale om

(۱) نئے خلیفہ کا ورود مسعود : جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کشمیر میں فوت ہوئے

"حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اور کسی صادق اور راستباز نبی پر صلیبی موت واقع نہیں ہوسکتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیبی موت سے نجات دلائی۔ اور جب آپ نے زخموں سے صحت پائی تو آپ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں افغانستان اور کشمیر میں تشریف لائے۔ بائیبل کے نزدیک یہ اسی امر کی تکمیل ہے جس کے بارہ میں پہلے سے یہ پیشگوئی تھی۔ اگر میں اس امر کو سرانجام نہ دیتا تو ایک جھوٹا اور کذاب ٹھہرتا۔

ان خیالات کا اظہار اسلام کے فرقے جماعت احمدیہ کے نئے خلیفہ نے بڑی سنجیدگی اور با اعتماد طریقے سے گزشتہ جمعرات مسجد نصرت جہاں (HVIDOVRE) میں اپنے متبعین کی ایک کثیر تعداد کے سامنے فرمایا۔

نیا نیا انتخاب

نئے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) عنقریب ہی جماعت احمدیہ عالمگیر جس کے ممبران کی تعداد ایک کروڑ بتائی جاتی ہے کے امام منتخب ہوئے ہیں۔ تحریک احمدیت کی بنیاد نوّے سال پہلے پنجاب میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں رکھی گئی۔ ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ میں وہی مسیح موعود اور مہدی ہوں جس کا تجدید اسلام کے لئے آنا مقدر تھا اور جس کی آمد کے بارہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اسی طرح بائیبل میں بھی مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی موجود ہے اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی ایک آنے والے کی پیشگوئی ملتی ہے۔

نئے خلیفہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے ہیں اور یہ اس سلسلہ کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ آجکل وہ یورپ کے عمومی دورہ پر اپنی جماعتوں کو ملنے آئے ہیں۔ دوران سفر انہوں نے اٹلی میں ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنا ہے اور سپین میں قرطبہ کے نزدیک ایک مسجد جو ابھی ابھی مکمل ہوئی ہے کا افتتاح فرمانا ہے۔

تشدد نہیں نئے خلیفہ نے کوپن ہیگن میں حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بہت ساری

علامات ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہیں پائی۔ وہ صرف تین گھنٹہ صلیب پر رہے۔ اُن کے زخموں پر مرہم عیسیٰ لگائی گئی۔ ان دنوں مقدس سرزمین پر ایسا کوئی رواج نہ تھا کہ تدفین سے پہلے مرہم وغیرہ استعمال ہو۔ جب ان کی ایک پسلی کے نیچے نیزہ چبھویا گیا تو پانی اور خون فوارہ مار کر باہر نکلا۔ حالانکہ مُردہ شخص میں سے ایسا وقوع پذیر ہونا ناممکن ہے۔

جو کچھ بائیبل میں لکھا ہے غلط نہیں ہے لیکن تشریحات میں بہت ساری غلط باتیں داخل کی گئی ہیں۔ یہ بات نئے خلیفہ نے بتائی جو کہ اکثر و بیشتر پاکستان کے شہر ربوہ میں رہتے ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک پیغمبر تھے۔ وہ شارع نبی تھے۔ اور انہیں شریعت کی حفاظت کے لئے جنگ بھی لڑنا پڑی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح تھے یعنی مذہب کو از سرِ نو زندہ کرنے والے جنہیں خدا تعالیٰ نے مذہب کے تنزل کا شکار ہونے پر تجدید کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے تحریکِ احمدیت اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے۔ جو کہ بنی نوع انسان کا خدا تعالیٰ سے رشتہ بحال کر کے دُنیا کو تباہی کا شکار ہونے سے بچاتی ہے۔

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرونِ اُولیٰ کے عیسائیوں کی طرح جماعتِ احمدیہ اپنے مشن کی تکمیل میں کبھی بھی تشدد کو اختیار نہیں کرے گی۔ اور وہ مقدس جنگیں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے وہ روحانی جنگیں ہیں۔

جس طرح کہ عیسائیت کئی صدیاں مغلوب رہنے کے بعد آخر اپنے صدق و سداد کی وجہ سے غالب آ گئی تھی اسی طرح انشاء اللہ احمدیت غالب ہو کر رہے گی۔ ایک کثیر تعداد اس تحریک کی مخالفت کرے گی۔ اور بُرے سلوک روا رکھے گی۔ لیکن (ایک وقت آئے گا کہ) یہ مخالفت ڈینش باشندوں کے فائدہ میں تبدیل ہو جائے گی اور ڈنمارک اس کے نتیجہ میں ایک مہذب قوم (کا مرکز) بن کر اُبھرے گا بشرطیکہ ڈینش تحریکِ احمدیت کی مذمت میں ظلم و ستم اور بُرا سلوک روا نہ رکھیں بلکہ اس پیغام کے لئے اپنے دروازے کھول دیں۔

یہ مبارک الفاظ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز) کے ہیں جو اب ہمبرگ تشریف لے گئے ہیں۔"

② نئے رہنما امام حضرت مرزا (طاہر احمد صاحب)

نئے اسلامی رہنما

ڈنمارک کا ایک خاص اہمیت کا حامل اخبار "SNDAGSAVISEN" جو صرف اتوار کے روز شائع ہوتا ہے۔ ۲۹ر اگست ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

اخبار نے حضور کا فوٹو شائع کر کے نیچے لکھا :-

"وِیدوور (HVIDOVRE) میں ایک مسجد موجود ہے — ایک حقیقی مسجد جس کا گنبد بھی ہے۔ (گنبد) کا پتہ ہمیں الف لیلوی افسانوں سے لگتا ہے۔ گنبد کی چھت پر آسمانی نیلے رنگ کی پچی کاری کا کام ہے۔ کیونکہ نیلا رنگ نبی (علیہ السلام) کا رنگ ہے۔ یہاں (ڈنمارک میں) رہنے والے وہ مسلمان جن کا تعلق احمدیہ تحریک سے ہے جمع ہوتے ہیں تاکہ وہ نبی (علیہ السلام) کے فرمودات سُنیں۔ اور دوسرے مومنوں سے ملاقات کریں۔ گزشتہ جمعرات کے روز مسجد میں نئے رہنما امام حضرت مرزا (طاہر) احمد آئے جو مستقبل میں اس تحریک کے رہنما ہوں گے۔ (ڈنمارک میں) اس تحریک کے بہت سے غیر ملکی ممبر رہائش پذیر ہیں اور کام کرتے ہیں۔"

ABENDPOST, 19-8-82 ①

● Kalif Ahmad im Gespräch mit Stadtkämmerer Ernst Gerhardt (rechts). Foto: Senfileben

Liebe im Mittelpunkt

Kalif Ahmad im Römer

he Frankfurt. — Keine „Religion des Sieges, sondern eine Religion der Bestätigung" vertrete er, erklärte Kalif Hazrat Mirza Tahir Ahmad bei seiner Visite im Limpurgsaal des Frankfurter Römers, wo er von Stadtkämmerer Ernst Gerhardt empfangen wurde. Als Oberhaupt der Ahmadiyya-Muslim-Bewegung besuchte er am gestrigen Mittwoch seine Gemeinde am Main.

Rund 1600 Familien zählen zu der Kirche, die im Gegensatz zum christlichen Glauben nicht die Wiederkunft nur eines Messias in den Vordergrund stellt, sondern den Messias in Form mehrerer Propheten verkörpert sieht.

So stehe denn, erklärte der Kalif, die Liebe im Vorder[grund] des Glaubens. Das Königreich Gottes sei somit nur durch einen langen evolutionären Prozeß mit vielen Opfern zu erreichen, nicht durch eine Revolution.

In Frankfurt, bemerkte das Kirchenoberhaupt, habe man mit verschiedenen Problemen zu kämpfen. Zum einen würden die Gläubigen mit vielen nicht so gesetzestreuen Pakistani in einen Topf geworfen. Zum anderen werde dringend eine größere Moschee benötigt.

Abschließend meinte Kalif Ahmad: „Die Deutschen sind ein Volk der Erfinder. Ich wäre dankbar, wenn sie ein Gerät erfänden, mit dem man Glück messen kann."

Frankfurter Allgemeine Zeitung ③

Die Moschee in Sachsenhausen wird zu eng

Kalif Ahmad von der islamischen Ahmadiyya-Bewegung im Römer

[Der] Kalif Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Oberhaupt der Ahmadiyya-Bewegung, ist [gest]ern von Stadtkämmerer Ernst Gerhardt im Kaisersaal empfangen worden. Die islamische Sekte, die ihren Ursprung auf dem indischen Subkontinent hat, hat sich Frankfurt und die Moschee in der Babenhauser Landstraße in Sachsenhausen zur deutschen Zentrale gewählt. Nach den Angaben des Kalifen zählen sich weltweit etwa zehn Millionen zu den Gläubigen der Ahmadiyya-Bewegung. In Deutschland seien es bislang nur 1400 Familienoberhäupter (Frauen und Kinder werden nicht gezählt), unter ihnen nur 24 deutsche.

Die Bewegung hat ihr spirituelles Zentrum in Pakistan. Ihre Anhänger werden dort aber verfolgt, nachdem Ahmadiyya Anfang der siebziger Jahre für „unislamisch" erklärt worden ist. Hauptunterschied zu den anderen islamischen Richtungen ist nach Angaben des Kalifen die Überzeugung, daß der Messias bereits erschienen sei. Seine Bewegung ist außerdem im Gegensatz zum übrigen Islam missionarisch tätig und übersetzt den Koran in fremde Sprachen. Die Formulierung, die Ahmadiyya-Anhänger seien die „Zeugen Jehovas des Islam", wollte der Kalif aber nicht gelten lassen. Angesprochen auf aggressives Missionieren, meinte er: „Wenn du jemanden liebst, bist du aggressiv in der Liebe." Verfolgt würden seine Anhänger in Pakistan, Burma, in der Sowjetunion und in Teilen Afrikas. Das sei dort eine „Aggression ohne Gnade".

Auch in Frankfurt machte der Kalif leichte Anzeichen der Unterdrückung seiner Sekte aus: Die Stadt fördere nicht genug den erwünschten Ausbau der Moschee in der Babenhäuser Landstraße, die viel zu eng geworden sei. Der für Kirchenfragen zuständige Stadtkämmerer antwortete, die Unterdrückung halte sich in Grenzen. Auch „übliche Bauherren" könnten in dieser Stadt ihre Wünsche nicht immer gleich realisieren. Eine Erweiterung sei aus planungsrechtlichen Gründen nicht möglich; einen anderen Standort könne der Magistrat nicht anbieten. Die Moslems sollten sich selber um einen geeigneten Ort bemühen.

یہ تراشے جرمنی کے اخبارات

ABEND POST 19, AUG. 82 (1)

(۲) فرینکفرٹ نیو پریس ۲۰ر اگست ۱۹۸۲ء

(۳) FRANKFURTER ALLGEMEINE ZEITUNG 20, AUG. 82

BILD-ZEITUNG (۴) 19, AUG. 82.

کے ہیں

ان میں اخبارات نے حضور کے تعارف کے ساتھ جماعت کا تفصیلی تعارف شائع کیا اور حضور کے بارہ میں "امن و محبت کا پیکر" کے الفاظ استعمال کئے اور لکھا کہ فرینکفرٹ میں موجود جماعت کی مسجد تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ (ترجمہ کیلئے دیکھیں "خالد" ستمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۳۵-۴۲)

Freitag, 20. August 1982 LOKA[L]

②

Ein Recht auf Glückseligkeit

Kalif Hazrat Mirza Tahir Ahmad zu Besuch in Frankfurt

„Der verheißene Mahdi und Messias ist gekommen" lautet der Titel eines Informationsblättchens. Gleich darunter steht die Frage: „Was ist Ahmadiyyat?" Mit dieser und anderen Fragen begaben sich Journalisten am Donnerstagmorgen in den „Frankfurter Hof" zur Pressekonferenz mit Kalif Hazrat Mirza Tahir Ahmad, dem vor wenigen Wochen gewählten „4. Kalifen und Oberhaupt der Ahmadyya-Muslim-Bewegung", der inzwischen zwölf Millionen Menschen aller Rassen und Nationen angehören sollen.

„Es sind etwa zehn Millionen", korrigierte der Kalif (52), der am 18. Dezember 1928 in Qadian/Indien geboren wurde. Er ist ein stattlicher Mann. Verheiratet, Vater von vier Kindern. Frau und zwei Töchter reisen mit ihm.

Die Ahmadyya-Bewegung — „eine von vielen tausend Sekten und Religionen," gibt der Kalif zu — lege den Koran so aus, daß Frauen „keine Benachteiligungen" entstehen. „Wir machen es vielmehr Männern schwer, sich scheiden zu lassen, wenn sie ihre Gattin nicht mehr lieben. Die Frauen aber ermutigen wir, sich von einem ungeliebten Ehemann zu trennen. Ihre Scheidung kann sofort vollzogen werden."

Natürlich könne eine Frau nicht „Kalif", also Oberhaupt der Bewegung, werden. Das hätten die Frauen der Ahmadyya selber so bestimmt. In ihrer eigenen Frauen-Organisation allerdings hätten sie Rechte und Pflichten und durch diese Organisation auch Möglichkeiten, Interessen beim internationalen Wahlgremium der Bewegung, dem ein „Sonderbeauftragter für Frauenfragen" angehöre, durchzusetzen.

Im Gespräch mit Hazrat Mirza Tahir Ahmad, der im Gegensatz zu dunkel gekleideten Glaubensbrüdern einen hellen Anzug indischen Stils und einen weißen Turban mit „Goldkamm" trägt, wird deutlich, daß der Führer dieser Muslim-Gruppierung, die sich als Vertreterin eines „Ur-Islam" verstanden wissen will, zwar „Feindbilder" kennt, ihnen jedoch, entgegen anderen islamischen Sekten, mit absoluter Friedfertigkeit begegnet. An dieser und anderer Stelle verweist das Oberhaupt der reformerischen Bewegung auf Gemeinsamkeiten mit Christen der ersten Tage. Was die Ahmadyya von diesen trenne, ebenso wie von den Juden, obwohl sie — wie beide — nur einen Gott anbeten, sei die Tatsache, daß für sie die Wiedergeburt des Messias schon stattgefunden habe.

Mirza Ghulam Ahmad, ebenfalls in Qadian geboren, hatte sich 1889 als der „Verheißene" vorgestellt und die Bewegung ins Leben gerufen. „Das Gleiche sagen doch andere Sektenführer auch von sich", wird dem Kalifen vorgehalten. Er widerspricht nicht. Er beruft sich lieber auf die Lauterkeit seiner Bewegung und ihrer Angehörigen, kontert mit „himmlischem Licht, das von der Finsternis und ihren Mächten" angefeindet werde. Außerdem: Er „sei nicht gekommen, um abzukassieren. „Ein Ahmadyya, der bettelt, etwa wie Krishna-Leute, hat mit sofortiger Exkommunizierung zu rechnen."

Weil die Bewegung nur missionarisch tätig wird, wo Regierungen nicht dagegen opponieren, sind ihre Missionen in kommunistischen Ländern kaum oder gar nicht anzutreffen.

Noch einmal zurück zur Frauen-Gleichberechtigung. „Der Koran billigt Mann und Frau das Recht auf Glückseligkeit zu", sagt der Kalif. Doch weil Natur Mann und Frau verschieden anlegte und es dem Mann verwehrte, Kinder zu bekommen, werde für die Frau ihr Heim das Paradies auf Erden bleiben. „Obwohl wir ihr nicht verwehren, Geld zu verdienen und einen Mann ihrer Wahl zu heiraten. Zu Ehe und Arbeit darf sie von niemand gezwungen werden. Darüber wacht der Kalif persönlich", sagt der Kalif.

JUTTA W. THOMASIUS

Kalif zu Gast im Römer

Mit Kaffee und Plätzchen bewirtete gestern Stadtkämmerer Gerhardt im Limpurg-Saal einen leibhaftigen Kalifen: Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Oberhaupt der islamischen Ahmadiyya-Sekte. Mit einer Delegation kam er von Rabwah (Pakistan) nach Europa. In Spanien feierte er die Fertigstellung einer Moschee. Und was die Nur-Moschee in Sachsenhausen anbelangt, so hat der Kalif Vorstellungen: „Sie sollte größer sein."

Evening Post, Wednesday, October 6, 1982 11

Chatham Rochester & Gillingham EVENING POST

Caliph opens mosque

MUSLIM SPIRITUAL LEADER PRAISES RACIAL HARMONY

خلیفہ نے مسجد کا افتتاح فرمایا ○
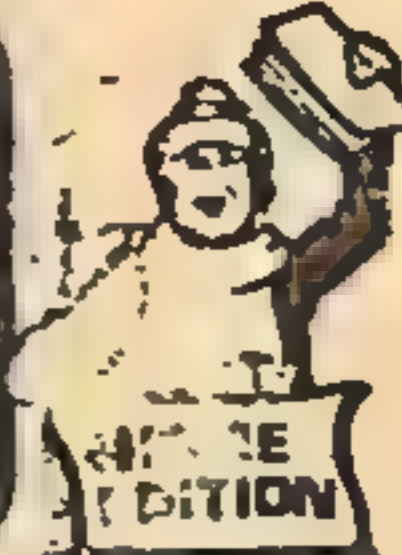
MEDWAY'S racial harmony was praised as history was made when the spiritual leader of 10 million Muslims visited the Towns for the first time.

His Holiness, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Supreme Head of the Ahmadiyya Muslim Movement, ended his European tour by opening a mosque in Medway Road, Gillingham, and attending a dinner at Chatham Town Hall.

The Caliph of the worldwide movement, speaking at the Town Hall, expressed his thanks for the "atmosphere of cordiality, harmony and peace," which he had experienced during his historic visit.

He said that, given the foreign news image of Britain the picture in Medway was "so suprising" and he hoped that the harmony was "deep-rooted."

At the mosque, the Caliph took his oath of allegiance, having recently become the fourth leader of the Ahmadiyya after the death of his brother.

Curry

Hazrat Ahmad, 54, a graduate of London University, told the guests, drawn from a wide cross-section of the community, that no matter what national or cultural differences there are, we share a common God.

Top table guests, sampling the curry, included the Mayor of Rochester upon Medway Cllr Barry Flack, and the Mayor and Mayoress of Gillingham Cllr Albert and Florence Spells.

Cllr Flack quoted from the sayings of Mohammed and praised the hard work of an Asian community and their strong sense of family unity.

The mosque building was leased to the Ahmadiyya community by Kent County Council in 1976. It has now been handed [illegible] permanently.

Cllr Spells greets the Caliph at the opening of the Gillingham Mosque.

مُسلم رُوحانی امام نے نسلی ہم آہنگی کو خراجِ تحسین پیش کیا

(EVENING POST: 6, OCT. 82)

خلیفہ نے مسجد کا افتتاح فرمایا

مُسلم رُوحانی امام نے نسلی ہم آہنگی کو خراجِ تحسین پیش کیا

بِڈوسے کی نسلی ہم آہنگی ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گئی جب ایک کروڑ مسلمانوں کے رُوحانی امام نے پہلی دفعہ اس شہر کو رونق بخشی۔ احمدیہ مسلم تحریک کے امام عالی مقام حضرت اقدس مرزا طاہر احمد صاحب کا یورپ کا دَورہ بڈوسے روڈ جلنگھم پر ایک مسجد کے افتتاح اور چیتھام ٹاؤن ہال میں اُن کے اعزاز میں دی گئی دعوت میں شمولیت پر اختتام پذیر ہُوا۔ عالمگیر تحریکِ احمدیت کے خلیفہ نے ٹاؤن ہال میں اپنے خطاب میں اہلِ یورپ کے خلوص، گرمجوشی اور امن و آشتی کی فضا قائم کرنے پر جذباتِ تشکر کا اظہار فرمایا۔ جس کا تجربہ انہیں حالیہ تاریخ ساز دَورہ میں ہُوا۔

اُنھوں نے فرمایا کہ برطانیہ سے متعلق غیر ملکی پریس کے بیان سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مڈوسے کی صورتِ حال بہت ہی خوش کن ہے اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ باہمی رواداری اور ہم آہنگی اُن کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ خلیفہ نے اس مسجد میں اجتماعی بیعت بھی لی۔ کیونکہ وہ عنقریب ہی اپنے بھائی کی وفات حسرت آیات پر احمدیہ تحریک کے چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔

CURRY

حضرت احمد جن کی عمر ۴۹ سال ہے اور لندن یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں، نے مختلف طبقات کے نمائندہ مہمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ خواہ کتنے ہی قومی اور ثقافتی اختلافات کیوں نہ ہوں ہم سب میں ایک قدرِ مشترک موجود ہے اور وہ خدا کی ذات ہے۔

مہمانانِ خصوصی میں راچسٹر کے میئر مسٹر بیری فلیک اور جلنگھم کے میئر البرٹ سپیلز (ALBERT SPELLS) اور ان کی اہلیہ محترمہ مسز سپیلز شامل تھے۔

(EVENING POST: 6, OCT, 82.)

Chatham Rochester & Gillingham

NEWS

No. 6369 FRIDAY, 8 OCTOBER, 1982 Tel: Medway 41741 20p

20 · Chatham, Rochester and Gillingham News 8-10-82

CIVIC RECEPTION IS GIVEN FOR SPIRITUAL LEADER

Caliph arrives to open mosque

THE SPIRITUAL leader of 10 million of the world's Muslims came to Gillingham on Tuesday to officially open a refurbished mosque.

Caliph Hazrat Mirza Tahir Ahmad, head of the Ahmadiyya Muslim Movement, was greeted by the Mayor of Gillingham Cllr. Albert Spells.

The Ahmadiyya sect has 150 members in the Medway Towns and the Caliph officially opened its recently-renovated mosque in Medway Road.

The building was leased temporarily from Kent County Council in 1974, but last year it was handed over permanently to the movement.

After the opening ceremony, the Caliph led evening prayers.

And later he attended a reception given in his honour at Chatham Town Hall, where he was greeted by the city mayor, Cllr. Barry Flack.

The Ahmadiyya movement was founded by the present Caliph's grandfather and is based in Pakistan. Its aim is to spread Islamic teachings through preaching and it has set up several schools and medical centres in Africa.

The Caliph (54), a graduate of London University, is married with four children. His visit to Medway was part of a tour of Europe.

Gillingham's Mayor Cllr. Albert Spells with the Caliph (centre) and some of his followers at the opening of the refurbished mosque on Tuesday. CJ2071

روحانی پیشوا کے لئے شہریوں کی طرف سے استقبالیہ

مسجد کے افتتاح کے لئے خلیفہ کی تشریف آوری!

NEWS. 8, OCT 82

روحانی پیشوا کے لئے شہریوں کی طرف سے استقبالیہ

مسجد کے افتتاح کے لئے خلیفہ کی تشریف آوری

"دُنیا کے ایک کروڑ مسلمانوں کے روحانی امام دوبارہ مرمت کی ہوئی مسجد کے باقاعدہ افتتاح کے لیے منگل کے دن جلنگھم میں تشریف لائے۔ جلنگھم کے میئر مسٹر البرٹ سپیلس (ALBERT SPELLS) نے احمدیہ مسلم تحریک کے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد کو خوش آمدید کہا۔

مِڈوے (MEDWAY) شہر میں احمدیہ فرقہ کے ۱۵۰ افراد ہیں اور اب اُن کے خلیفہ نے مِڈوے (MEDWAY) روڈ پر حال ہی میں مرمت کی ہوئی مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا ہے۔ عمارت ۱۹۷۴ء میں کینٹ کاؤنٹی کونسل نے عارضی طور پر پٹہ پر دی تھی لیکن پچھلے سال مستقل طور پر تحریک کو دے دی گئی۔

افتتاحی تقریب کے بعد خلیفہ نے شام کی نمازیں پڑھائیں۔ اور اس کے بعد چیتھم (CHATHAM) ٹاؤن ہال میں استقبالیہ میں شرکت کی جو اُن کے اعزاز میں دیا گیا تھا۔ وہاں پر اُنہیں شہر کے میئر مسٹر بیری فلیک (BARRY PLACK) نے خوش آمدید کہا۔

احمدیہ تحریک کے بانی موجودہ خلیفہ کے دادا تھے۔ اور اس کا مرکز پاکستان میں ہے اور اس کا مقصد تبلیغ کے ذریعے اسلامی تعلیم کو پھیلانا ہے۔ افریقہ میں اس تحریک کے بہت سے اسکول اور میڈیکل سینٹر ہیں۔ ۵۴ سالہ خلیفہ لندن یونیورسٹی کے گریجوئیٹ ہیں۔ وہ شادی شدہ ہیں اور اُن کے چار بچے ہیں۔ اُن کی مِڈوے میں آمد اُن کے دَورۂ یورپ کا حصہ تھی۔

CHATHAM, ROCHESTER & GILLINGHAM NEWS
FRIDAY 8, OCTOBER 1982. PAGE 20.

Evening Post, Thursday, October 14, 1982

Why we must all speak English

By community relations correspondent FAREED AHMAD

ENGLISH must be the language used at all formal occasions by Ahmadiyya Muslims in this country.

Hazrat Mirza Tahir Ahmad, the Caliph who visited the Medway Towns recently to open the mosque in Gillingham, has directed that in future, the presence of even one person who can understand only English will dictate that the proceedings be conducted in that language

The Caliph warned that if his followers, especially the elderly, did not make the effort to learn or improve their English, they would become a closed community.

Dinner

Those settled here should retain their original language because of its literary heritage but, nevertheless, the language of their host country was of paramount importance, he said.

The Caliph also pointed out that the Nasir Mosque in Gillingham, in accordance with Islamic tradition, would be open to believers of other religions who wished to worship there.

The annual dinner of Medway's community relations council is tonight at the Corn Exchange, Rochester at 7 30 pm.

Chief guest will be Sir James W. D. Crane, Chief of Constabulary in the Home Office, who has been charged with the implementation of the recommendations in the Scarman report

CALIPH TO OPEN MOSQUE

MEMBERS of Medway's Ahmadiyya Muslim community are off to Spain.

But it's not to soak up the sun.

They are to take part in the opening ceremony of the first mosque to be built there since the Inquisition 500 years ago.

The Caliph himself will be present but that is not the only honour in store.

The Caliph is to travel to Gillingham to open the community's newly renovated mosque in Medway Road on Tuesday, October 5.

خلیفہ مسجد کا افتتاح فرمائیں گے!

"میڈوے کے احباب جماعت احمدیہ سپین روانہ ہو گئے لیکن وہ موسم گرما کی شدت کو دور کرنے کے لیے نہیں گئے بلکہ انہوں نے سپین میں تعمیر شدہ اس پہلی مسجد کی رسم افتتاح میں شمولیت اختیار کرنی ہے جو ۵۰۰ سال قبل کی متشددانہ کارروائیوں کے دور کے بعد اب وہاں تعمیر ہوئی ہے۔ اس تقریب میں خلیفہ صاحب بنفس نفیس شمولیت فرمائیں گے۔ اور صرف یہی ایک اعزاز انکے حصہ میں نہیں آیا بلکہ خلیفہ صاحب نے جلنگھم کا سفر بھی اختیار کرنا ہے جہاں وہ میڈوے روڈ پر جماعت کی نئی مرمت شدہ مسجد کا ۵ اکتوبر بروز منگل افتتاح فرمائیں گے۔" (EVENING POST: 14, OCT. 82)

کیوں نہ ہم سب انگلش سیکھیں!

اس ملک (برطانیہ) میں احمدی مسلمانوں کو تمام رسمی مواقع پر انگلش زبان ہی استعمال کرنی چاہیئے

"خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب حال ہی میں میڈوے ٹاؤن جلنگھم کی مسجد کا افتتاح کرنے تشریف لائے تو اس موقع پر انہوں نے مستقبل کیلئے اپنے احباب کو یہ نصیحت فرمائی کہ یہاں پر رہتے ہوئے انگریزی جاننے والے صرف ایک فرد کی موجودگی ہمیں بتلاتی ہے کہ ہمیں انکے معاملات میں انہی کی زبان میں پیش قدمی کرنی ہے۔

خلیفۃ (المسیح) نے تنبیہہ فرمائی کہ اگر میرے متبعین خصوصاً بڑی عمر کے لوگوں نے انگریزی زبان سیکھنے یا اسے شستہ بنانے کی طرف توجہ یا کوشش نہ کی تو وہ تنگیٔ داماں کا شکار ہو جائیں گے۔

عشائیہ

آپ نے فرمایا۔ وہ جو یہاں رہائش رکھتے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی مادری زبان کی اہمیت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ وہ ادبی ورثہ ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ انہیں اپنے میزبان ملک کی زبان کی ضرورت و اہمیت بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کیونکہ اسکی اہمیت و ضرورت اس سے زیادہ مسلّم ہے۔ خلیفہ نے اس امر کا بھی خصوصی طور پر ذکر فرمایا کہ ناصر مسجد جلنگھم اسکے دروازے اسلامی روایات کے مطابق ہر مذہب کے پیروکار کیلئے کھلے ہیں جو یہاں آکر عبادت کا فریضہ سرانجام دینا چاہتا ہے۔" (EVENING POST 14, OCT. 82)

Islam's five hundred year sigh for Spain

JOHN HOOPER on the strange crusade to bring a mosque to Cordoba

The Alhambra, part of Spain's great debt to Islam

THE GUARDIAN – FRIDAY 10th Sept 1982

سپین کے لئے اسلام کی پانچ سو سال کی آہ

(گارڈین) ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء

آخری مسلمان سلطنتِ ہسپانیہ کی فوجی طاقتوں نے ۲ جنوری ۱۴۹۲ء کو اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ سلطان اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے سُرخ محل سے فرار ہو گیا۔ پھر ایک اُونچے مقام سے واپس اُس شہر پر نگاہ ڈالی جسے وہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ رہا تھا تو اُس کی آنکھیں چھلک اُٹھیں۔ آج تک اِس مقام کو "ایل — اُلتیمو سُپیرو دیل مورو" یعنی "مُور کی آخری آہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابو عبداللہ کی روانگی آئبیریا کے جزیرہ نما (یعنی ہسپانوی اور پرتگالی مملکت)

کے جنوب میں تقریباً ۸۰۰ سالہ کی اسلامی حکومت کے مکمل زوال کی نشانی تھی۔ دسویں صدی عیسوی میں اموی خلافت کے تحت یعنی اپنے عروج کے زمانہ میں اندلس غالباً سب سے طاقتور اور بلاشبہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ریاست تھی۔ خلیفہ کے تحت ایک لاکھ عسکریوں کی بری فوج، ایک عظیم بحریہ، انتظامیہ اور عدلیہ کا ایک ایسا مستحکم اور منتعلیق نظام تھا جس میں احتسابِ اعلیٰ کی پوری گنجائش تھی۔ قرطبہ کی آبادی پانچ لاکھ تھی اور دارالخلافہ تھا جو یورپ کا سب سے بڑا شہر تھا اور اس میں خوبصورت سڑکیں تھیں اور باقاعدہ ڈاک کا نظام تھا۔

قرطبہ کے علماء خصوصاً ڈاکٹر بہت مشہور تھے۔ اندلس ہی کی وساطت سے یورپ اُن کلاسیکی کتب تک رسائی حاصل کر سکا جنہیں شرقِ قریب اور مشرقِ وسطیٰ کے علماء نے محفوظ کر رکھا تھا۔ ابو عبداللہ پھر فیض (FEZ) چلا گیا، جہاں اس کی نسلیں بھیک مانگنے لگ گئیں لیکن اس کی رعایا سپین میں ہی ٹھہری رہی اور ظلم کی اس چکی میں پستے رہنا اس کا مقدر بن گیا جس وجہ سے وہ بغاوت پر مجبور ہو گئی جس نے سزائے موت اور جلاوطنی کے خلاف احتجاج مہیا کیا۔ سترھویں صدی عیسوی کے شروع ہونے پر باقی رہ جانے والے مسلمانوں کی تعداد صرف پانچ لاکھ تھی۔ پھر اُن کا اخراج عمل میں آیا۔ سپین سے اسلام بے عزتی اور ملامت زدہ حالت میں نکلا۔ آج پھر وہاں سر کو بلند کئے ہوئے داخل ہو گا جس کے لئے ایک بہت ثابت قدم ہندوستانی اور لندن کے گرد و نواح سے حاصل کی گئی رقم کا شکر گزار ہونا پڑے گا۔

کہانی کا آغاز ۱۹۴۵ء میں قادیان کی گلیوں سے ہوتا ہے جو ایک قصبہ ہے اور اُس وقت برطانوی ہندوستان میں تھا۔ جماعت احمدیہ جس کی بنیاد گزشتہ صدی کے آخر میں حضرت مرزا غلام احمد (صاحب) نے قائم کی ... کا اُس وقت صدر مقام قادیان تھا۔ (حضور) نے وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جن کے بارہ میں (حضرت) محمدؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس جماعت کی نمایاں خصوصیت اس کا تبلیغی انہماک ہے۔ ایک صدی کے گزرنے سے پہلے اس (جماعت) نے نہ صرف ایشیا اور افریقہ کے تقریباً ایک کروڑ لوگوں کے دل جیت کر احمدیت میں داخل کیا ہے بلکہ یورپ اور امریکہ میں متعدد مشن قائم کئے ہیں۔

۱۹۴۵ء میں ایک دن ایک اُداس نوجوان عابد (گوشہ نشین) مسجد سے لوٹ رہے تھے کہ جو اُس وقت جماعت کے سربراہ تھے۔ انہوں نے متعدد خدام اور مبلغین کو یہ بتانے کے لئے دعوت دی ہوئی تھی کہ وہ تبلیغ کے کام کے لئے پہنچ جا چکے ہیں اور اُن کا ٹھکانا کونسا ہے۔ کرم الٰہی ظفر (صاحب) بھی ایک اُمیدوار تھے لیکن انہیں اس دعوت میں بلایا نہیں گیا تھا۔ اتفاقاً اُن کی ملاقات مبلغین کے گروہ سے ہو گئی جو اُس اجلاس سے واپس آ رہے تھے اور انہوں نے بجائے تسلی دینے کے انہیں کامیابی پر مبارکباد دی۔ اُن کی غیر موجودگی میں ایک غلطی ہو گئی تھی۔ وہ سپین کے واحد مبلغ کے طور پر چُنے گئے مگر اس کا اعلان ہو چکا تھا۔ اس خبر کو سُن کر صرف ایک بہت دیندار ہی اتنا خوش

ہوسکتا تھا جتنے خوش یہ تھے ۔ ......

کرم الٰہی ظفر صاحب کی اوّلین مشکلات ہسپانوی باشندوں نے نہیں پیدا کیں۔ برِاعظم پاک و ہند کی پارٹیشن (تقسیم) نے جماعت احمدیہ کے سامنے بہت بڑے مسائل لا کھڑے کئے جس کی وجہ سے اسے اپنا صدر مقام ربوہ میں منتقل کرنا پڑا جو نئی اسلامی ریاست پاکستان میں ہے۔ کرم الٰہی ظفر صاحب کو یہ بتایا گیا کہ اب اُن کے فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کو جاری رکھنے کے لئے مرکز سے کوئی مالی امداد نہیں مل سکتی اور انہیں لندن واپس جانا ہوگا۔ انہوں نے واپس پیغام بھیجا کہ اگر جماعت ان کو سہارا نہ دے سکے گی تو وہ خود اپنے لئے سہارا مہیا کر لیں گے۔ چنانچہ وہ لندن گئے اور چھ مہینہ کے قیام کے دوران کرویڈن کی ایک دکان میں عطرسازی کا ہنر سیکھا۔

وہ پھر سپین واپس لوٹے اور ۱۹۴۰ء تک انہوں نے اتنا پیسہ کما لیا کہ سپینش زبان میں ایک احمدی کتاب کی اشاعت کروائی جا سکے۔ اس پر پابندی لگا دی گئی۔ لیکن پھر ایک پادری جو کرم الٰہی ظفر صاحب کے ہی کلیسائی حلقہ میں رہتا تھا، کی مداخلت سے یہ پابندی اُتار دی گئی۔ اس کامیابی کی وجہ سے جو حوصلہ افزائی ہوئی اس وجہ سے انہوں نے ایک اور کتاب —— اسلامی اصول کی فلاسفی —— کی اشاعت کر دی۔ اس دفعہ عیسائی رہنماؤں نے حکومت سے احتجاج کیا اور اس کتاب پر نہ صرف پابندی لگا دی گئی بلکہ اسے ضبط بھی کر لیا گیا۔ بہت جدّوجہد کے بعد انہوں نے پانچ ہزار نسخوں کی واپسی کی ضمانت حاصل کر لی اور فوراً انہیں ایسے ہسپانوی لوگوں کے پتوں کے ساتھ لندن بھیج دیا۔ جن کے بارے میں اُن کا خیال تھا کہ وہ ایسی کتاب ڈاک کے ذریعہ حاصل کرنا پسند کریں گے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس ثابت قدم مبلّغ کو مستقل طور پر ملک سے خارج کرنے کی دھمکی دی جا رہی تھی تاہم اُس نے اپنا عطر تقسیم کرنے والا وہ کام جاری رکھا جسے اُن کے امام نے "رُوحانی عطر" کہا جو کہ مادی خوشبو کے ساتھ ساتھ تقسیم ہو رہا تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے ایک رسالہ کی کاپی جنرل فرانکو کو بھیجی۔ انہوں نے جواباً لکھا کہ "مَیں ساری کتاب کے مطالعہ سے بہت لطف اندوز ہوا ہوں اور اس کے لئے آپ کا تہِ دل سے ممنون ہوں"۔ پھر جب پولیس والے اس رسالہ کی اشاعت پر آپ کو گرفتار کرنے آئے تو آپ نے انہیں فرانکو کا وہ خط دکھا دیا جس پر وہ واپس چلے گئے۔

آخر کار ۱۹۶۵ء میں اُنہوں نے کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کو تقسیم کرنے کی قانونی اجازت حاصل کر لی۔ لیکن حکومت کی سیاست پھر بھی کچھ ایسی ہی رہی کہ سوائے رومن کیتھولک کے تمام مذاہب کی عبادات کو روکا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ پروٹسٹنٹ عیسائیوں کو بھی اپنی تبلیغ کی اجازت نہ تھی۔

جنرل فرانکو کی وفات کے بعد جب اس پابندی میں نرمی پیدا ہوئی تو اُس وقت سے کرم الٰہی ظفر صاحب کا سب سے بڑا کام ان مومنوں کے لیے ایک مسجد مہیا کرنا رہا ہے جنہیں وہ اپنے مذہب میں داخل کرنا

چاہتے ہیں۔ پہلے تو اُن کا یہ خیال تھا کہ وہ ایسی بہت سی مساجد میں سے ایک خرید لیں جو قرونِ وسطیٰ میں کلیساؤں میں تبدیل کی جا چکی تھیں۔ لیکن اُن کی یہ بات مسترد کر دی گئی۔ اس پر اُن کا نئی مسجد بنانے کا خیال اَور زیادہ پختہ ہو گیا۔

تقریباً اُسی زمانہ میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے مساجد کی تعمیر اور صد سالہ جوبلی (جو ۱۹۸۹ء میں منائی جائیگی) کے انعقاد کے لیئے ایک فنڈ (چندہ) مقرر فرمایا۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ سپین کی مسجد کے چندہ کی ذمہ داری برطانیہ کے دس ہزار احمدیوں پر ڈالی جائے۔ جن کا صدر مقام لندن مسجد (ساؤتھ فیلڈز) میں ہے۔ اب تک انہوں نے تقریباً دو لاکھ پاؤنڈ (.....۔۵ لاکھ) چندہ کے طور پر جمع کر لیئے ہیں۔

یہ نئی مسجد جو پیدرو آباد میں ہے اس کا افتتاح آج عمل میں آئے گا۔ یہ قرطبہ سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور میڈرڈ کی مین سڑک پر ایک نمایاں مقام پر واقع ہے۔ لیکن اسے استعمال کون کرے گا؟ شیخ مبارک احمد جو لندن کی مسجد کے امام ہیں اس سوال کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :-

"یہ ایک مسئلہ ہے۔"

اس (مسجد) کو دیکھنے کے لیئے بے شک بعض مسلمان تاجر اور سیاح جو سپین آتے جاتے ہیں آئیں گے لیکن کرم الٰہی ظفر (صاحب) کے چھتیس سالہ قیام کے دَوران جو عیسائی مسلمان ہوئے اُن کی تعداد ایک سَو سے بھی کم ہے۔ اور اِن میں سے بہت کم ایسے ہیں جو قرطبہ کے قریب رہتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کے مقدس لوگ ہمیشہ سے ہی خدا تعالیٰ کی رضا پر اپنا بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ فراخ دلی کی رُوح پیش کرتے ہیں جو سپین میں جمہوریت کے از سرِ نَو جنم لینے کا باعث ہوگی۔ اس لیئے ان کے لیئے نو مذہب لوگوں کو اپنی طرف بُلانے کے امکانات باقی یورپ کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔

خاص طور پر سپین کے نوجوانوں کے نزدیک اسلام کی تباہی ایک فخر کی بات نہیں بلکہ خطاء کا نتیجہ ہے۔ ...... جماعت احمدیہ کی محبت اور امن کے بارہ میں جو تاکید ہے وہ بھی ایک ایسی نسل کے لئے ضرور دلکشی کا باعث ہوگی جس نے بہت سے جھگڑے اور لڑائیاں دیکھی ہیں۔ اِس بارہ میں جماعت احدیہ کے پچھلے سربراہ نے اپنی رائے کا اظہار یوں فرمایا تھا کہ "سپین ایک ایسا ملک ہے جس نے اسلام کی شان و شوکت کی گواہی دی، لیکن اس روشنی نے اپنے آپ کو جنگ کی صورت میں ظاہر کیا۔ اور ایک جنگ کے نتیجہ میں یہ بجھ گئی۔ اب وہ روشنی دوبارہ روشن ہو گئی ہے لیکن محبت اور امن کے پیغام سے۔ چنانچہ یہ دائمی ہے کبھی نہیں بجھے گی اور وہاں سے کبھی نہیں ہٹائی جائے گی۔"

IDEAL - Pág. 13 — 8-9-82

El jefe supremo de «Ahmadía» visitó la Alhambra y el Generalife

El próximo viernes inaugurará la mezquita «Basharat» construida en Pedro Abad (Córdoba)

FOTO MIGUEL SANGÜESA

El Jefe Supremo de la Comunidad Ahmadía, Hazrat Mirza, junto al delegado en España, Karam Ilahi, firmando en el libro de autoridades de la Alhambra

IDEAL - Pág. 16 — 7-9-82

JEFE SUPREMO DE LA COMUNIDAD AHMADIA

Ayer llegó a Granada Hazrat Mirza Tahir Ahmad

El próximo viernes asistirá a la inauguración de la mezquita que su comunidad ha construido en Pedro Abad (Córdoba)

FOTO GRANA

Hazrat Mirza afirmó que su comunidad no pretende instalarse ni expansionarse por Andalucía

A las nueve y media de la noche pasada llegó a Granada, rodeado de grandes medidas de seguridad, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, actual jefe supremo de la Comunidad Ahhmadía.

En el Hotel Alhambra Palace, concedió una rueda de Prensa en la que explicó los objetivos de su ... de la comuni-

denegó los visados para que se trasladasen al acto del próximo viernes, a unos mil pakistaníes.

Asimismo afirmó que el motivo de haber construido esta mezquita en Córdoba no es otro que el haber encontrado en esta zona de Andalucía hospitalidad y mentalidades abiertas, además de ser una tierra en la que el Islam es-

amistad y la unión de todos los hombres.

"Después de una larga noche de prohibiciones —dijo—, se contempla la aurora de la libertad de conciencia y religión en España. El actual Gobierno permite la libre expresión de conciencia religiosa. Este amanecer de libertad y democracia que ha traído ... y fúblic

EL PAIS

Inaugurada la primera mezquita ahmadía en España con presencia de la jerarquía católica

Próxima inauguración de la Mezquita de Pedro Abad

DIARIO DE GRANADA

Jefe musulmán en Granada

Hazrat Mirza Tahir Ahmad, jefe religioso de la comunidad Ahmadía, llegó ayer a Granada, en visita privada y partirá esta noche hacia Córdoba, donde inaugurará el próximo viernes la Mezquita Basharat, de Pedro Abad, a unos treinta y dos kilómetros de la ciudad cordobesa.

Acompañado del tercer Imán de la comunidad, Karam Ilahi Zafar, el jefe supremo espiritual de esta comunidad mantuvo una entrevista con los periodistas, en el transcurso de la cual manifestó que "la inauguración de la Mezquita significa para nosotros un sentimiento de satisfacción y alegría porque ello expresa que el pueblo español ha abierto las puertas al Islam."

سپین کے ان اخبارات کے تراجم خالد اکتوبر ۸۲ء
کے شمارہ میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۳۳

La Voz de Córdoba

EDITA: Informaciones Cordobesas, S.A
DIRECTOR: Francisco Solano Márquez Cruz

DIARIO INDEPENDIENTE

Sábado, 11 de Septiembre de 1[illegible]
Año II - Número 454 - Precio con suplemento: 35 [illegible]

Ayer, en Pedro Abad, por su jefe supremo Hazrat Mirza Tahir

Los ahmadías inauguraron su mezquita

La Comunidad Ahmadía Internacional, en la persona de su jefe supremo, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, inauguró ayer en Pedro Abad la que sería la primera mezquita abierta —mezquita *Bashazat*, que quiere decir mezquita de la buena nueva— en la provincia de Córdoba, después de setecientos años y, también, la primera de esta Comunidad en España.

En el acto solemne, al que acudieron cerca de tres mil personas, entre los miembros de la Comunidad venidos de diversas partes del mundo y los propios vecinos de Pedro Abad, estuvieron también presentes el vicario de la diócesis cordobesa, Valeriano Ordén, el premio Nóbel de Física, Abdus Salam, y el expresidente de la Asamblea General de la ONU, Mohammad Zafrullah Kuan. (Foto Framar)

Páginas 3 y 4

EDITORIAL

Mezquita en Pedro Abad

Detrás de la comprensible emoción que el jefe de la Comunidad Ahmadía, Hazrat Mirza Tahir Ahmad sintió al inaugurar ayer por la tarde en Pedro Abad la mezquita erigida en España por su comunidad musulmana, había también un hecho de gran significado histórico: la inauguración de la primera mezquita que se construye en la provincia de Córdoba después de siete siglos. Y ello ha sido posible gracias al espíritu de libertad religiosa consagrado por la Constitución y apoyado en la madurez de una sociedad que desde una actitud de tolerancia y respeto, se abre a la convivencia civilizada de las ideas políticas y religiosas.

La mezquita de Pedró Abad, al margen del alto significado religioso que sin duda representa para la comunidad Ahmadía —y que respaldaron con su presencia un millar de paquistaníes venidos de todo el mundo, entre ellos relevantes personalidades de la ciencia—, constituye para los cordobeses un monumento a la tolerancia y a la convivencia de credos que históricamente entronca con aquel mismo espíritu tolerante puesto de manifiesto en la época califal cordobesa. Sin entrar en polémicas religiosas internas sobre qué representa la Comunidad Ahmadía originaria de Paquistán dentro del Islam actual, los esbeltos y blancos minaretes de la nueva mezquita alzándose a orillas del Guadalquivir en la cercana villa de Pedro Abad, nos producen una cierta emoción histórica, pues sin renegar de las raíces cristianas que conforman predominantemente a la sociedad cordobesa y andaluza de hoy, constituyen, junto al símbolo de tolerancia que representan, una señal inequívoca de identidad para la recuperación de un pasado histórico al que no es lícito renunciar.

En el clima de libertad religiosa que proclama la Constitución, sea bienvenida a Córdoba la Comunidad Ahmadía y su mensaje espiritual para quienes quieran libremente aceptarlo, lejos de toda posible *guerra de religión* que estaría en abierta contradicción con el espíritu de tolerancia y libertad al que los diferentes credos se acogen para establecerse entre nosotros.

Después de 700 años, con la presencia del vicario de la diócesis y de importantes personalidades de esta Comunidad islámica

Los ahmadías inauguraron su mezquita en Pedro Abad

Después de setecientos años, se inauguraba ayer en Córdoba una nueva mezquita en la localidad de Pedro Abad. El jefe supremo de la Comunidad Ahmadía en el mundo, Hazrat Mirza Tahir Amhad, abría oficialmente, en la hora del crepúsculo, las puertas de su primera mezquita en España, la mezquita *Basharat*.

F.L.C.

Al acto habían concurrido cerca de tres mil personas, de las que más de la mitad eran miembros de la Comunidad, procedentes de distintas partes del mundo —en especial de la comunidad inglesa— y, el resto, vecinos de Pedro Abad, el elemento heterogéneo y de expectación de toda la celebración. Entre los primeros, se encontraban perso-[illegible] de renombre internacional, que habían venido a subrayar el significado de este inicio de *la reconquista Espiritual de Andalucía y el mundo entero.* Mohammad Zafrullah Khan, exministro de Asuntos Exteriores de Paquistán y expresidente del Tribunal Supremo de Justicia Internacional y de la Asamblea General de la ONU, junto con el doctor Abdus Salam, premio Nobel de Física, fueron los dos personajes más significativos que se dirigieron a sus fieles en Alá y al gran número de perabadenses presentes. La mezquita *Basharat* se vio durante casi toda la tarde agobiada de concurrencia, entre una amalgama de lenguas con escaso sonido español.

El acto, que se prolongó durante dos horas, comenzaba a las siete de la tarde al aire libre, con la presencia, también especialmente significativa, del vicario de la diócesis cordobesa.

El exministro paquistaní habló, como único superviviente presente que conoció en persona al fundador de la Comunidad Hazrat Ahmad de Qadian (Indida), de la vida y personalidad del mismo, mientras que el premio Nobel de Física presentó el aspecto intelectual del Islam. "La busca del conocimiento científico es una obligación para todo creyente musulmán". El imán de la mezquita Karam Ilahi Zafar, también se dirigió a los presentes al igual que los representantes de la Comunidad en el Sudeste Asiático, Oriente Medio, Africa, Europa y Norteamérica, que expresaron su mensaje de salutación. Por último, el jefe supremo y *Kalifa Tulmasih IV* pronunció su mensaje de "amor, paz, armonía, justicia e igualdad", agradeciendo públicamente a la Administración Local, Central y al Gobierno español las facilidades concedidas para la construcción de la mezquita. "Hay pueblos en el mundo —dijo— que pueden conquistarse por la fuerza, pero el pueblo de España no es uno de ellos". El corazón es su camino.

La mezquita quedaba así inaugurada tras un día de convivencia entre los dos pueblos, con un especial significado religioso. Cinco oraciones rezaron a lo largo del día. A las seis y media de la mañana, a la una y media la oración del viernes (Fuqua), la más importante, a las cinco de la tarde, la oración de *Asar*, a las ocho y media y a las diez y cuarto de la noche. Pero también el ágape, sin excesos, tuvo su lugar, como cosa imprescindible.

La primera mezquita ahmadía en España, para una comunidad de cinco miembros. (Foto Framar)

Una mezquita de 30 millones

Tras las obligadas solicitudes de los permisos oficiales para su construcción, en octubre de 1980 se colocaba la primera piedra de la mezquita Basharat, que últimaba su construcción en febrero del presente año.

Esta obra de la Comunidad Ahmadía en España, realizada por el arquitecto cordobés López y Lope de Rego y una empresa de Pedro Abad, ocupa 625 metros cuadrados, en una parcela de 6 333

La obra, que no rompe el paisaje, "se puede considerar integrada —según el arquitecto cordobés— en la arquitectura popular cordobesa, a las que añade ciertas connotaciones propias de su origen, como el arco aquillado" Y como —también los dos minaretes, que pinchan el cielo y que le fueron impuestos al arquitecto, por ser iguales a los de la mezquita de la ciudad paquistaní del fundador de la Comunidad.

El edificio tiene forma de ele, orientado uno de sus ejes y, lógicamente, el mihrab hacia La Meca

Una comunidad de 20.000 miembros en Europa

El Movimiento Ahmadía del Islam fue fundado por Hazrat Ahmad de Qadian el 23 de marzo de 1889, en la ciudad de Luddehama (La India).

Este *Mesías Prometido del Islam*, como la Comunidad lo considera, nació en 1835 entre una familia noble mongola y viene a representar, en sus concepciones, la segunda venida de Jesucristo, "tal como San Juan Bautista representó la segunda venida de Elías el profeta".

En 1947, cuando se dividieron la India y Paquistán, la Comunidad tuvo que emigrar a este último país, donde se fundó la ciudad de Rabwah, actual sede central de la misma. Hoy puede decirse que se encuentra extendida, aunque no con mucha intensidad por casi todas partes del mundo. En Europa, según su jefe supremo, la Comunidad alcanza los 20.000 miembros, la mayoría de los cuales se encuentran en Inglaterra. Desde que muriera el fundador en 1908, el actual jefe supremo, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, es su cuarto sucesor. La mezquita que acaban de inaugurar en Pedro Abad es la primera de España y la comunidad cordobesa, dirigida por el imán Karam Ilahi Zafar, cuenta tan sólo con cinco miembros.

Su mensaje religioso, según pregonan, es unionista —de todas las religiones— y de amor

El jefe supremo de la comunidad y el premio Nobel, Abdus Salam, durante el acto inaugural. (Foto Framar)

Pedro Abad, receloso y expectante

Los perabeños habían acudido por la curiosidad de lo nuevo a conocer las formas y los fondos de ese elemento que se ha introducido en su vida cotidiana.

El alcalde de la localidad, Miguel García, nos resumía la opinión del pueblo. "En principio, el recelo ha sido y es general en el pueblo hacia esta inserción de quienes ellos llaman *los moros*. Por otra parte, el otro sentimiento que se da es el de expectación. *¿Vendrán a conquistarnos otra vez?*, se ha llegado a comentar".

"Yo considero la construcción de esta mezquita como claramente positiva, añade el alcalde. Desde el punto de vista político, se viene a cumplir el principio constitucional de la libertad religiosa. Desde el punto de vista económico, también ha sido positivo el trabajo que ha supuesto para las familias durante la construcción y las propias tasas para el Ayuntamiento".

Ese era el significado de la inauguración para el jefe supremo de la Comunidad

"Por la conquista espiritual de Andalucía"

Previamente a la celebración del acto de inauguración, el jefe supremo de la Comunidad Ahmadía Internacional ofreció una conferencia de prensa a los medios informativos, que abrió destacando el especial significado de esta inauguración, "porque pensamos que con ella se van a sentar las bases para que el pueblo español abra sus corazones al Islam". Recordó la profecía coránica del triunfo del Islam en todo el mundo, y, "entonces, Andalucía forma parte de esa conquista espiritual", dedujo.

Las razones de la elección de Pedro Abad para la ubicación de esta primera mezquita de la Comunidad en España, las puso en su predecesor "que consideró —recordaba— que las gentes de este lugar eran amables y hospitalarias, capaces de entender el amor, la base de nuestra religión y algo más importante que las propias tradiciones religiosas de otros lugares".

La comunidad inglesa ha sufragado —según afirmó— la totalidad de la construcción de esta mezquita, y por ahora, en sus proyectos, no están las construcciones de otras nuevas. "Porque no construimos mezquistas —justificó— por su valor monumental, sino para albergar a corazones creyentes". Lógicamente, la realidad de la pequeñez de la comunidad cordobesa —sólo cinco miembros— no da razones para ello. "Pero los miembros de la Comunidad cordobesa —añadió— no deben preocuparse, porque si sus corazones son fieles serán capaces de conquistar a todos los españoles.

El jefe supremo de la comunidad ahmadia destacó el especial significado de la inauguración de la mezquita. (Foto Framar)

Relaciones con la Iglesia Católica

Las relaciones con la Iglesia Católica no las quiso concretar, aunque sí dejó constancia de que en principio "no puede haber enemistad entre dos religiones que creen en su mismo Dios, porque, entonces, ese Dios no existiría o una de ellas sería falsa. En nosotros sólo puede haber una actitud de amor.

La presencia de la Comunidad o de la secta se encuentra más —afirmó— entre el mundo musulman, que entre el árabe, pero no llegó a concretar tampoco la importancia de esa presencia. Se negó a pronunciar cualquier opinión sobre Jomeini y aseguró, previamente, que sus preocupaciones no sólo pasan por la situación de Palestina o la unidad del mundo árabe, sino por la situación general de todo el mundo. Volvieron entonces, las profecías del Corán. "La catástrofe para este milenio que el Corán anuncia, si el hombre no vuelve su vista a Dios, va unida al renacimiento del Islam".

CORDOBA

Director: FEDERICO MIRAZ

Edita M.C.S.E.
Sábado, 11 Septiembre 1982
25 pesetas

Director adjunto: JUAN OJEDA

Inaugurada la mezquita de Pedro Abad

Este aspecto presentaban ayer los alrededores de la nueva mezquita ahmadía de Pedro Abad donde musulmanes y habitantes de la localidad vivieron juntos una jornada festiva que marca un hito histórico al ser la primera construida en nuestro país después de siete siglos. Ilustres visitantes entre los que se encontraban el Nobel Abdus Salam y el ex-presidente de la ONU, Zafrullah Khan, se dieron cita en el acto solemne de la inauguración. — (Foto Ricardo)

El jalifa supremo de la comunidad ahmadía se dirigió desde el Mirab de la nueva mezquita inaugurada ayer en Pedro Abad a los numerosos fieles de la secta, que desde gran número de países, se desplazaron a dicha localidad cordobesa. — (Foto Ricardo)
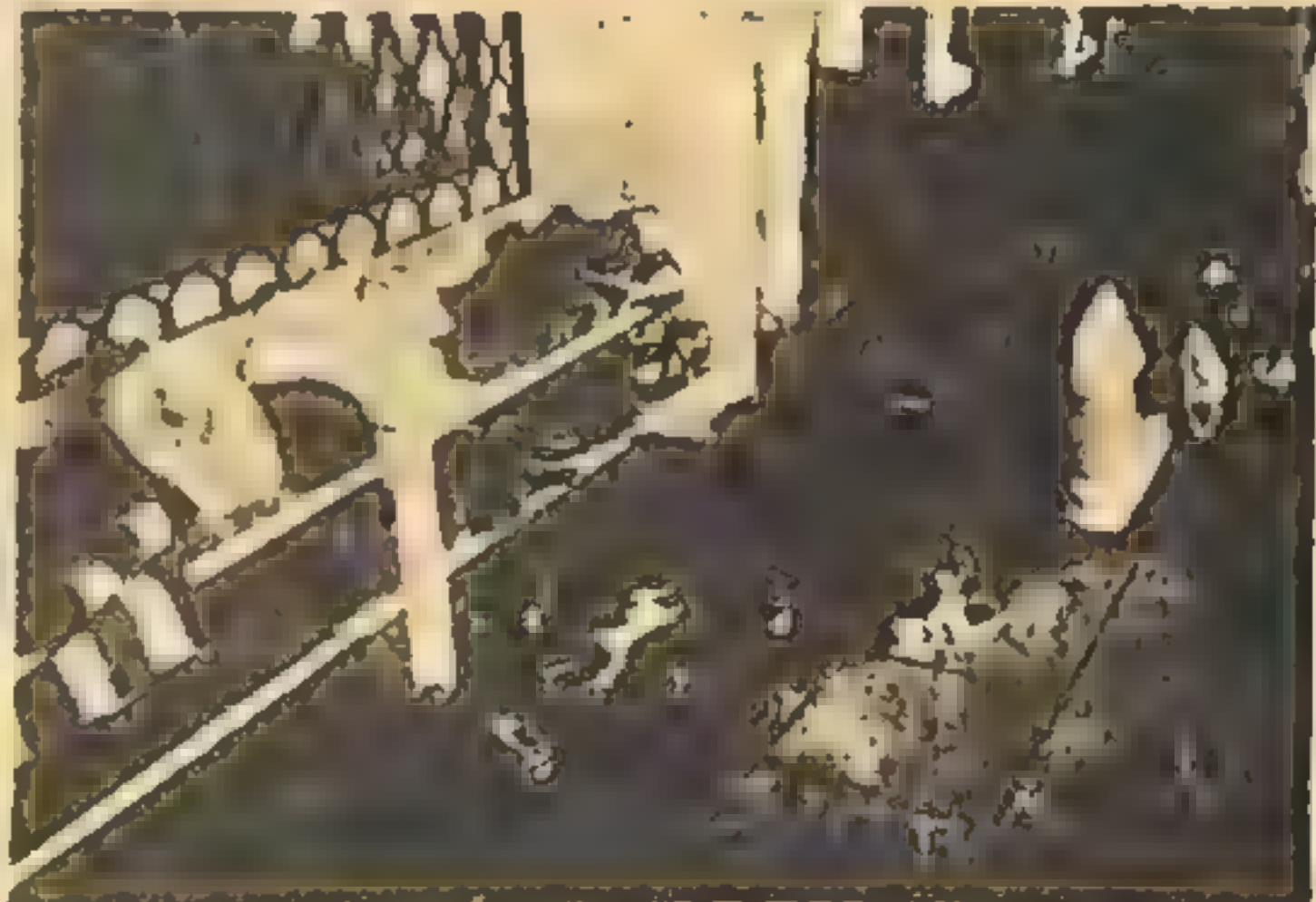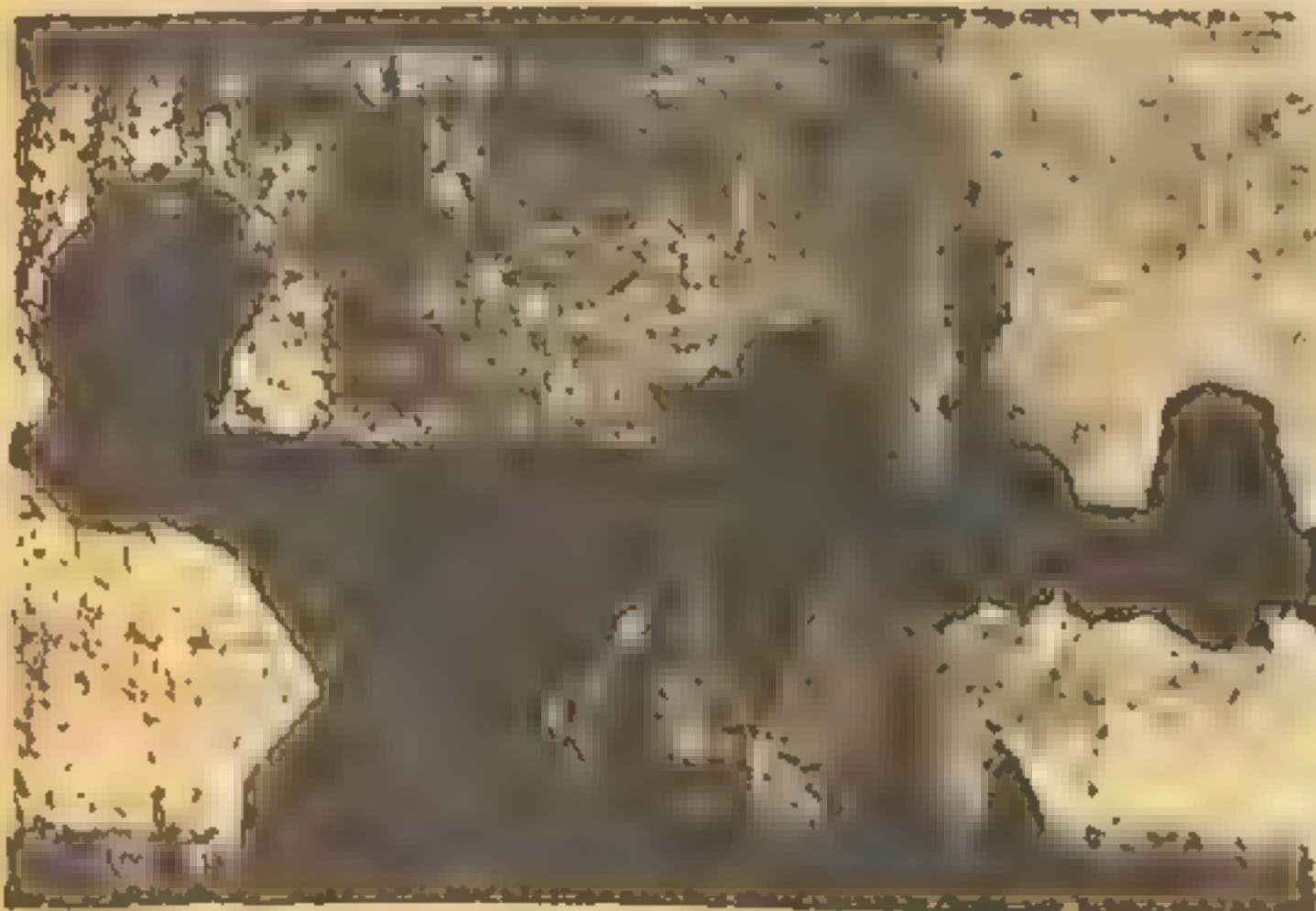
PEDRO ABAD FUE AYER NOTICIA

La inauguración de la mezquita ahmadía de Pedro Abad fue sin duda la noticia de ayer a nivel local con amplia resonancia nacional e incluso internacional, al tiempo para un importante área de la población [illegible]. Además de las fotos que ofrecemos junto a la información de páginas locales hemos seleccionado estas otras dos por lo que pudieran tener de pintoresco o significativo. Una de ellas es la del [illegible] que registra el interior del templo musulmán, [illegible] para albergar a los ahmadíes procedentes de todo el mundo que ayer se dieron cita en nuestra tierra a través de los zapatos que preceptivamente han de dejarse a la entrada del recinto sagrado. La otra testimonia la convivencia festiva puesta de manifiesto a todo lo largo de la jornada y los verdaderos atascos que pudieron verse en los alrededores de la mezquita repletos ayer de vehículos y de visitantes. — (Fotos Ricardo)

la ventana

تأثرات

گاہے گاہے باز خواں....

اس عنوان کے تحت ادارہ اپنے قارئین کی خدمت میں مسجد "بشارت" کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی توفیق پانے والے چند احباب کے تأثرات پیش کر رہا ہے ——— (ادارہ)

ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گئے

سرزمین سپین پر ۱۰ ستمبر کے مبارک دن اعلائے کلمۂ حق کے لئے جمعہ کی نماز کے وقت لاؤڈ سپیکر سے اذان کی آواز روشنی کی ایک ایسی کرن کے پھوٹنے کے مترادف تھی جس کے مقدر میں کامیابی ہی کامیابی خدا نے لکھ رکھی ہے۔ اور وہاں کے باشندوں کی خندہ پیشانیوں پر دیکھنے والی آنکھ کو نظر آتا تھا کہ ان میں ایسی صلاحیت ہے کہ وہ اپنے آپ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کندہ کروانے کی صلاحیت رکھتے ہیں جس شوق، کھلے دل اور اپنائیت کے ساتھ وہاں کے باشندوں نے پیام اسلام کو خوش آمدید کہا اس کے متعلق دو واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں۔

(۱)

میرا قیام وہاں MONTORO کے قصبہ میں ایک ہوٹل میں تھا ہوٹل والوں کو معلوم تھا کہ ہم مسجد بشارت کی افتتاحی تقریب کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ان کا سلوک ہمارے ساتھ اس قدر مشفقانہ تھا کہ ہر کھانا ہماری ہدایت کے مطابق تیار کرتے۔ ہوٹل کے مالک کو افتتاحی تقریب میں شمولیت کی ہم نے دعوت دی تو ہمیں یہ خیال نہ تھا کہ وہ اتنے لمبے وقت کے لئے آسکیں گے۔ لیکن جب افتتاح کے موقع پر ہم نے انہیں دیکھا تو ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گئے اور جب اس کی نگاہیں ہم سے ملیں تو ہم نے محسوس کیا کہ اس کو بھی ہمیں دیکھ کر اسی قدر خوشی ہوئی ہے جس قدر ہمیں اس کو دیکھ کر ہوئی۔

(۲)

ہم سب ایک دن غرناطہ الحمراء کا محل دیکھنے گئے۔ محل کی سیر کی تو تمام وقت ایک یاد دل میں کروٹیں لیتی رہی۔ اور میں زیادہ وقت اپنے خیالات کو لئے ساتھیوں سے علیحدہ اس کی گلیوں اور باغوں میں گھومتا رہا۔ اندازہ سے زیادہ وقت صرف ہوگیا۔ ایک ضروری فرض کی ادائیگی کے لئے مسجد بشارت سے بذریعہ فون رابطہ کی ضرورت پیش آئی تو ایک ٹیلیفون BOOTH پر گیا۔ زبان آتی نہ تھی۔ ایک پولیس والے کو اشارۃً سمجھایا کہ فون کرنا ہے لیکن اسے سمجھ نہ آئی بار بار اشاروں سے، کہنے لگا MOSKITA میں نے سر ہلا کر ہاں کہا اور اس نے اپریٹر سے بات کی اور مسجد بشارت سے میرا رابطہ بذریعہ فون قائم ہوگیا۔ اس پر از حد خوشی اس بات کی ہوئی کہ مسجد بشارت کے افتتاح کا چرچا پورے سپین میں ہو رہا ہے۔

(محترم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لاہور)

اہل سپین اور ہم آپس میں رشتہ دار ہیں

۱- مسجد بشارت کے افتتاح کے دن کچھ لوگ فوٹو لے رہے تھے اور بعض لوگ وڈیو (V.D.O) بنا رہے تھے اور اسی ضمن میں مختلف لوگوں سے انٹرویو بھی کئے۔ میں مسجد کے صحن میں کھڑا تھا کہ ایک دوست آئے اور مائیک میرے سامنے کیا اور کہنے لگے کہ آپ بھی کوئی بات کریں۔ مَیں نے پوچھا کہ کیا بات کروں؟ انہوں نے کہا کہ سپین کے متعلق اپنا تاثر بیان فرمائیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں اس سفر میں یورپ کے کئی ملکوں میں گیا ہوں ہر ملک کے لوگ مختلف طبائع اور مزاج کے تھے مگر سپین میں آکر ایک عجیب سا احساس ہوا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سپین کے لوگ اور ہم آپس میں رشتہ دار ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ہم ان کے رشتہ دار ہیں۔ گویا لمبے زمانہ کی دوری اور زبان میں اختلاف ہو جانے کی وجہ سے ایک حجاب حائل ہو گیا ہے ورنہ حقیقتاً ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اس احساس کے ساتھ ہم آپس میں ملتے تھے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہر ملک مُلکِ ماست .....

۲- ایک موقعہ پر ایک دوست نے پوچھا کہ آپ کا سپین میں آکر یہاں کے متعلق کیا احساس ہے۔ مَیں نے کہا کہ سپین کے شہروں اور ان جگہوں کو دیکھ کر، باغات پر نظر ڈال کر میری کیفیت اس شخص کی طرح ہے جس کے آباؤ اجداد نے اپنی غلطیوں کے نتیجہ میں یا کسی مجبوری سے اپنی جائیداد اور زمینیں کسی بڑے ساہوکار کے پاس رہن کر دی ہوں اور اس ساہوکار نے اس کو اور اس کی اولاد کو وہاں سے نکال دیا ہو۔ اور ان کی نسل میں سے کوئی شخص اپنی جائیداد کی طرف آنکلے اسے دیکھ کر جو اس کے دل کی حالت ہوتی ہے کچھ اسی قسم کی حالت میری ہے جس طرح اس کا دل تڑپ رہا ہوتا ہے کہ کاش ہمیں ذرائع میسر ہوں تو ہم اس ساہوکار کا قرض اُتار کے اپنی جائیداد چھڑا لیں بس کچھ اسی قسم کی کیفیات میرے دل میں یہاں آکر پیدا ہوتی ہیں۔ (مولانا محمد احمد صاحب جلیل۔ ناظم دار القضاء استاذ الجامعہ۔ ربوہ)

ہاں ہاں مسجد پیدرو آباد

مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین کی ہدایت پر خاکسار اور سید نعیم احمد شاہ صاحب میڈیکو نے بعض دیگر دوستوں کے تعاون سے ہزاروں پمفلٹ فولڈر، افتتاحی پروگرام قرطبہ۔ غرناطہ۔ ملاگا اور پیدرو آباد کے گلی کوچوں، ہوٹلوں، سڑکوں، پارکوں، بسوں اور ریل گاڑیوں میں تقسیم کر دیئے۔ یہاں تک کہ قرطبہ کے ہر خاص و عام کو ہی نہیں بلکہ بچوں اور عورتوں تک کو یہ لٹریچر پہنچا دیا۔ وہ ہمیں ہمارے مخصوص لباس اور وضع قطع میں دیکھتے تو فوراً اُن کی زبانوں پر یہ الفاظ آجاتے :۔

"SISI MAZQUITA PEDRO-ABAD." (ہاں ہاں مسجد پیدرو آباد)

حالانکہ ۲ ستمبر کی شام تک وہ صرف مسجد قرطبہ سے واقف تھے۔

جب نافلۂ موعود کا تذکرہ ہُوا تو ....

۱۰ ستمبر کو ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱½ بجے اذان کی پُرسوز اور شیریں آواز کے فضا میں تحلیل ہوتے ہی خطبہ جمعہ شروع فرمایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر وسپاس سے معمور جذبات اور سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمانے کے بعد جونہی نافلۂ موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا۔ آپ کی اس سرزمین سے محبت اور اشاعت اسلام کی تڑپ کا تذکرہ ہوا تو ہر آنکھ اشکبار تھی۔ خود حضور انور کی آواز میں ایک رقت اور گداز تھا سسکیوں کی آوازیں ہچکیوں میں بدل گئیں ـــــ آج محبوب امام کی یاد ہر احمدی کا دل تڑپا رہی تھی۔ نیک یادوں کو زندہ رکھنے کا مطالبہ کر رہی تھی۔ ضبط کرنا اپنے بس کا روگ نہ تھا۔ نگاہیں اس پیارے وجود پر لگ گئیں، جو درحقیقت اپنے پیشرو کا پرتو تھا .... جو اسی آسمانی نور کی ضیاپاشی کے لئے مامور تھا۔

(مرسلہ:۔ نصر اللہ خان ناصر۔ مربی سلسلہ)

پیار ہی پیار

جماعت احمدیہ سپین نے چار صفحات کا ایک پمفلٹ بزبان سپینش شائع کیا جس میں حضرت اقدس (.......) کے علاوہ چاروں خلفاء کی تصاویر بھی تھیں۔ اہلِ سپین جو وہاں آتے تھے وہ ہم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر پر انگلی رکھ کر پوچھتے "پادریو" تو ہم اشاروں سے بتاتے کہ فوت ہوگئے ہیں جس پر وہ رونے لگ جاتے اور پھر ہم اُن کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر دکھاتے اور کہتے کہ اب ہمارے خلیفۃ المسیح یہ ہیں تو وہ کہتے ٹھیک ہے مگر ہمیں یہ بتاؤ کہ یہ کہاں ہیں؟ (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) جس سے پتہ چلتا ہے کہ اُن بچوں، بڑوں، مردوں اور عورتوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کس قدر پیار تھا۔ اور اُن کو کتنا یاد تھا وہ پیارا وجود۔ حالانکہ اُن کی حضور سے ملاقات ہوئے دو سال گزر چکے تھے۔ اس کے باوجود محبت کا یہ عالم تھا کہ اس وجود کو اپنے دلوں میں بسائے بار بار دریافت کرتے۔ اللّٰھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم فی اعلیٰ عِلّیّین۔

اُمّتِ واحدہ

۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو جمعہ کے روز صبح ۸ بجے ہم مسجد قرطبہ کو دیکھنے کے بعد پیڈرو آباد میں وارد ہوئے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان یہ دیکھی کہ ملک ملک سے دوست اپنے اپنے ملکی لباس میں ملبوس کشاں کشاں آرہے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو مل کر خوش ہوتے اور کچھ یوں آپس میں ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے:۔

السلام علیکم۔ میرا نام عبدالوہاب بن آدم ہے اور گھانا سے آیا ہوں۔

السلام علیکم۔ میرا نام طلحہ قذق ہے اور مَیں
اردن سے آیا ہوں۔

السلام علیکم۔ میرا نام حسین قذق ہے اور مَیں
کویت سے آیا ہوں۔

السلام علیکم۔ میرا نام مظفر احمد ظفر ہے اور
مَیں امریکہ سے آیا ہوں۔

وعلیکم السلام۔ عبدالمالک۔ لاہور پاکستان

وعلیکم السلام۔ انظار احمد۔ لاہور پاکستان

وعلیکم السلام۔ احمد مختار From کراچی پاکستان

وعلیکم السلام۔ غلام احمد From بنگلہ دیش

وعلیکم السلام۔ حمید احمد From لندن۔

یہ وہ نظارہ ہے جس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے کیونکہ ہم نے مہدی علیہ السلام کے ذریعہ دُنیا کے اُمّتِ واحدہ بننے کی جو پیشگی خبریاں سُنی ہوئی تھیں وہاں اُن کی تکمیل کے نظارے ہر طرف نظر آ رہے تھے۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یّشاء۔

اور اِسی تقریب میں ہم نے حضرت اقدس (...
....) کی اِس پیشگوئی کو بھی پورا ہوتے دیکھا کہ:-

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں
تک پہنچاؤں گا۔"

اِس لیے کہ واقعۃً تمام دُنیا کے کناروں سے لوگ وہاں آئے ہوئے تھے جو کہ حضرت اقدس (.......
....) کی صداقت کا زندہ نشان تھے۔

جس بات کو کہے کروں گا مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

الحمراء کا نظارہ

سفر کے دوران ۸ ستمبر کو ہم قرطبہ سے غرناطہ الحمراء محل دیکھنے گئے۔ یہ ۲۰۵ کلومیٹر کا فاصلہ تھا جو کار کے ذریعہ طے کیا۔ سارا دن وہیں گزارا۔ وہاں خوبصورت اور پُرکشش نظاروں کے علاوہ جو چیز دیکھی وہ یہ تھی کہ محل میں ہر طرف "لا غالب اِلّا اللہ۔ القدرۃ للہ۔ الحکم للہ۔ العزّۃ للہ" کے الفاظ باریک سے باریک جگہ پر بھی خوبصورت طریق سے کندہ کئے ہوئے تھے۔ کہیں تو لکڑی میں کندہ تھے اور کہیں Paint سے لکھے ہوئے تھے۔
قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی خدا سے بے انتہا محبت اور بے انتہا پیار کی مُنہ بولتی تصویروں کے نظارے کرکے بے اختیار دل سے دُعا نکلی۔ سُبحانَ اللہِ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ اللّٰھمّ صَلِّ علیٰ محمّدٍ واٰلِ محمّدٍ۔

نصرتِ الٰہی

ہر وہ سفر جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان کرے اُس سفر میں اور دوسرے سفروں میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ چونکہ ہمارا یہ سفر بھی محض للّٰہ تھا اسلیئے اللہ تعالیٰ نے اِس سفر کو خاص برکات سے نوازا جس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب ہم قرطبہ پہنچے اور رات

ہوٹل میں قیام کیا۔ صبح ہم سیر کے لئے ٹیکسی سٹینڈ پر گئے۔ وہاں جو پہلا ٹیکسی والا ملا وہ انگریزی زبان جانتا تھا کیونکہ وہ پہلے فرانس اور لندن رہ چکا تھا۔ انگریزی، فرنچ اور سپینش سے واقف تھا۔ جبکہ ہم میں سے کسی کو بھی سپینش نہیں آتی تھی اور سپین میں سوائے اس کے کچھ سمجھا ہی نہیں جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے بڑی دقّت اور پریشانی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے خاص شفقت اور احسان فرما کر ہماری پریشانی دُور فرما دی ورنہ ہم تو گونگے بنے ہوئے تھے۔

سیڑھیوں سے اُترنے لگے تو۔۔۔۔۔

مُلک سپین کے شہر مالاگا کے جس ہوٹل میں ہم ٹھہرے اس کا نام CASA CURRO تھا۔ ہم اس کی چوتھی منزل پر قیام پذیر تھے۔ جاتی دفعہ ہم لفٹ کے ذریعہ اُوپر گئے اور واپسی پر ہم نے سوچا کہ چلو پیدل سیڑھیوں کے ذریعہ چلتے ہیں۔ جب ہم سیڑھیاں اترنے لگے تو ہمارے پاؤں کے نیچے بیل بُوٹے فرش پر نظر آئے جو بڑے ہی جاذب نظر اور خوبصورت تھے مگر جب غور سے انہیں دیکھا تو وہ "لا غالب اِلّا اللہ" کے نقش تھے۔

ہم وہیں رُک گئے اور بذریعہ لفٹ واپس آئے ہوٹل کے مینجر صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو اس عبارت کا علم نہیں ہے آپ ہوٹل کے مالک سے معلوم کریں وہ اِدھر ہی ہیں۔ ہم نے اُن سے معلوم کیا تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ تو ہمارے مُلک میں عام چیز ہے۔ لوگ اس کو ڈیکوریشن کے لئے لگاتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ آیاتِ قرآنیہ یا عربی زبان میں کچھ لکھا ہوا ہے۔ آپ بازار سے خرید سکتے ہیں۔

اس واقعہ سے سخت دُکھ اور تکلیف ہوئی کہ مولا کریم! ایک وقت میں یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی اور آج یہ حال ہے۔ اور بے اختیار دُعا نکلی کہ اے خدا! انہیں توحیدِ خالص سے آشنا کر دے اور اس کے پرستار بنا دے۔

ایک لطیفہ

آخر میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جو زبان کے نہ جاننے سے متعلق ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے ملک میں چودھری کے لفظ کو جب انگریزی زبان میں لکھیں تو پُورا لکھنے کی بجائے ch لکھتے ہیں اور اسی طرح سے پاسپورٹ پر بھی لکھا ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ مکرم محترم چودھری فتح محمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور بھی تھے۔ ہم سپین سے واپس آ رہے تھے۔ مالاگا سے جہاز کے ذریعہ سفر کر کے پیرس آنا تھا جب ہم ائیر فرانس کے دفتر میں کاؤنٹر پر مالاگا ٹکٹ پر بورڈنگ کارڈ کے لئے گئے تو اس نے ٹکٹ پر (ch) چودھری فتح محمد لکھا ہوا دیکھا تو انگریزی میں پوچھنے لگا۔

" How many chi-
ldern are with
you."

ہم نے کہا کوئی بھی نہیں۔ تو کہنے لگا صاحب یہاں تو "ک" لکھا ہوا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ بچے (چلڈرن) بھی ساتھ ہیں۔ تب ہم نے کہا کہ نہیں۔ یہ تو ہمارے ملک میں چوہدری کا مخفف نام ہے۔ اس واقعہ سے اس نے اور ہم نے بھی خوب لطف اُٹھایا۔ (عبدالمالک۔ نمائندہ خالد و تشحیذ الاذہان۔ لاہور)

اور فرشتہ زمین پر اُتر آیا

"۸ر تاریخ کو ہم مسجد قرطبہ دیکھنے کے لئے گئے۔ مسلمانوں کے پُرعظمت عہدِ رفتہ کی امین یہ مسجد بہت ہی بڑی ہے کہ دیکھنے کے لئے ۲ گھنٹے چاہئیں۔ اُسی روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس مسجد کو رونق بخشنے کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ لوگ بڑی شدت سے حضور کی آمد کے منتظر تھے۔ اخباری نمائندے بھی حضور کے انتظار میں ٹہل رہے تھے۔ اتنے میں حضور تشریف لے آئے۔ بخدا حضور کے چہرے پر اتنا نور برس رہا تھا کہ دیکھتے ہی یہ احساس ہوتا تھا کہ گویا کوئی فرشتہ زمین پر اُتر آیا ہے۔"

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

"۹ر ستمبر کو ہم مسجد بشارت میں بیٹھے تھے کہ کچھ سپینش لڑکے مسجد میں داخل ہوئے اور محراب کی طرف اشارہ کر کے پوچھنے لگے کہ وہاں کیا لکھا ہے؟ ہم نے بتایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سنتے ہی وہ بھی ہمارے ساتھ کلمہ طیبہ دُہرانے لگے۔ بس پھر کیا تھا ہم سب نے فوراً کلاس لگائی اور دو دو، چار چار سپینش لڑکوں کو کلمہ طیبہ یاد کروانے لگے۔ دس منٹ کے اندر اندر ساری مسجد کلمہ طیبہ کی شیریں اور پُرشوکت آواز سے گونج اُٹھی اور ایک گھنٹہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اہلِ سپین کے دلوں کو توحیدِ اتم سے منور فرما دے۔

ہم نے مدینۃ الزہراء دیکھا

۹ر تاریخ کو ہم آٹھ آدمی ۲ کاروں میں سوار ہو کر قرطبہ سے کوئی ۸ میل دُور ایک جگہ دیکھنے گئے جس کا نام مدینۃ الزہراء ہے۔ یہ ایک محل ہے جو خلیفہ عبدالرحمٰن نے اپنی بیگم کے نام پر بنوایا تھا جو کہ بعد میں ایک لڑائی میں بالکل تباہ ہو گیا۔ ہم وہاں تقریباً ۲ بجے پہنچے جبکہ دروازہ بند ہو چکا تھا۔ کار کے ڈرائیور نے دروازہ کھلوایا اور کہا کہ یہ لوگ غیر ملکی ہیں ان کو دیکھنے کی اجازت دیدیں۔ اس محل کی سیر کے اوقات صبح ۹ سے ۱۲ بجے تک اور پھر ۵ سے ۸ بجے تک تھے۔ دروازہ کھلا جب ہم لوگ اندر چلے گئے تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں ... البتہ دیدیں ہم سیر کرا دیتے ہیں۔ ہم بڑے حیران ہوئے کہ یہاں بھی رشوت۔ ہم نے فیصلہ کر لیا کہ رشوت نہیں دینگے۔ ہم باہر سڑک پر آ گئے۔ ساتھ ہی درخت تھے وہاں بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ظہر عصر کی نماز پڑھی۔ جب پانچ بج گئے اور دروازہ کھلا تو ہم سیر کیلئے چلے گئے واپسی پر ہمارے پاس کوئی سواری نہیں تھی خدا کی شان دیکھئے کہ ایک بس میں کچھ لوگ سیر کیلئے آئے ہوئے تھے وہ واپس جانے لگے تو ہم نے اُن سے بات کی اور وہ ہمیں قرطبہ شہر تک لیجانے کیلئے راضی ہو گئے اور یوں خدا نے ہمیں سفر میں ایک اور وسیلۂ ظفر عطا فرما دیا (مرسلہ ملک حمید الحق صاحب شیخوپورہ)

"PEOPLE OF THE MOSQUE"

خاکسار ۲۲ اگست کو سپین کے VISA کے لیے اسلام آباد میں وارد ہوا تو وہاں جا کر اُن باتوں کی تصدیق ہو گئی جو حصولِ ویزا کے متعلق سُنی تھیں مختلف شہروں سے آئے ہوئے دوستوں سے ملاقات ہوئی جو وہاں کئی دنوں سے ویزا کے لیے کوشاں تھے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ سپین ایمبیسی نے اس موقعہ پر عشرہ تعطیلات منانے کا پروگرام بنا رکھا ہے۔ بہرحال ۲۳ اگست کو ہم سب صبح سویرے ہی سپین کے سفارت خانہ پہنچ گئے۔ بیٹھنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جب کئی گھنٹے انتظار میں گزر گئے تو ایک صاحب نے توجہ کی اور کھڑکی سے ایک طائرانہ نظر ہم پر ڈالی۔ اور بڑے ہی معنی خیز انداز میں کہا "PEOPLE OF THE MOSQUE" - یہ غالباً VISA OFFICER تھے جو یہ خطاب دے کر چلے گئے پھر نظر نہیں آئے آخر ایک بجے کے قریب جب دفتر کا وقت ختم ہونے والا تھا تو پتہ چلا کہ فی الحال حکومت سپین کی طرف سے اجازت نہیں ملی۔ انتظار لازم ہے۔ اگلے دو دن بھی اسی امید میں گزارے کہ شاید اجازت مل جائے لیکن جب حالات میں تبدیلی ہوتی نظر نہ آئی تو تجویز پیش ہوئی کہ صدقہ دیا جائے۔ کوئی ناجائز راہ ہم نے اختیار نہیں کرنی۔ رشوت نہیں دینی خواہ کچھ بھی ہو۔ خدا کو پکاریں جو سب بگڑیاں بنانے والا ہے۔ اُس نے اپنی ہی زبان سے ہمیں "مسجد والے" کہلوایا ہے تو اب خود ہی مسجد تک پہنچا بھی دے گا۔ پھر اچانک یہ ہوا کہ خدا نے اپنے بندوں کی سُن لی۔ اور ان کے بے قرار دلوں کو سکون عطا کر دیا اور ان کی راتوں کے بے خطا تیر سپین والوں کو شکار کر گئے اور اہلِ سپین نے "مسجد والوں" کے لیے اپنی مملکت کے دروازے کھول دیئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔"

(مرسلہ :- سید نعیم احمد شاہ ۔ شاہ میڈیکوز ۔ ربوہ)

اہلِ سپین کی رگوں میں اسلامی خون

۱۔ مغرب کی فضا کا تکدر میری طبیعت میں بے چینی اور اضطراب کا باعث بنا لیکن جب سپین کی زمین پر قدم رکھا تو اپنائیت کا احساس ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ اخلاقی اقدار کا تحفظ، مہمان نوازی کا محبت بھرا سلوک! ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہاں کے باسیوں کی رگوں میں ہمارے آباؤ اجداد کا خون جوش مار رہا ہے۔

وَسِّعْ مَكَانَكَ

۲۔ مسجد بشارت سپین کی افتتاحی تقریب میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ فرشتے آسمان سے آتر کر لوگوں کے قلوب میں ایک موافقت اور ہم آہنگی کی تحریک پیدا کر رہے ہیں (اللہ تعالیٰ نے اس تقریب کو تعداد کے لحاظ سے بھی اتنی برکت بخشی) اور اس قدر ہسپانوی باشندے محبت اور پیار بھرے جذبات لے کر اس تقریب میں شامل ہوئے کہ متوقع مہمانان کے انتظام کی جگہ تنگ

ہوگئی اور وَسِّعْ مَكَانَكَ کی عملی تعبیر ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ چالیس سال تک کے نوجوان ہسپانوی مہمانوں کو جگہ دیں اور خود کھڑے ہو جائیں۔ پھر فرمایا ۵۰ سال تک کے پاکستانی احباب مہمانانِ کرام کو جگہ دیں۔ مگر تعداد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بدستور اضافہ ہوتا رہا۔ حضور نے بالآخر ارشاد فرمایا کہ تمام پاکستانی احباب مہمانانِ کرام کو جگہ دے دیں۔ لیکن اس کے باوجود لوگ ابھی کافی تعداد میں سڑکوں پر بھی کھڑے تھے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

(شکور بھائی چشمہ والے ربوہ)

Monthly
Regd. No. L5830

KHALID

Rabwah

Editor: Mirza Mohammad Din. Naz

JANUARY 1983
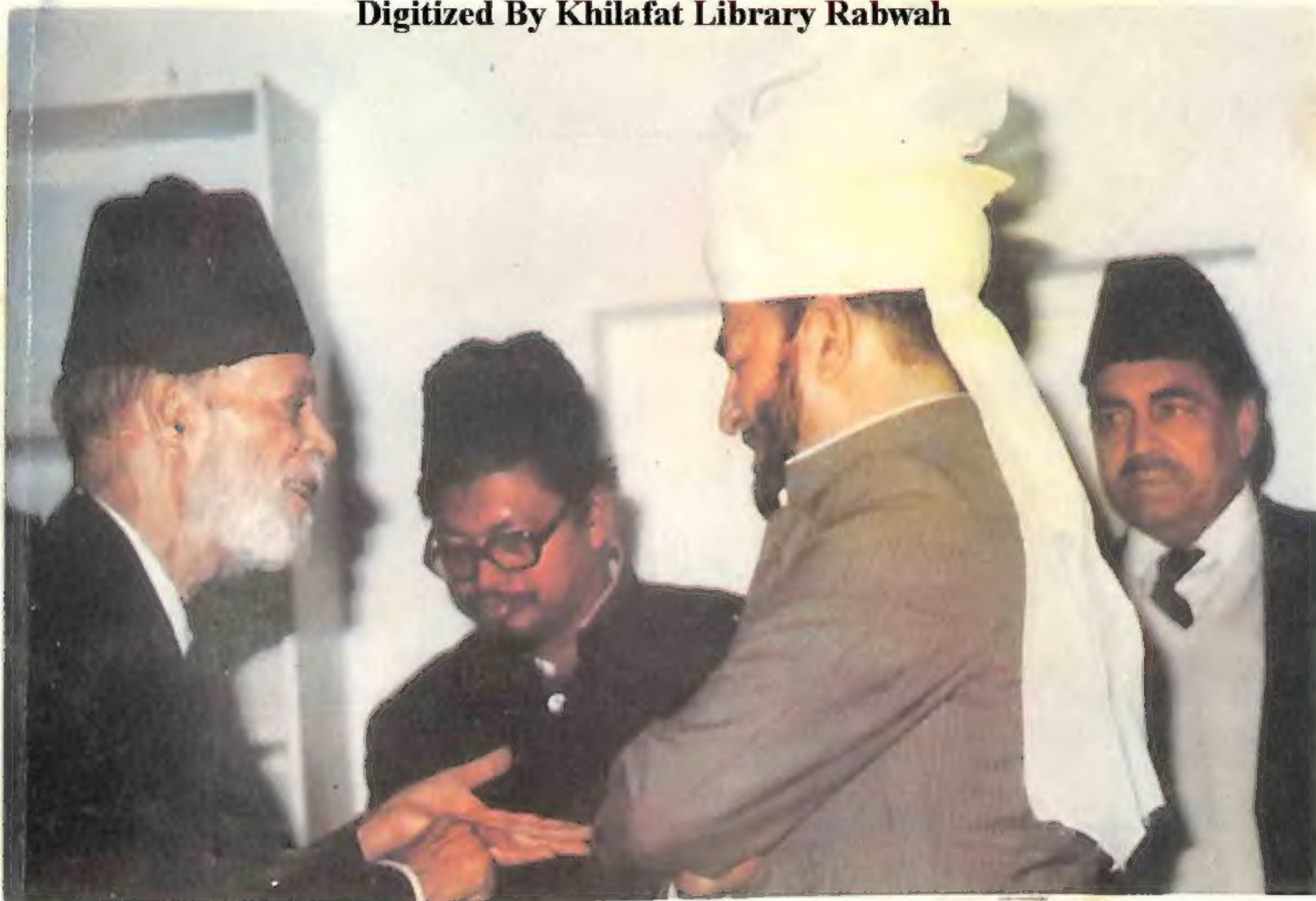
حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
اپنے آقا کے ساتھ

ہر ایک قوم
اس
چشمہ سے
پانی
پیئے
گی۔